www.novelsclubb.com

چاند سے پھول تلک

(ڈائجسٹ ناول)

ناولز کلب

از قلم زمر نعیم اجبر

:novelsclubb :read with laiba 03257121842

مکمل ناول

چاند سے پھول تلک

زمر نعیم اجر

"اس تپتی دوپہر میں بھی کسی کو چین نہیں ہے نہ جانے بجیا نے کس قدر دوستیاں کر رکھی ہیں جب دیکھو کوئی نہ کوئی آ رہا ہے۔"

کال بیل کی آواز پر وہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھی اور پھر جھنجلا کر گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ چلنے کا دھیماپن اس کی جھنجلاہٹ کو واضح کر رہا تھا۔ اس کی بیزاری صحیح تو تھی جب سے وہ آئی تھی اس نے وقت بے وقت مہمانوں کا سلسلہ ہی بندھا دیکھا تھا۔ آنے والا نہ وقت دیکھتا تھا اور نہ موسم۔

اس کی جھنجلاہٹ کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس کے سوا اس وقت کوئی جاگ بھی نہیں رہا تھا۔ وہ بھی اپنی بجیا کی ساڑھی پر صبح سے پینٹ کرنے میں مشغول تھی اب آخری بچ دینے کا مرحلہ آیا تھا تو اسے گیٹ تک جانا پڑ گیا تھا ورنہ تو وہ جس دن سے بجیا کے گھر لاہور آئی تھی اسے گیٹ تک دوبارہ جانے کا اتفاق ہی نہیں ہوا تھا۔ آج اسے زحمت کرنا پڑی تھی بھی تو کس وقت۔

اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ چوکیدار آج چھٹی پر تھا آنے والا بھی ہارن پر ہاتھ رکھ کر جیسے بھول گیا تھا۔ جس پر اس کا غصہ عروج پر پہنچ چکا تھا۔ شدید کوفت اور مجبوری کے عالم میں اس نے گیٹ کھول کر واپسی کی راہ لی۔ پولیس جیپ کی جھلک دیکھ کر ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ زحمت اس کے بہنوئی بازل فیض کے لیے ہے۔ آنے والے کو دیکھے بنا ہی وہ تیزی سے پورچ کی سیڑھیاں چڑھ کر غائب ہو گئی تھی۔ آنے والا اس پذیرائی پر حیران سا وہیں کھڑا رہ گیا۔ آج تک اس گھر میں اس کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوا تھا اس لیے وہ اپنے سراپے پر حیرت سے نظر ڈالتے ہوئے خود سے ہی پوچھ رہا تھا۔

"یار کیا میں نظر انداز کیے جانے کے قابل ہوں۔" اپنی حالت سے تو اسے ایسا محسوس نہیں ہوا تھا کہ اسے کوئی دیکھتے ہی سرپٹ اندر بھاگ جاتا۔ وہ حیرانگی سے ادھر ادھر دیکھتا اندر کی طرف بڑھ رہا تھا جبکہ آنچل نے اندر جا کر کسی کو اطلاع دیئے بغیر اپنا ادھورا کام مکمل کرنے لگ گئی۔

دراصل اسے یہ سب اچھا نہیں لگتا تھا۔ بجیا کے گھر کا ماحول اس کی توقع اور تربیت کے برعکس تھا۔ یہاں ہر کسی کی آمد کو اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ جسے دیکھو منہ اٹھائے چلا آتا تھا۔ نہ تکلف، نہ احساس رواداری، ہر وقت ہلہ گلہ، قہقہے، مکس گیدرنگ اس نے اپنے ہاں یہ سب کہاں دیکھا تھا۔

"اف کتنا شوق تھا مجھے بجیا کے گھر آنے کا کیسے کیسے جتن کر کے بی بی جان کو یہاں آنے کے لیے منایا تھا، لیکن یہاں آ کر تو سارا مزا ہی کرکرا ہو گیا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ بی بی ٹھیک کہتی ہیں بجیا کے سسرال میں تو ہر وقت لڑکے ہی لڑکے بھرے رہتے ہیں سب کو آنے جانے کی آزادی ہے اور ہم پابند۔ کسی کو اس بات سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔"

آنچل اپنا کام کرتے ہوئے مسلسل سوچوں اور پچھتاؤں میں گھری ہوئی تھی۔ اسے یہاں آئے ہوئے پندرہ سولہ دن ہو رہے تھے اور اس نے ان پندرہ دنوں میں جتنے لوگوں کو دیکھا تھا شاید ہی اپنی پندرہ سولہ سالہ زندگی میں دیکھا ہو۔ ان کے گھر کا ماحول یہ قدامت پرست تھا۔ اپنی زندگی کے سولہ سال اس نے انتہائی محتاط انداز میں گزارے تھے ہر بات، ہر معاملے میں ایک حد مقرر تھی جو ان کی ماں یعنی بی بی جان نے مقرر کر رکھی تھی۔ اس حد سے تجاوز کرنے کا مطلب تھا کہ ان کا عتاب سہا جاتا اور اتنا حوصلہ اس میں کبھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔

اس نے بچپن میں بی بی جان کو بڑی تینوں بہنوں پر برستے گرجتے ہوئے دیکھا تھا اس لیے اس نے خود کو بہت پہلے ہی بی بی جان کے مقرر کردہ حصار میں قید کر لیا تھا۔ ساری پابندیاں خود بخود لاگو لیں تھیں خود پر یہی وجہ تھی کہ بی بی کو اسے کبھی ٹوکنا نہیں پڑا تھا۔

فرسٹ ایئر کے اگزام دے کر بجیا کے بے انتہا اصرار اور بلاوے پر لاہور تو آ گئی تھی مگر یہاں اس کا دل نہیں لگا تھا۔ کئی بار اسے پچھتاوا ہوا تھا کہ آخر وہ بی بی سے ضد کر کے آئی ہی کیوں تھی۔ روزانہ وہ واپس جانے کا اعلان کرتی لیکن کوئی نہ کوئی رکاوٹ ڈال دیتا۔ مگر آج وہ پھر مصمم ارادہ باندھ رہی تھی۔

"بس کل میں ہر صورت واپس جاؤں گی۔"

کلاتھ پینٹ کی ٹیوبز بند کرتے ہوئے اس نے اپنا سامان سمیٹا اور پنکھے کے نیچے آ کھڑی ہوئی۔ پسینے سے سارا بدن بھیگ رہا تھا۔ دوپٹے کو بھی ساتھ ساتھ لہرا کر وہ پسینہ خشک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ تبھی اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اس نے جلدی سے دوپٹہ پھیلا کر سر پر اوڑھ لیا۔ بازل فیض اندر آتے ہی تشکر سے بولے۔

"شکر ہے گڑیا تم تو جاگ رہی ہو۔"

"کوئی کام ہے بھائی؟" اس نے تھکن کے باوجود سعادتمندی سے پوچھا۔

"ہاں --- کام تو ہے دراصل میرا ایک بہت ہی پیارا دوست آیا ہے اور اسے بھوک لگی ہے۔ تمہاری نازک بجیا تو اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہیں گڑیا تم ہی پلیز اس کے کھانے پینے کا انتظام کر دو کسی اور کو اٹھاتا تو اس وقت مسئلہ ہو جائے گا اس لیے۔"

"کہاں کھانا لگاؤں؟" آنچل نے اندر ہی اندر چڑتے ہوئے پوچھا۔

بازل بھائی اپنے ہر دوست کی تعریف میں اسی طرح رطب اللسان رہتے تھے۔ تعریف کرنا ضروری تھا سیدھی طرح کھانے کا کہہ دیتے۔ اپنی سوچوں کا وہ اظہار نہیں کر سکتی تھی۔

"ڈائننگ روم میں لگانے کا تکلف مت کرنا ہم سٹنگ روم میں بیٹھے ہیں وہیں لے آؤ اور سنو گڑیا زیادہ دیر نہیں لگانا جو کچھ بھی ہے لے آؤ، وہ بے صبرا انسان کچن میں بھی حملہ کر سکتا ہے۔" انہوں نے جاتے جاتے شفقت سے اس کا سر تھپتھپا کر اسے جلد آنے کا کہا تو وہ فوراً کچن کی طرف چل دی۔ بھوک تو اسے بھی لگی تھی دوپہر کو سب کے ساتھ اس نے کھانا نہیں کھایا تھا کیونکہ وہ ساڑھی مکمل کر کے ہی کمرے سے باہر آنا چاہتی تھی۔ مگر اب اس نے خود کھانے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا البتہ مہمان کے لیے فریج اور فریزر کھنگال رہی تھی۔

شامی کباب اور چکن کباب تو ہر وقت فریج میں بنے رہتے تھے۔ اس نے آٹھ دس کباب تلنے کے لیے نکالے۔ دوپہر میں بریانی پکی تھی اور قورمہ جسے اس نے دوبارہ گرم کیا۔ چار روٹیاں بھی پکا کر ہاٹ پاٹ میں بند کیں۔ ٹرالی میں سارے لوازمات سلیقے سے رکھے۔ فریزر سے ٹھنڈا پانی اور کوک کی دو بوتلیں بھی ٹرالی میں رکھنے کے بعد اپنی تسلی کے لیے نگاہ دوڑائی پھر سلاد کی پلیٹ فریج سے نکال کر اسے سب سے اوپر چاولوں کی ڈش کے ساتھ رکھ کر وہ سٹنگ روم کے دروازے تک آئی۔ ابھی وہ پردہ اٹھا کر اندر جانے کا قصد کر رہی تھی کہ کوئی اس سے پہلے ہی تیز تیز بولتا ہوا باہر آ گیا۔

"ناز بھابی آج تو آپ نے واقعی میرے صبر کو آزمانے کی ٹھان رکھی ہے۔" آنے والے کی بے ساختہ آمد پر آنچل ایکدم بوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ آنے والا بھی کچھ خفیف سا ہو گیا۔ ناز کے بجائے کسی اور کو دیکھ کر اسے بھی اپنی بے تکلفی پر ذرا خفت ہوئی تھی۔

"او سو سوری میں سمجھا تھا کہ نازک بھابی ہیں سوری اگین پلیز۔" وہ راستہ چھوڑ کر ہٹ گیا۔ بازل فیض بھی باہر آ گئے تھے۔

"گڑیا اب آ بھی جاؤ یا وہیں کھڑے کھڑے اس کے صبر کو مزید آزماؤ گی شکر کرو کہ اسے تمہارا لحاظ آ گیا ورنہ یہ تو یہیں کھڑے ہو کر شروع ہو جاتا۔" آنے والا بازل فیض کو گھورنے لگا تھا۔

آنچل بازل بھائی کی آمد پر قدرے سنبھل گئی تھی مگر اس کی ٹانگوں میں لرزہ طاری تھا۔ نظریں جھکا کر وہ ٹرالی لے کر اندر داخل ہوئی تھی۔ اور اس کے پیچھے وہ اجنبی جس کی نگاہیں وہ اپنی پشت پر گڑی محسوس کر رہی تھی۔ ٹرالی صوفے کے قریب پہنچا کر وہ جانے کو مڑی تو بازل نے اسے آواز دے کر روکا۔

"گڑیا تم نے کھانا کھالیا؟"

"نہیں کھالوں گی۔" اس سے جھوٹ نہ بولا گیا اور اجنبی اسے پرشوق نظروں سے دیکھ رہا تھا جس پر وہ مزید نروس ہو رہی تھی۔

"کب کھاؤ گی آؤ یہیں کھالو آخر بیٹا تم تکلف کیوں کرتی ہو یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔" بازل بھائی کی اسی شفقت کی تو وہ اسیر تھی۔ ورنہ بڑی دونوں بہنوں کے شوہروں سے تو سلام دعا سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی۔ انہوں نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے اسے آنے کا اشارہ بھی کیا۔

"نہیں بھائی مجھے ابھی بھوک نہیں ہے۔" آنچل نے جلدی کہا مبادا وہ اسے گھسیٹ کر ہی نہ بٹھالیں ان سے بعید بھی نہیں تھا۔

"تم معارج کی وجہ سے تکلف کر رہی ہو۔ ارے یہ اپنے ہی گھر کا بندہ ہے چلو آؤ کھانا کھاؤ۔" ان کے پیار پر آج اسے کوفت ہو رہی تھی بھلا وہ جانتے نہیں تھے اسے وہ کسی اجنبی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کی ہمت کہاں سے لاتی۔

"بازل بھائی مجھے سچ مچ بھوک نہیں ہے بھوک لگے گی تو کھالوں گی۔" اس نے معصومیت سے پہلی بار نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا لیکن اگلے ہی لمحے نگاہیں جھکالیں کیونکہ معارج اسامہ اسے پرشوق نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"اچھا پھر ایسا کرو تم نازک کو جگا دو۔" بازل فیض نے اس کی پس و پیش کو محسوس کر کے اسے جانے کا اشارہ کیا۔ پھر معارج کو کھانے کی طرف متوجہ کیا وہ بھی دل میں چھپے سوالوں کو پس پشت ڈال کر اپنے پیٹ کا خیال کر کے کھانا کھانے میں مشغول ہو گیا۔

"بجیا --- ناز بجیا جلدی سے اٹھیں بازل بھائی بلا رہے ہیں۔" آنچل نے تقریباً جھنجوڑتے ہوئے نازک کو جگایا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ بھرے بھرے جسم کی گندمی رنگت والی بجیا نے آنکھیں مسلتے ہوئے پوچھا۔

"کیا بات ہے کیوں شور مچا رہی ہو؟"

"بجیا وہ بازل بھائی کے کوئی دوست آئے ہیں وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔" بازل کے کسی دوست کا سنتے ہی نازک فوراً بستر چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ بازل کے دوستوں کا استقبال تو بہرحال اسے کرنا پڑتا تھا۔ نازک کی سوچیں (کون آیا ہو گا) کے گرد تھیں آخر اس نے آنچل سے پوچھا۔

"کون آیا ہے گڑیا؟" نازک نے لباس کی سلوٹیں ہاتھ سے دور کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم؟ میں کیا جانتی ہوں ان کے دوستوں کو؟" وہ بوکھلا اٹھی۔ اس اجنبی کی پرشوق بے باک نگاہیں اس کے تصور میں آگئیں۔

"نہیں معلوم تو اس طرح پریشان کیوں ہو رہی ہو۔" نازک اس کے کندھے کو دبا کر باتھ روم میں گھس گئی۔ آنچل وہیں کھڑی رہ گئی۔

اس کے حواسوں پر ناگواریت سی چھا گئی تھی۔ معارج کی نظریں اس کے دل میں عجیب سے احساسات بیدار کر گئی تھیں جنہیں وہ کوئی نام نہیں دے سکی تھی۔ نازک واپس آئی تو وہ اسی طرح کھڑی تھی۔ نازک پہلے تو اسے گم صم کھڑا دیکھ کر متعجب ہوئی پھر پیار سے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئی۔

"تم صبح سے اتنی مصروف ہو' جاؤ اپنے کمرے میں جا کر آرام کر لو پھر رات دیر تک کوئی سونے نہیں دے گا اور تمہیں شکایت ہو گی۔"

نازک اسے اس کے کمرے کے آگے تک

چھوڑ کر گئی۔ وہ بھی تمام خیالات جھٹک کر اپنے بستر پر دراز ہو گئی کیونکہ یہاں رات دو بجے تک محفل جمتی تھی یہ ان کا تو معمول تھا مگر اسے مجبوراً ان کے معمول پر عمل کرنا پڑتا تھا۔ وہ خود تو ان لوگوں کے کسی مشغلے میں حصہ نہیں لیتی تھی مگر نازک بجیا کے ساتھ بیٹھے رہنے پر مجبور کر دی جاتی تھی۔

نازک کی سسرال میں لڑکے ہی لڑکے تھے۔ بازل فیض سب سے بڑے تھے ان سے چھوٹی بہن کی شادی ہو چکی تھی اور پھر چار بھائی تھے جو زیر تعلیم تھے۔ ان کے دوست احباب' کزنز لڑکے لڑکیاں آتے رہتے تھے۔ ویک اینڈ پر تو کسی تقریب کا سا سماں یہاں دیکھنے کو ملتا تھا۔ شاید اسی لیے بی بی جان اسے یہاں بھیجنے کے حق میں نہیں تھیں ان کا خیال تھا جوان جہان لڑکوں بالوں میں ان کی معصوم کم سن بیٹی بھٹک نہ جائے انہیں زمانے اور وقت کا بھروسہ نہیں تھا۔

"وہ آئے ہمارے گھر میں خدا کی قدرت۔" نازک نے اندر آتے ہی سامنے معارج اسامہ کو دیکھ کر بے اختیار مصرع پڑھا۔

معارج اسامہ بازل کا جگری دوست تھا۔ معارج کی کچھ عرصہ پہلے ہی اسلام آباد میں بطور اے۔ایس۔پی تقرری ہوئی تھی۔ اس کا اتنی جلدی یہاں آنا غیر متوقع تھا اس لیے نازک اسے دیکھ کر حیران تھی اور پھر جیسے ہی اس کی نظر ٹرالی پر پڑی تو اسے آنچل کی پریشانی کی وجہ بھی سمجھ میں آگئی۔ معارج بھی اس کی آمد پر بے ساختہ کھڑا ہو کر کورنش بجالایا۔

"بھابی صاحبہ آپ کو میری آمد پر حیرت ہو رہی ہے اور مجھے آپ کے گھر میں نئے مہمان کو دیکھ کر' ویسے اچھی تبدیلی ہے۔" وہ اپنے مخصوص بے تکلف انداز میں دل کی بات کہہ گیا۔ نازک اس کی بات سن کر پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی۔

"مہمان --- کہاں ہے مہمان؟ بازل کوئی اور بھی آیا ہے؟"

"اپنی گڑیا کی بات کر رہا ہے۔" بازل فیض نے نیا سگریٹ سلگاتے ہوئے نازک کی معلومات میں جیسے اضافہ کیا۔ نازک سمجھ تو پہلے ہی گئی تھی پھر معارج کی مسکراہٹ بھی کچھ سمجھا رہی تھی اس لیے ذرا سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آنچل --- مہمان نہیں ہے وہ میری چھوٹی بہن ہے۔"

"یعنی کہ میری سسٹر ان لاء۔" بازل نے درمیان میں لقمہ دیا جس پر معارج کو مزید شہ ملی۔

"سیدھی طرح کہو سالی آدھی گھر والی۔"

"پلیز معارج بھائی اس قسم کی مثال ہمارے ہاں پسند نہیں کی جاتی۔" نازک کی تربیت بھی آخر اسی ماحول میں ہوئی تھی اس لیے اسے معارج کا مذاق اچھا نہیں لگا تھا اور فوراً ہی اسے ٹوک دیا کہ کہیں وہ پھر حد سے نہ بڑھ جائے۔

"بازل آپ نے اس سے کام کے لیے کیوں کہا مجھے جگا لیا ہوتا وہ پہلے ہی تھکی ہوئی تھی۔" نازک ن اپنے شوہر سے بھی سنجیدہ انداز میں بات کی۔

"میں نے تمہیں جگانے کی کوشش کی تھی اور پھر اس بے صبرے انسان سے صبر بھی کب ہو رہا تھا تم فکر نہ کرو گڑیا میرے لیے کام کر کے تھکی نہیں ہو گی۔" بازل نے صفائی پیش کرتے ہوئے برادرانہ استحقاق کا اظہار بھی کیا جس پر نازک مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے بازل کے ساتھ بیٹھ گئی۔ معارج بھی اپنے انداز میں معذرت پیش کرنے کے ساتھ اپنے دل کی بات سچائی سے کہنے لگا۔

"سوری بھابی میری وجہ سے واقعی انہیں کافی تکلیف اٹھانا پڑی ہو گی ایک بات میں کہوں آپ برا نہ مانئے گا آپ سے زیادہ آپ کی سسٹر کے ہاتھ میں ذائقہ اور قرینہ ہے۔ رئیلی اتنے کم وقت میں جس طرح انہوں نے میری بھوک مٹانے کا مکمل

انتظام کیا ہے کوئی چاک و چوبند ویٹر بھی نہیں کر سکتا تھا۔" معارج کی بات پر نازک ہنس دی۔ بہن کی تعریف اس کے نزدیک اس کی اس کے میکے کی تعریف تھی۔ لڑکیاں تو میکے کی تعریف پر ویسے ہی کھل جاتی ہیں پھر خود ہی وہ بتانے لگی۔

"سب سے چھوٹی ہے ناں اس لیے سب کی ساری خصوصیات اس میں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ پھر اسے خود بھی سب کچھ سیکھنے کا جنون سوار رہتا ہے۔ صبح سے وہ میرے لیے ساڑھی پینٹ کر رہی تھی اس لیے مجھے اس کی تھکن کا خیال تھا۔"

"ابھی تو ہم تمہیں گڑیا کے ہاتھ کی چائے اور کافی بھی پلوائیں گے پھر تمہیں کسی اور کے ہاتھ کی چائے کافی اچھی نہیں لگے گی۔" بازل بھی شروع ہو گئے۔ معارج تو پہلے ہی کم سن دوشیزہ کی ہراساں آنکھوں میں خود کو کھویا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ زیر لب گنگنایا۔

"دیکھیں گے ان کے ہنر و کمال آہستہ آہستہ۔" نازک نے معارج کی مسکراہٹ میں نیا پن سا محسوس کیا تھا اس لیے وہ کچھ چونک گئی تھی۔ پھر اسی کیفیت میں اس سے پوچھ بیٹھی۔

"معارج بھائی اتنی جلدی یہاں کا چکر کیسے لگ گیا کوئی اور بات تو نہیں ہے۔"

"نئے آنے والوں کی خوشبو پہنچ گئی تھی سو ان کے ہاتھوں کی لذتیں محسوس کرنے آ پہنچے۔" معارج کی گفتگو کا انداز ہمیشہ سے ایسا ہی تھا مگر نازک کو آج عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس لیے قدرے تنبیہی لہجے میں کہا۔

"معارج بھائی آپ آنچل کو جانتے نہیں ہیں اس لیے پلیز اس کے متعلق آپ کوئی ریمارکس نہیں دیں گے وہ اس قسم کی باتوں کو پسند نہیں کرتی بڑی مشکل سے میں نے اسے روکا ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو وہ پھر جانے کی ضد کرنے لگے۔"

"اوکے --- اوکے ناراض کیوں ہوتی ہیں بتاتا ہوں۔" نازک کے سنجیدہ موڈ پر معارج بھی سنبھل کر بتانے لگا۔

"میری کزن کی شادی ہے اسی لیے سب یہاں آئے ہوئے ہیں میں بھی فرصت پاتے ہی آ گیا ہوں اتنا سفر طے کر کے سیدھا آپ کے در پر حاضری دینے آیا تھا اور آپ ہیں کہ --- چھوڑیئے میں آپ سے بات نہیں کرتا۔" معارج نے بچوں کی طرح ٹھنک کر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا تو نازک بے اختیار ہنس دی۔

"معارج بھائی آپ بھی بس --- بازل آپ کا یہ جگری یار گرمی سے کچھ زیادہ ہی چکرا گیا ہے میرا خیال ہے میں کچھ ٹھنڈا لے آؤں۔" نازک نے اٹھتے ہوئے کہا اور ٹرالی کھسکا کر باہر لے گئی۔

رات کے کھانے پر معارج اور بازل موجود نہیں تھے کیونکہ معارج کو چند دوستوں سے ملنا تھا۔ آنچل نے اس کی غیر موجودگی پر شکر ادا کیا۔ ورنہ وہ اس کے سامنے بیٹھ کر کھانا نہ کھا سکتی۔ کھانے سے فارغ ہو کر بھائیوں نے محفل جمائی۔ عادل جو سب سے چھوٹا تھا وہ ہمیشہ کوشش کرتا تھا کہ آنچل ان کی گیمز میں ان کا ساتھ دے۔ اب بھی وہ اصرار کر رہا تھا کہ وہ کارڈ کھیلنے کے لیے اس کی پارٹنر بنے مگر وہ نہ مانی۔

"بازل بھائی آپ سب کے پارٹنر تو موجود ہیں پھر میرا نہ دل چاہ رہا ہے اور نہ ہی میں کارڈ صحیح طرح کھیل سکتی ہوں۔" اس کی بے بسی دیکھ کر نازک بھی اس کی حمایت کو آ پہنچی۔

"عادل گڑیا کو تنگ نہ کرو تمہیں معلوم تو ہے ہمارے گھر میں اور بی بی ماں کے گھر میں کافی فرق ہے جاؤ گڑیا تم جا کر آرام کرو۔" آنچل نے تشکر سے بہن کو دیکھا۔ نازک بہن کی فطرت سے واقف تھی یہاں آ کر اس نے ان لوگوں کا جو تھوڑا بہت ساتھ دیا تھا تو اپنی طبیعت پر جبر کر کے دیا تھا۔ بہن کی اجازت پاتے ہی وہ سٹنگ روم سے نکل آئی۔

گیارہ بج رہے تھے ابھی اس کا سونے کا ارادہ نہیں تھا اس لیے وہ لان میں ٹہلنے کے لیے نکل آئی تھی۔ ابھی اسے ٹہلتے ہوئے کچھ دیر ہی گزری تھی جیپ پورچ میں آ کر رکی۔ وہ واپس مڑنا چاہتی تھی کہ بازل بھائی فوراً اس کے قریب پہنچ گئے۔

"گڑیا تم یہاں کیا کر رہی ہو اکیلی؟"

"نیند نہیں آ رہی تھی اس لیے یہاں آ گئی تھی۔" آنچل نے گھبراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اچھا ہوا معارج آ جاؤ آج تمہیں گڑیا کے ہاتھ کی چائے بھی پلوائیں۔" انہوں نے معارج کو آواز دی جو اب تک اپنی جیپ میں بیٹھا شاید واپسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ بازل کی بات اور گڑیا کا نام سنتے ہی جیپ سے فوراً اتر آیا۔

آنچل کو گھبراہٹ ہونے لگی۔ وہ بازل کو کوئی جواب تو نہیں دے سکتی تھی البتہ خاموشی سے اندر کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ بازل اور معارج اس کے دائیں بائیں چل رہے تھے۔ لونگ روم میں جانے سے پہلے معارج نے اس پر بھرپور نگاہ ڈالی۔ آنچل کشمکش میں وہیں کھڑی رہ گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے کمرے میں چلی جائے یا پھر بہنوئی کی بات اور فرمائش پوری کرے۔ معارج بھی اسے گم صم کھڑے ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے آنکھوں کے رستے دل میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے یہ معصوم مگر سنجیدہ سی لڑکی اپنے دل میں محسوس ہو رہی تھی۔ وہ جیسے اس کی ایک ایک ادا کو ازبر کر رہا تھا اور یہ سب کرتے ہوئے اسے کوئی خیال نہیں تھا کہ وہ کہاں اور کس کے گھر پر کھڑا ہے دل نے اچانک ہی اسے زیر کر کے بے بس کر دیا تھا۔

وہ اس کے گلابی ہونٹوں کی جنبش اور جھالر سی لرزتی پلکوں کی نوک پر اپنا دل محسوس کر رہا تھا۔ اس کے گلابی ملبوس کا گلابی دوپٹہ سر پر ہونے کے باوجود آنچل کے چہرے کے متغیر رنگوں کو چھپانے کے بجائے مزید عیاں کر رہا تھا جس پر اس کے اندر ہیجان برپا سا تھا۔ وہ اپنے ساڑھے پانچ فٹ قد کے باوجود اس کے مٹھی بھر دل میں پوری جزئیات کے ساتھ اس طرح سمائی تھی کہ وہ خود بھی ششدر رہ گیا تھا۔

آنچل خود اس کی نظروں سے بے پناہ خوفزدہ ہو گئی تھی اور اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر وہ ایک قدم بھی اٹھائے گی تو اس کا توازن بگڑ جائے گا اور وہ گر جائے گی۔ نازک کی آواز قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ اس لیے وہ چونک کر اندر بڑھ گیا۔ آنچل بھی سست روی سے چلتی ہوئی کچن کی جانب آ گئی اسے معارج کی آنکھوں کے رنگوں سے خوف آ رہا تھا۔ بجیا کے گھر میں پہلی بار اسے اس قسم کے حالات اور کیفیات سے دوچار ہونا پڑا تھا اسی لیے وہ نروس ہوئی جا رہی تھی۔

بیس منٹ بعد وہ دوبارہ کھلوائے جانے پر چائے بنانے میں مصروف ہوئی اور پھر چائے لے کر آئی۔ نازک، بازل اور معارج آپس میں باتوں میں مصروف تھے۔ آنچل کے وہاں آتے ہی معارج کی توجہ آنچل کی طرف مبذول ہو گئی۔ وہ باتوں میں مصروف ہونے کے باوجود کنکھیوں سے آنچل کو دیکھ رہا تھا اور اس کے گلابی مکھڑے پر اپنی نظروں سے گلال بکھیر رہا تھا۔ آنچل خاموشی سے چائے میں چینی ملاتے ہوئے اس کی نظروں کو اپنے وجود کے آر پار محسوس کر رہی تھی اور معارج کی باتیں بھی سن رہی تھی۔

"پھر اپنی بھابی اور ان کے بچوں کو کب لا رہے ہو؟" نازک اس سے پھر پوچھ رہی تھی۔ پہلے تو وہ معنی خیزی سے ہنسا پھر ذو معنی انداز میں بولا۔

"اب تو جلد ہی لاؤں گا۔" آنچل اسے چائے پکڑانے آئی۔

"پھر بھی کچھ پتہ تو چلے دیکھو بتا کر لانا ورنہ۔" نازک نے کہا تو سنجیدگی سے بولا۔

"پرسوں تک فنکشن ختم ہو جائے گا اس کے

بعد انشاء اللہ آپ کے گھر پر دھاوا بولیں گے۔" معارج نے جان بوجھ کر اس کی انگلیوں کو مس کیا تو چائے پلیٹ میں چھلک گئی۔ بازل نے لمحہ بھر کو اس کی جانب دیکھا وہ دوپہر سے معارج کی بے ساختگی نوٹ کر رہے تھے اور اب آنچل کی طرف اٹھتی اس کی نظریں انہیں بھی کھٹک گئی تھیں لیکن انہوں نے خاموشی میں ہی عافیت جانی۔ آنچل باقی لوگوں کو چائے سرو کر کے پلٹنے لگی تو نازک کی ساس انیسہ بیگم انہیں ڈانٹتی ہوئی آگئیں۔

"تم لوگ خود تو رات گئے تک جاگنے کے عادی ہو اس بچی کو کیوں پریشان رکھتے ہو۔ اٹھو اور سب سونے جاؤ صبح سب کو جلدی مچی ہوتی ہے۔ نازک تم ہی کچھ خیال کر لیا کرو۔" انیسہ بیگم زیادہ تر اپنے کمرے میں بند عبادت میں مشغول رہا کرتی تھیں کبھی کبھی ہی بچوں کو فہمائش کرنے لونگ روم کے دروازے سے جھانک لیتی تھیں۔ اب بھی شاید انہوں معارج اسامہ کو نہیں دیکھا اسی لیے دروازے سے ہی پلٹ گئی تھیں۔ معارج بھی ان کی وارننگ پر جیسے کچھ یاد کر کے فوراً کھڑا ہو گیا۔

"بس یار میں بھی چلتا ہوں یہاں آنے کے شوق میں تم سے ملنے کی چاہ میں ابھی تک گھر والوں کو شکل نہیں دکھائی دیکھنا میرے لاڈلے میری کیا درگت بنائیں گے۔" نازک دیوروں کے کھیل کی طرف بھی متوجہ تھی اس لیے معارج کی آنچل پر ٹکی نظریں نوٹ نہیں کر سکیں تھی۔ نازک نے رسمی طور پر اسے رکنے کے لیے کہا۔

"کوئی فرق ہیں پڑتا جہاں سارا دن گزارا ہے وہاں ایک رات اور گزار لیں کل چلے جایئے گا۔"

"یہاں رہ کر ساری رات جاگنے کا پروگرام نہیں ہے میرا اوروں کی طرح میری نیند بھی اڑ جائے گی اور مجھے بھی پھر ادھر ادھر ٹہلنا پڑے گا۔" معارج نے پھر آنچل کو دیکھتے ہوئے ذومعنی بات کی۔ آنچل نے یکدم گھبرا کر اس کی جانب دیکھا۔ نظروں کا تصادم ہوا۔ آنچل کے دل میں پھر سے ہلچل سی مچ گئی۔ وہ فوراً ہی برتن ٹرے میں رکھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بازل معارج اے۔ایس۔پی بن کر کچھ زیادہ ہی مغرور نہیں ہو گئے۔ شان دیکھئے ذرا کہاں تو یہاں ان کی آنکھ نہیں کھلتی تھی اور آج نیند نہیں آئے گی۔" نازک اس کی بات پر ہنس کر چھیڑنے لگی۔

"ناز بھابی آپ مجھ جیسے عاجز مسکین بندے کو مغرور کہہ کر میرے ساتھ زیادتی کر رہی ہیں کم از کم گھر آئے مہمانوں کا خیال کر کے ہی تعریف کر دیں خواہ جھوٹی ہی سہی۔" معارج نے بیاختیار شکوہ کناں ہو کر کہا۔

"آپ تو خود مجسم تعریف ہیں آپ کی تعریف میں تو لفظ بھی شرماتے ہیں جھوٹی تعریف کا سہارا کیوں لینا چاہتے ہیں۔" عادل اپنی گیم ختم کر کے ان کی طرف آ گیا تھا اور اب اس کے کندھے پر جھکے کچھ شرارت آمیزی سے بولا تو پہلے تو معارج سر کو جنبش دے کر آداب بجالایا پھر فوراً ہی اسے گھورنے لگا جس پر عادل نے فوراً ہی اپنا ایک کان پکڑ کر معافی مانگی۔

"اچھا جی اب اجازت، کل شام کو آؤں گا۔" معارج نے ہاتھ بڑھا کر بازل سے مصافحہ کیا۔ معارج سب سے مل کر دوبارہ نازک کے قریب آگئے۔

"بھابی جی میرے لیے دعا کیجئے گا کہ رات ٹھیک طرح گزر جائے حالت تو میری یہیں خراب ہونا شروع ہو گئی ہے۔" معارج نے دعا لینے والے انداز میں اپنا سر نازک کے آگے جھکا دیا۔ نازک اس کی شرارت سمجھ رہی تھی۔ ایک چپت اس کے سر پر لگائی۔ برا سا منہ بناتا ہوا وہ سیدھا ہو کر بولا۔

"میں نے سر پر ہاتھ پھرانے کے لیے سر جھکایا

تھا آپ دعا کے بجائے سر درد منتقل کر رہی ہیں۔"

"اچھا میری ایک چپت سے آپ کے سر میں درد ہو جائے گا اور آپ کی بے سروپا باتوں سے ہمارا جو حال ہوتا ہے اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"اپنے خیال کا اظہار کروں گا تو آپ کو برا لگے گا اس لیے مجھے مت چھیڑیں۔" پھر آنچل سے پوچھنے لگا۔

"آپ چائے کس طریقے سے بناتی ہیں پلیز مجھے بتا دیں میں کسی کو نہیں بتاؤں گا صرف اپنے تک محدود رکھوں گا۔" آنچل اس کے مخاطب کرنے پر بوکھلا گئی۔ نازک نے بہن کی جھجک اور بوکھلاہٹ سمجھتے ہوئے معارج کو ٹوکا۔

"معارج آپ میری بہن کو ستا رہے ہیں دیکھیں یہ۔"

"میں؟---- ناحق الزام لگا رہی ہیں آپ ہم تو خود زمانے کے ستائے ہوئے ہیں کسی کو ستانے کی جرات کیسے کر سکتے ہیں۔ آپ کو لگ رہا ہے کہ میں آپ کو ستا رہا ہوں۔" اس نے براہ راست آنچل کو دیکھا۔ وہ سخت نروس ہو رہی تھی۔ بازل بھی واپس آ کر پوچھ رہے تھے۔

"دیور بھابی میں ابھی تک کیا باتیں چل رہی ہیں؟"

"بازل مجھے تو کوئی چکر نظر آ رہا ہے ایسا لگتا ہے اسے کچھ ہوا کہیں گرمی نے اس کے دماغ پر تو اثر نہیں کیا جو یہ بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں آپ کو کچھ علم ہے؟" نازک نے شکایتی انداز میں کہنے کے ساتھ شرارت بھی کی تو بازل بھی دوستانہ انداز میں کہنے لگے۔

"لگ تو مجھے بھی کچھ ایسا ہی رہا ہے صاحب بہادر جب سے آئے ہیں کہیں کھوئے ہوئے ہیں۔ آخر بات کیا ہے معارج۔" بازل نے بھی اس سے پوچھا۔

"بیرسٹر صاحب اپنی بحث کسی کلائنٹ کے لیے سنبھال کر رکھو کوئی چکر وکر نہیں ہے فی الحال مجھے بخشو آج تو ویسے ہی خیریت نہیں۔" اس کے بولنے کے انداز پر آنچل کے سوا سبھی ہنس دیئے وہ فوراً ہی خدا حافظ کہتا باہر نکل گیا۔

"انداز فرار بتا رہا ہے کہ مجرم کو اپنا جرم قبول ہے ورنہ۔" بازل نے غیرارادی طور پر آنچل کو دیکھا تو وہ اپنے آپ میں چور بن گئی اور پھر جیسے ہی اسے موقع ملا وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔

"سوری گڑیا میری ضروری اپائمنٹ نہ ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ضرور چلتا۔ میں تم دونوں کو ڈراپ کر دوں گا۔ مارکیٹ سے ٹیکسی آسانی سے مل جائے گی۔" بازل نے پیشگی آنچل سے معذرت کی۔ وہ واپسی کا ارادہ رکھتی تھی اس لیے جانے سے پہلے کچھ شاپنگ کرنا چاہتی تھی۔

"یا پھر کل کا پروگرام رکھ لو کل میں فارغ ہوں۔"

"پرسوں تو میں واپس جا رہی ہوں بی بی جان کا کئی بار فون آ چکا ہے ہم ابھی چلتے ہیں ٹھیک ہے واپسی پر ٹیکسی یا رکشہ پر آ جائیں گے کیوں بجیا۔" اس نے نازک سے تائید چاہی وہ بھی تیار تھی۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی مگر واپس جانے کے بارے میں رات کو بات ہو گی۔" نازک نے اگلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے آنچل کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ آنچل نے بھی فی الحال کوئی بات کرنا مناسب نہ سمجھا خاموشی سے پیچھے بیٹھ گئی۔

بازل کی گاڑی گیٹ سے باہر نکل رہی تھی اور مقابل سے معارج اسامہ کی جیپ اندر داخل ہو رہی تھی۔ اس نے بازل کی گاڑی کے آگے اپنی جیپ روکی۔ پھر فوراً نیچے اترا اور پھر لپک کر بازل کی طرف کا دروازہ کھول کر اس کے کالر سے پکڑ کر باہر نکالا۔

"یار یہ کیا بدتمیزی ہے تم جانتے ہو اندر میری سالی اور گھروالی دونوں موجود ہے کیا سوچیں گی

میری عزت کے بارے میں۔" بازل نے مصنوعی غصے سے اسے جھاڑا تو اس نے جھنجلا کر اس کا کالر چھوڑ دیا۔

"تمہاری یہ اچھی شرافت ہے مجھے شام کو انوائیٹ کر کے خود فرار ہو رہے تھے اچھا ہوا بروقت میں پہنچ گیا ورنہ میری کیا عزت رہ جاتی۔ لوگ سمجھتے میں آج پھر بن بلایا مہمان بن کر ٹپک پڑا ہوں۔" نازک فرنٹ ڈور سے پہلے ہی نکل کر ان کی طرف آ رہی تھی۔ آتے ہی اسے شرارت سے چھیڑا۔

"ایک تو آپ شیطان کی طرح نازل ہوتے ہیں غالباً" آج تو آپ کی کزن کی برات ہے۔" نازک کی مسکراہٹ پر وہ قدرے منہ بنا کر چڑ کر بولا۔

"دیکھ لو میری یہ عزت ہو رہی ہے تمہارے گھر میں۔ اب تو آپ کہیں بھی نہیں جا سکتیں اور برائے مہربانی ان فرشتہ صفت ہستی کو بھی باہر آنے کی زحمت دیں جن کے لیے آپ نے مجھے شیطان کا لقب دیا ہے۔" معارج کے لہجے میں تو سنجیدگی تھی البتہ اس کی آنکھیں کچھ اور ہی کہہ رہی تھیں۔ بازل نے بڑے زور سے اس کی کمر پر دھپ رسید کی۔

"بدتمیز انسان کبھی کسی کا لحاظ بھی کر لیا کرو پولیس والوں کی ساری عادتیں اپناتے جا رہے ہو تم دیور بھابی آپس میں جو چاہے کہو مگر میری بہن کو اپنی باتوں اور مذاق کا حصہ نہ بناؤ۔" بازل نے اسے بہت کچھ سمجھانے اور باور کرانے کی کوشش کی تھی مگر وہ لاپرواہی سے کندھے جھٹک رہا تھا۔ آنچل کو بھی اس کی بات بری لگی تھی وہ خود ہی نیچے اتر آئی اور پھر نازک کو مخاطب کر کے بولی۔

"کل چلیں گے بجیا۔" اس نے بے تاثر لہجے میں کہا تو معارج خوش ہو گیا۔

"آپ سے زیادہ آپ کی سسٹر سمجھدار ہیں۔ اب تو اندر چلیے کچھ چائے وائے ہی پلایئے۔ میں تو کھانا کھانے کی امید لے کر برات کی کولڈ ڈرنک چھوڑ کر آیا ہوں مگر آج تو لگتا ہے آپ کھانے کا پوچھیں گی نہیں چلیے چائے ہی سہی۔" معارج کے بولنے کا ایک مخصوص انداز تھا جب بولنے میں آتا تو بولتا ہی چلا جاتا تھا۔

آنچل نے خائف نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ بلیک پینٹ فان کلر کی شرٹ میں کافی وجیہہ لگ رہا تھا۔ اس پر اس کا سوا چھ فٹ قد اس کی شخصیت کی سحرانگیزی میں اضافے کا باعث تھا۔ اس کی بولتی آنکھیں اس کی شریر طبیعت کو عیاں کر رہی تھیں۔ آنچل نے اس کے جائزے پر دل میں خود ہی ندامت محسوس کی اور پھر نظریں جھکا لیں۔ بازل نے عجلت بھرے انداز میں سب کو مخاطب کیا۔

"مجھے تو دیر ہو رہی ہے اب تم ہی اس کی خاطر مدارت کرو بلکہ اس اے۔ ایس۔ پی کے بچے کی سزا ہے کہ تمہیں شاپنگ کے لیے لے جائے۔" بازل اسے حکم دے کر جلدی سے اپنی گاڑی نکال کر لے گیا۔

"بندہ سزا بھگتنے کو تیار ہے چلیے بیٹھیے میری شاہی سواری میں آیئے۔" نازک کے ساتھ اس نے آنچل کو بھی مخاطب کیا۔

"بجیا میں کل جاؤں گی۔" آنچل قطعیت سے کہہ کر تیزی سے اندر بڑھ گئی۔

"آپ نے میری بہن کو ناراض کر دیا ہے پندرہ دنوں میں اس نے پہلی بار کہیں جانے کی فرمائش کی تھی مگر۔" نازک نے بھی اپنی خفگی کا اظہار کیا۔ معارج اس کے ساتھ اندر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ جس مقصد کے لیے آیا تھا وہ تو حل ہو گیا تھا۔ آنچل کو دیکھنے کی چاہ میں وہ کزن کی برات مس کر آیا تھا۔ آنچل کو دیکھ تو لیا تھا مگر تشنگی مزید بڑھ گئی۔ اس کاکشمکش سے گلابی پڑتا چہرہ ہنوز اس کے تصور میں متحرک رہا تھا۔

"آپ اجازت دیں تو میں آپ کی سسٹر کو چٹکی بجاتے منا لوں۔" معارج کے لب مسلسل شرارت سے مسکرا رہے تھے۔

"معارج بھائی میں پہلے ہی آپ سے کہہ چکی ہوں گڑیا کے حوالے سے میں کسی قسم کا مذاق برداشت نہیں کر سکتی آپ کو میرے میکے کے ماحول کا اندازہ نہیں ہے پھر آنچل خود بھی بہت حساس ہے۔ ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتی ہمارے ہاں کزنز بھائیوں یا ان کے دوستوں سے بات چیت کرنے کا تصور بھی نہیں ہے۔ میرے گھر بھی نجانے کس مشکلوں سے آئی ہے۔" نازک سنجیدگی سے بتانے لگی۔ معارج سنجیدگی سے سننے کے باوجود اپنے بے فکرے انداز میں بولا۔

"اب مجھے ابہام تو نہیں ہو نا کہ میں لوگوں کے بارے میں جان سکوں۔ آپ نے بھی پہلے کبھی اپنی فیملی کے بارے میں نہیں بتایا تھا میں تو آپ کے حوالے سے انہیں ٹریٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کیا وہ واقعی اتنی نازک مزاج ہیں جتنی آپ بتا رہی ہیں حالانکہ نام کی نسبت سے تو آپ کو نازک مزاج ہونا چاہیے۔"

"آپ نہیں سدھریں گے معارج۔"

"آپ رہنمائی کرتی رہیں گی تو سدھر جاؤں گا۔ ویسے ایک بات بتائیں آپ کیا یہاں آ کر چینج ہوئی ہیں پہلے آپ بھی اپنی سسٹر جیسی تھیں۔" معارج نے پھر آنچل کو موضوع گفتگو بنایا تو نازک اس کی توجہ محسوس کیے بغیر اسے بتانے لگی۔

"نہیں آنچل ہم سب سے مختلف ہے۔ اس نے وقت سے پہلے اپنے ماحول سے کمپرومائز کر لیا تھا۔ میرے خیال میں تو اچھا کیا تھا اسی لیے سبھی اس پر توجہ دیتے ہیں۔ اس کی سنتے ہیں اس کی مانتے ہیں ہماری بی بی جان سب کی بات رد کر سکتی ہیں مگر آنچل کی نہیں کیونکہ اس نے کبھی کوئی ضد نہیں کی مگر کوئی بات ناگوار خاطر لگے تو پھر یہ ضد پر اڑ بھی جاتی ہے۔ اس لیے تو میں نے اب چلنے پر اصرار نہیں کیا ورنہ وہ کل بھی نہ جاتی۔"

"مشکل سے تو وہ اتنی ضدی یا غصیلی نہیں لگتیں جتنا آپ بتا رہی ہیں میں کچھ غلطی فیل کر رہا ہوں کیا وہ میری معذرت قبول کر لیں گی؟" معارج کسی نہ کسی بہانے آنچل کو بلانا چاہتا تھا۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں تھی وہ آپ کی کسی بات کا برا نہیں مانے گی کیونکہ آپ اس کے لیے اجنبی اور غیر ہیں۔ آپ کوئی ٹینشن نہ لیں۔" نازک نے اس کا دھیان آنچل سے ہٹانے کے لیے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا پھر چائے کا کہنے اٹھ کھڑی ہوئی۔ بازل کے باقی بھائی بھی اس کی میزبانی کو آ موجود ہوئے تھے۔ ان کی خوشگوار باتوں کے باوجود اسے کوئی کمی محسوس ہوتی رہی۔ ان کے ساتھ کیرم کے بعد کارڈ کھیلتے ہوئے بھی آنچل کی ایک جھلک دیکھنے کی تمنا بار بار دل میں مچلتی رہی۔ مگر آنچل نے دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کیا تھا۔

مجبوراً آٹھ بجے وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ سب کے روکنے پر بھی نہیں رک رہا تھا۔ آس کو یاس میں بدلتے اس نے شدت سے محسوس کیا تھا۔ بہت عجیب کیفیت میں مبتلا ہو کر وہ یہاں سے جا رہا تھا۔ جیپ تک آتے ہوئے بے اختیار اس کی آنکھیں لان کی طرف اٹھی تھیں ملگجا سا اندھیرا ہونے کے باوجود اس نے دور سے ہی آنچل کو پہچان لیا تھا اور پھر واپس قدم موڑ کر آنچل کے راستے میں بے ساختگی سے آ کھڑا ہوا تھا۔ اپنی پچیس سالہ زندگی میں وہ کبھی ایسی بے اختیاری کا شکار نہیں ہوا تھا۔ اس کی شکست ایک سولہ سالہ لڑکی کے ہاتھوں ہو گی اس کا تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ زندگی کے اس پہلو کو اس نے کبھی سنجیدگی سے سوچا بھی نہیں تھا لیکن چوبیس گھنٹوں میں اس کی زندگی اور دل کے معاملات یکدم پلٹ گئے تھے۔

آنچل بازل کے دوست کو سامنے دیکھ کر یکدم بوکھلا اٹھی۔ وہ تو پہلے ہی اس کی وجہ سے بدحواس ہوئی جا رہی تھی اب اسے راستے میں دیکھ کر مزید

بدحواس ہوگئی تھی۔
"ایکسکیوزمی مس آنچل۔" معارج نے اپنے اندر اٹڈتی شوخیوں پر قابو پا کر اسے کچھ سنجیدگی سے مخاطب کیا۔
"جی --- آپ؟" آنچل کی آواز اس کی بوکھلاہٹ کی ترجمان تھی۔ اس کی جھکی لرزتی پلکیں اس کی بدحواسی اور دھڑکنوں کا شور بیان کر رہی تھیں۔
"آنچل آپ نے میری باتوں کا برا منایا آئی ایم ویری سوری ریئلی میرا مقصد آپ کی دل آزاری کرنا نہیں تھا میرا ناز بھابی سے ایسا ہی مذاق چلتا ہے پلیز۔"
"میں اب جاؤں؟" آنچل نے معصومیت سے اس کی بات کاٹ کر کہا تو وہ جیسے اس کی ادا پر مر مٹا۔ اس کے ہونٹوں پر دلاویز مسکراہٹ بکھر گئی۔
"اگر میں کہوں نہیں تو؟" معارج نے "تو" پر زور دے کر کہا تو وہ مزید گھبرا گئی۔
"جی---وہ مجھے کچھ پیکنگ کرنی ہے۔"
"اوہ پھر تو یقیناً آپ میرا سکون قلب بھی پیک کریں گی۔ حفاظت سے رکھئے گا پلیز ٹوٹ گیا تو بہت نقصان ہوگا۔"
وہ ایسی ناسمجھ نہیں تھی کہ مرد کی آنکھوں کا مفہوم نہ سمجھ سکتی۔ بات صرف اتنی تھی کہ آج تک ایسی باتوں سے اس کا واسطہ نہیں پڑا تھا اس لیے اسے ڈپٹنے جھڑکنے کے بجائے خود ہی گھبراہٹ کا شکار ہو رہی تھی۔ اس وقت تو اس کی ایسی حالت تھی جیسے کسی بچے سے پوچھ لیا گیا ہو کہ چاند کیوں نکلتا ہے اور اس کے پاس جواب دینے کے لیے نہ ذہنی استطاعت ہو اور نہ ہی ذخیرہ الفاظ۔
"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟" اپنے تئیں اسے ڈانٹا تھا مگر وہ اس کی بوکھلاہٹ سے جیسے حظ اٹھا رہا تھا۔
"سب کو میری باتیں اچھی لگتی ہیں آپ کو بھی اچھی لگی ہیں ناں۔" اس کی پرسکون زندگی میں یہ نیا طلاطم برپا ہوا تھا۔ آنچل کا بھاگ جانے کو دل چاہ رہا تھا مگر اس کے قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے تھے۔ معارج کے لیے تو یہ موقع غنیمت تھا وہ اپنی پرشوق نگاہوں کے ذریعے اپنے دل کی تشنگی مٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے معارج کی اپنے وجود سے الجھی نگاہیں تکلیف دے رہی تھیں۔ اس لیے خفگی سے بولی۔
"مجھے نہیں معلوم آپ کیا کہہ رہے ہیں میں بجیا کو بلواتی ہوں آپ ان سے کہہ دیں جو کہنا چاہتے ہیں۔" آنچل کے اس طرح کہنے پر وہ مزید دو قدم اس کی طرف بڑھا پھر بے اختیار بولا۔
"پلیز--- پلیز ایسا غضب مت کرنا بس میں جا رہا ہوں تمہیں بعد میں سمجھالوں گا کہ کیا کہنا چاہتا ہوں۔" معارج نے بے تکلفی سے کہا اور پھر وہیں سے مڑ کر چلا گیا۔
آنچل اس کی بے تکلفی پر مزید حیران رہ گئی۔ معارج نے جیپ تک پہنچ کر الوداعی مسکراہٹ بکھیر کر آنچل کو دیکھا۔ پھر اسے سیلوٹ مار کر جیپ میں بیٹھ کر ریورس گیئر میں ڈال کر اپنی جیپ باہر لے گیا۔ آنچل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کالج میں ایک سال گزارنے کے باوجود ابھی اس نے زمانے کے تقاضوں کی خبر نہیں تھی۔ وہ فطرتاً بدول واقع ہوئی تھی بی بی جان نے اسے اچھائی برائی کے جو معیار دیئے تھے اسے آنچل نے کبھی پرکھا نہیں تھا۔ دل و ذہن سے اسے مان لیا تھا۔ بی بی جان کی تربیت میں یہ بات بھی شامل تھی کہ لڑکیوں کے لیے بھائی کے علاوہ کسی لڑکے یا مرد سے بے تکلف ہونا جائز نہیں ہے۔ سو یہی بات اس کے پلے سے بندھی ہوئی تھی۔
وہ کم سن اور نادان تو ضرور تھی مگر اسے معارج کی نظروں کا مفہوم سمجھ آنے لگا تھا اور اس کی باتوں کا مفہوم بھی دل میں کوئی سویا احساس

بیدار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ساتھ ہی کوئی خوف بھی تھا جو اسے گھیر رہا تھا۔

معارج اسامہ تین بھائی تھے اور اس کا نمبر سب سے آخر میں تھا۔ سب سے بڑے بھائی وہاج اسامہ تھے جو اس وقت خود بھی جوان بچوں کے باپ تھے۔ ان کے تین بچے محب، الفسین، نوشین تھے۔
پھر دوسرے نمبر پر فرہاج اسامہ تھے۔ جو الگ گھر میں رہتے تھے۔ فرہاج کی پیدائش سے بارہ سال بعد معارج کی آمد ہوئی تھی جس وقت معارج کی پیدائش ہوئی اس کے دونوں بڑے بھائی جوانی کی طرف قدم بڑھا رہے تھے۔ ان کی والدہ فرزین اسامہ ان کی پیدائش کے بعد ایسی بیمار پڑیں کہ معارج کی دیکھ بھال سے بھی گئیں۔ ان کی بیماری کی اصل وجہ تو ان کی بیوگی تھی۔ معارج کی پیدائش کے چند ماہ بعد ہی ان کے شوہر اسامہ زید انہیں داغ مفارقت دے گئے تھے۔
شوہر سے جدائی کا دکھ انہیں اندر ہی اندر ختم کر گیا تھا۔ بس اب وہ زندگی کو گھسیٹ رہی تھیں۔ معارج کی پرورش بھی صحیح طریقے سے نہیں ہو رہی تھی۔ سب کے مشوروں اور باتوں کا رخ وہاج کی شادی کی طرف جاتا تھا۔ ماں کی بے بسی کے آگے آخر وہاج اسامہ کو عمر کے اکیسویں برس رشتہ ازدواج میں بندھنے کا اختیار اپنی ماں کو دینا پڑا۔ فرزین اسامہ اپنے گھر کی بہاروں کے لیے قراۃ العین کو منتخب کر کے لے آئی تھیں۔ انہیں اس مایوسی کے عالم میں ایک مونس و غمخوار کی اشد ضرورت تھی جو قراۃ العین کی صورت میں انہیں میسر آگئی تھی۔ اس لیے وہ جلد ہی معارج کو ان کے حوالے کر کے رخت سفر باندھ کر چل پڑی تھیں۔
قراۃ العین نے ان کے مان اور اعتماد کا ہمیشہ بھرم رکھا تھا۔ انہیں معارج اپنی اولاد سے زیادہ عزیز تھا۔ اپنے بیٹے اور بیٹیوں سے زیادہ انہوں نے معارج کی تربیت اور پرورش کا خیال رکھا تھا۔ اس کی ہر بات ہر کام میں وہ اس کی حمایت کرتی تھیں۔ وہ اپنے بزنس کی طرف توجہ دینے کے بجائے نوکری میں زیادہ دلچسپی رکھتا تھا۔
بھائیوں کے لاکھ سمجھانے کے باوجود وہ سی۔ایس۔ایس کا امتحان پاس کر کے پولیس ٹریننگ کے بعد اے۔ایس۔پی لگا تھا۔ قراۃ العین بھابی قدم قدم پر اس کو سپورٹ کرتی رہی تھیں۔ وہ بھی انہیں ماں سے بڑھ کر عزت و احترام دیتا تھا۔ لیکن فطرتاً شوخ اور شرارتی تھا۔ اس کی شخصیت خاندان بھر میں اور دوستوں کے حلقے میں ہمیشہ ہردلعزیز رہی تھی۔ اس کی زندگی میں کئی ایسے موقع آئے جب وہ ایک سے بڑھ کر ایک حسینہ کو نظر کے ایک اشارے سے دام گرفتار کر سکتا تھا مگر وہ وقتی شغل کر کے لطف اندوز ہوتا رہا تھا۔ آج اپنا دل کسی کم سن حسینہ کے زیر دام آیا تھا جس نے ایک لمحے میں اس کا صبر و قرار لوٹ لیا تھا۔ جس کی ایک جھلک پر اسے اپنی زندگی کی بساط الٹی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"آپ چل رہی ہیں یا نہیں؟" معارج نے بھابی کی ٹال مٹول پر قدرے سنجیدگی سے پوچھا۔
"کیا ہے معارج رات ہی تو فنکشن ختم ہوا ہے پہلی تھکن ہی نہیں اتری اب پھر کسی کے گھر منہ اٹھا کے چل دو نا بابا ناں مجھ میں ہمت نہیں ہے۔"
"کسی کے گھر؟ وہ میرا بہت پیارا دوست ہے اس کے گھر میں مجھے بھائیوں جیسی اہمیت حاصل ہے۔"
"تمہیں تو ہوگی ہی ہم کسی گنتی ہیں نہ تین میں نہ تیرہ میں۔" بھابی نے اسے معنی خیزی سے چھیڑا۔ وہ اچھی طرح سمجھ رہی تھیں کہ وہ بازل کے گھر لے جانے پر بضد کیوں ہے۔
"آپ نہیں چل رہیں؟ میں آخری بار پوچھ

رہا ہوں یہاں کسی کے خلوص کی کوئی ویلیو ہی نہیں ہے باذل نے کتنے اصرار سے اپنے گھر آنے کی دعوت دی تھی اور آپ۔"

وہ خفگی سے بولتا ذرا دور جاکر بیٹھ گیا۔ پہلے ان کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔ محب اقتی، نوشی سے اس کی خفگی برداشت نہیں ہوئی وہ بھی اپنے چاچو کے حامی تھے۔

"پلیز مما چلیں ناں چاچو آپ کے انکار سے ناراض ہو رہے ہیں۔ چاچو ہمیں کس مقصد کے تحت لے جا رہے ہیں جا کر دیکھ لینے میں کیا حرج ہے آخر اب چاچو کی شادی تو کرنی ہی ہے ناں۔ چاچو نے اور لڑکی پسند کرلی ہے تو اچھی بات نہیں ہے۔" محب نے چاچو کی حمایت کرتے ہوئے اپنی مما کو راضی کرنا چاہا۔

"یہ کوئی تک ہے نہ لڑکی والوں کی طرف کوئی پیغام بھجوایا نہ ان کو کوئی خبر ہے اور چلو لڑکی دیکھنے مجھ سے یہ پاگل پن نہیں ہوتا۔" بھابی نے مصنوعی خفگی سے بولتے ہوئے دل میں مسکرائیں۔ وہ معارج کی بے چینی سے لطف اٹھا رہی تھیں۔ معارج پھر سے ان کے قریب آ بیٹھا اور لجاجت سے بولا۔

"افوہ بھابی مام ہم انہیں ابھی بتائیں گے نہیں کہ کس مقصد کے لیے آئے ہیں ہم تو وہاں نازک بھابی اور باذل سے ملنے جا رہے ہیں۔ وہ آپ کو وہاں نظر آئے گی تو آپ دیکھ لیجیے گا اتنی سی بات ہے ایسا تو ہوتا ہی ہے۔" معارج نے بے صبری سے سارا پروگرام سمجھایا۔

"میں نے کہا ہے ناں مجھ سے یہ ڈراما نہیں ہوگا تم پہلے باذل کے سسرال کا ایڈریس وغیرہ معلوم کرلو پھر میں ان کے گھر پیغام بھجوا کر ہی جاؤں گی۔"

"دیکھیے بھابی آپ میرے ساتھ بہت زیادتی کر رہی ہیں اگر میں خود ہی پہنچ گیا ناں اپنا پیغام لے کر تو آپ کی عزت پر ہی حرف آئے گا۔ ساری عمر کی نیکیاں مٹی میں مل جائیں گی پھر مجھ سے شکایت مت کیجئے گا۔" معارج نے انہیں بلیک میل کرنا چاہا۔

"جوتیاں کھانے کا ارادہ ہے تمہارا کون دے گا چھڑے چھانٹ کو بیٹی لوگ بیٹی دینے سے پہلے گھر خاندان دیکھتے ہیں آج کل لڑکے کو پہلے کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے پھر اس کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے تم کس خوش فہمی میں ہو۔ باذل کا دوست ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بیٹی اٹھا کر ہمارے ہاتھ پر رکھ دیں گے۔" قراۃ العین بھابی نے اس کی طبیعت اچھی طرح صاف کی وہ ایکدم چمک اٹھا۔

"آپ ---- بھابی مام مجھ میں ہمارے گھر، خاندان میں کیا کمی ہے۔ میں اندھا کانا ہوں کہ وہ مجھے پرکھیں گے۔ ٹھیک ہے مت چلیں پھر مجھ سے کبھی شادی کے موضوع پر بات بھی مت کیجیے گا۔ اتنے دنوں سے کان پک گئے تھے سن سن کر لڑکی پسند کرلو، لڑکی پسند کرلو اور اب ----" وہ بڑبڑاتا ہوا ان سے دور جا کر بیٹھ گیا اور پھر بے دلی سے میگزین اٹھایا۔

"ہاں تو اپنے خاندان کی لڑکیوں میں سے کہا تھا۔ ان میں تمہیں سو کیڑے نظر آتے ہیں اب نجانے کس حور پری کو پسند کر آئے ہو جو آپے سے ہی باہر ہو رہے ہو صبر سے کام لیتا تو تمہیں آنا ہی نہیں لیکن تم ٹھہرے پولیس والے ڈنڈے کے زور پر فوراً ہاں کرواؤ گے۔" عینی بھابی کی طبیعت تھکن سے پہلے ہی مکدر تھی اب اس کی باتوں اور بے صبرے پن کے مظاہرے سے وہ مزید الجھ رہی تھیں۔

"نہیں تھی کوئی بھی میرے معیار کی لڑکی، زبردستی پسند کرلیتا اور آپ دیکھنے چلتیں تو آپ کو پتہ چلتا کہ حور پری ہے یا اپسرا۔ مگر آپ کو میری خوشی کا کیا خیال ہے ابھی یہاں خاندان کی کی لڑکی کا معاملہ ہوتا تو مٹھائی کے ٹوکروں سمیت پہنچی ہوتیں۔" وہ لڑاکا عورتوں کے انداز میں ہاتھ لہرا کر بولا۔ اقتی اور محب بے چارگی سے ماں اور چاچو کی بحث سن رہے تھے۔ انہیں یہ بھی خدشہ تھا کہ کہیں میزبانوں کو ان کی باتوں کی بھنک نہ پڑ جائے باذل کے چچا کا گھر تھا ان کے بیٹے کی شادی میں شرکت کرنے کے لیے آئے تھے۔ معارج پر آنکھ رکھے ہوئے تھے اس شادی میں بھی بہ اصرار اسی لیے بلایا گیا تھا تاکہ معارج کی نظر التفات کسی پر پڑ جائے۔ لیکن معارج کی نظروں نے تو کہیں اور حسن کی بارگاہ میں سجدہ ادا کردیا تھا۔ بھتیجے بھتیجیاں اپنے چاچو کی پسند پر بنا دیکھے ہی راضی تھے۔

"وہاں بھی ٹوکروں سمیت ہی جاؤں گی بے فکر رہو مگر ابھی نہیں جب موقع ہوگا تب۔"

"آپ موقع بنائیں گی تو موقع آئے گا ناں مما آپ نہیں جا رہی ہیں تو ہم چلے جاتے ہیں ہم ہی دیکھ لیتے ہیں چاچو نے کسے پسند کیا ہے۔" محب نے آخر مصالحت کی راہ نکالی۔

اب بھی معارج خوش نہیں ہوا۔ اس کے منہ کا زاویہ ہنوز بگڑا ہوا تھا۔ وہ کسی روٹھے بچے کی طرح منہ پھلائے میگزین کے صفحے الٹ پلٹ کرنے میں مشغول تھا۔ دل میں جو تغیر رونما ہوا تھا وہ اس کے لیے بالکل نیا تھا۔ اس کا بس چلتا تو آنچل کو فوراً سے پیشتر اپنے ہمراہ لے آتا۔ بھابی کو لے جانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ آنچل کو دیکھ کر جلد از جلد مراحل طے کرلیں۔ آنچل کی محبت جس تیزی سے اس کے دل میں روح میں اتری تھی اس پر وہ خود حیران تو تھا۔ عینی بھابی سے اس کی خفگی برداشت نہیں ہوئی فوراً ہی مشروط انداز میں حامی بھری۔

"اچھا ---- اچھا اب ایسی بری شکل بھی نہ بناؤ میں چل رہی ہوں مگر کان کھول کر سن لو اگر لڑکی مجھے پسند نہیں آئی تو پھر تمہارے بولنے کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔"

"آپ چلئے تو رئیلی آپ رخصت کروائے بنا نہیں مانیں گی۔" معارج خوشی سے اچھل پڑا اور پھر ان کا ہاتھ تھام کر انہیں چلنے کے لیے کھڑا کیا۔

"تمہاری طرح بے صبری نہیں ہوں میں ہر بات قاعدے قانون کے ساتھ طے پاتی ہے مگر تم تو دیوانے ہوئے جا رہے ہو۔"

عینی بھابی زیادہ دیر تک خود پر خفگی کا خول نہ چڑھا سکیں۔ وہ چل رہی تھیں اس کے لیے یہی بہت تھا اس لیے اب ان کی کوئی بات اسے بری نہیں لگ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ان چاروں ساتھ الفیض میں تھا۔

شام ڈھل رہی تھی ملگجا اندھیرا چاروں طرف سے بڑھ کر نیلے شفاف آسمان کو اپنی آغوش میں سمیٹ رہا تھا۔ سرمئی سوٹ میں ملبوس آنچل ایسے ماحول کا حصہ بنی مغرب کی نماز ک بعد لان میں ٹہلنے میں مشغول تھی۔ لان کے آخری سرے پر ہونے کے باوجود اس کی چھٹی حس نے اسے مطلع کیا تھا معارج کی جیپ پورچ میں رکی ہے۔ اس نے اپنی تیز ہوتی دھڑکن اور دھڑکتے دل کو سنبھالتے ہوئے مڑ کر دیکھا۔ معارج کی جیپ سے تین نسوانی وجود برآمد ہوئے ان کے بعد ایک نوجوان چھلانگ مار کر اترا۔ سب سے آخر میں معارج اپنے مخصوص انداز میں اترا۔

آنچل کے قدم وہیں تھم گئے۔ وہ اس طلسمی شخصیت کے مالک انسان سے جتنا بچنا چاہتی تھی وہ اتنا ہی سامنے آ رہا تھا۔ اسی لیے وہ جلد از جلد واپس اپنے گھر جانا چاہتی تھی مگر باذل بھائی مان ہی نہیں رہے تھے۔ معارج متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ لان میں کافی دور آنچل کو کھڑے دیکھ کر جیسے اس کی من کی مراد بر آئی۔ کچھ جذبات لفظوں کا روپ دھارنے کے لیے یکدم بےقرار ہو اٹھے تھے اسی لیے اس نے محب کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔

"یار تم انہیں لے کر اندر بڑھو میں ایک منٹ

میں آیا۔"

"کیوں؟ آپ کہاں جارہے ہیں؟" محب نے ناسمجھی سے سوال کیے۔

"افوہ یار سمجھا کرو ناں۔" معارج نے کوفت بھرے انداز میں اسے ڈانٹا۔ وہ ایسا موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا۔

"نو چاچو آپ کے بنا تو بالکل نہیں جائیں گے نہ جانے یہاں کس انداز میں پذیرائی ہو۔" محب نے شرارت سے کہا۔

"بکواس نہیں کرو۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید غصے کا اظہار کرتا نازک اندر سے باہر آتی ہوئی نظر آئی۔ دور سے ہی استقبالیہ مسکراہٹ نظر آرہی تھی۔ قریب آکر گرمجوشی سے بولی۔

"السلام علیکم۔" نازک نے شادی کے بعد خود کو کافی حد تک سسرال کے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ رسمی علیک سلیک کے بعد تعارف کا سلسلہ چل نکلا۔

نازک سب کو لے کر اپنے ڈرائنگ روم میں آگئی۔ اقتی نوشی اور محب کو متجسس نگاہیں مطلوبہ ہستی کو ڈھونڈنے کے بعد چاچو کو سوالیہ انداز سے دیکھ رہی تھیں اور معارج مطمئن رہنے کے اشارے کررہا تھا۔

"آپ بیٹھیں میں بازل کو آپ لوگوں کی آمد کا بتادوں دراصل وہ اس وقت اپنی سٹڈی میں ہیں۔ معارج جب تک آپ میزبانی کے فرائض انجام دیجئے آخر آپ بھی تو ہمارے ہی گھر کے فرد ہیں۔" نازک نے سادگی بھری اپنائیت سے کہا تو محب مصنوعی طور پر گلا کھنکھار کر چاچو کو دیکھنے لگا۔ جواباً معارج نے اسے گھور کر دیکھا۔

"اس وقت تو میں بھی مہمان ہی بن کر آیا ہوں آپ ہماری میزبانی اپنی قائم مقام کو سونپ دیں۔" سب اس کی بات سن کر مسکرادیے نازک اس کا اشارہ تو سمجھ گئی تھی مگر اس کی بات میں چھپی معنی خیزی نہ سمجھ سکی تھی۔

"آنچل تو شاید اس وقت کچن میں مصروف ہوگی میں بس ایک منٹ میں آتی ہوں پلیز آپ مائنڈ مت کیجئے گا۔" نازک نے معذرت پیش کی اور پھر وہاں سے نکل گئی۔

"چاچو ---- چاچو مجھے تو کوئی چانس نظر نہیں آرہے آپ کی ان کے دیدار کے۔" محب اٹھ کر معارج کے پہلو میں آبیٹھا اور بڑی فکرمندی سے بولا۔

"ڈیئر پارٹنر دیدار کیے بنا ہم بھی نہیں جانے والے۔" بے دھیانی میں معارج بھی جوش سے اونچی آواز میں بولا۔ اس کی بات سنتے ہوئے بازل اور نازک اندر داخل ہوئے۔

"کس کے دیدار کی حسرت ہو رہی ہے جناب کو؟" بازل نے سب سے علیک سلیک کے بعد معارج کی طرف بڑھتے ہوئے استفسار کیا تو وہ یکدم بوکھلا کر بولا۔

"تمہارے دیدار کی، تمہیں دیکھنے کے لیے میرے لاڈے بے چین ہوئے جارہے تھے کیوں محب؟" معارج نے شرارتی مسکراہٹ محب کی طرف اچھالی تو وہ بھی معنی خیزی سے ہنس دیا۔

اقتی نوشی سے اپنی ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو رہی تھی۔ بھابی اور نازک کے درمیان خواتین کی من پسند باتیں اور موضوعات چھڑ گئے تھے۔ بازل محب اور معارج سے باتوں میں مصروف ہوگیا تھا۔ اقتی نوشی دونوں بور ہونے لگیں۔ کسی کو بھی ان کی بوریت کا خیال نہیں تھا۔ بہت انتظار کے بعد ان کا صبر آزماتے ہوئے کامنی سی آنچل لوازمات سے بھری ٹرالی دھکیلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ ان سب کی نگاہیں اسی جانب اٹھ گئیں اور کوئی تو کیا دیکھتا معارج کو ہی اپنی بے اختیاری پر اختیار نہیں تھا۔

آنچل بہت سنجیدگی سے سب کو باری باری کولڈ ڈرنک سرو کررہی تھی۔ معارج کا نمبر سب سے آخر میں تھا۔ اس سے صبر نہیں ہوا تو آنچل کو شرارت سے دیکھتے ہوئے نازک کو مخاطب کیا۔

"بھابی لگتا ہے میری باری نہیں آئے گی شاید یہ مجھے مہمان نہیں سمجھ رہی۔"

"بھائی صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے گڑیا ایسا کرو اس بے صبرے کو جگ ہی پکڑادو ورنہ یہ یونہی شکوے کرتا رہے گا۔"

بازل کے برجستہ جواب پر وہ منہ بنا کر رہ گیا۔ آنچل نے کسی قسم کے تاثر کے بغیر اسے گلاس تھمایا۔ ہاتھوں کی لرزش سے معارج کی ہتھیلی پر مشروب چھلک گیا تھا۔ سوائے محب کے کوئی بھی اس طرف متوجہ نہیں تھا۔ معارج اس کی چادر کے کونے سے ہاتھ صاف کرکے بولا۔

"سوری میں رومال لانا بھول گیا تھا اور ٹشو کے لیے آپ کو زحمت کرنا پڑتی۔" اس کی بات سنتے ہی آنچل تو پلٹ کر باہر چلی گئی جبکہ محب تو مصنوعی کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔

"بازل تم اپنی سسٹر ان لاء سے بہت زیادتی کر رہے ہو وہ تمہارے گھر پر مہمان بن کر آئی ہیں اور تم میاں بیوی نے انہیں اپنا کک ہی بنالیا ہے شرم کرو کچھ۔" معارج نے گلاس خالی کرکے میز پر رکھ دیا۔ بازل فوراً ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"میں اس سلسلے میں بری الذمہ ہوں۔ یہ دونوں بہنوں کا معاملہ ہے خود گڑیا نے یہ ذمہ داری سنبھالی ہے تم کیوں اس کی فکر میں دبلے ہوئے جا رہے ہو پرسوں تو بڑے مزے سے سب کچھ کھا کر ڈکار مار رہے تھے۔" بازل کی اور اس کی بے تکلفی بھی حد سے زیادہ تھی۔ پھر بازل کو اس کا انداز بھی مشکوک لگ رہا تھا۔ اسی لیے اس سے پوچھ رہے تھے۔

"کچھ نہیں میں تو ایسے ہی ایک بات محسوس کر کے کہہ رہا تھا بلکہ آئندہ یہاں مہمانوں کا مقام سوچ کر اپنی فکر ہونے لگی تھی۔" معارج نے فوراً ہی بات بنائی۔

نازک بھی عینی بھابی کے ساتھ سامنے صفائی پیش کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

"دراصل آنچل کو ہر کام کا خبط سوار رہتا ہے ہر نئی ڈش بنانے کی اسے جلدی ہوتی ہے۔ ہم بڑی تینوں بہنوں کو کچن کے نام سے ہی کچھ ہونے لگتا ہے اور یہ بڑے آرام سے تین تین گھنٹے کچن میں گزار لیتی ہے۔ آج تو آپ لوگوں کی وجہ سے کچن میں موجود ہے پرسوں تو ویسے بھی گڑیا واپس گھر جا رہی ہے۔"

نازک کے منہ سے آنچل کی واپسی کی خبر سن کر معارج ٹھٹکا بار بار پہلو بدل بدل کر اس نے بھابی کو متوجہ کیا۔ کئی بار کھانسا پھر جا کر عینی بھابی اس کا اشارہ سمجھیں اور آنچل کے بارے میں گفتگو کرنے لگیں۔ بازل کا کوئی کلائنٹ آگیا تھا اسی لیے وہ معذرت کرکے تھوڑی دیر کے لیے اٹھ گیا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو معارج اس کے یوں جانے پر لازمی بازل سے لڑ پڑتا۔ مگر اس وقت اسے صرف ذکر محبوب سننے کا شوق تھا۔ نازک اپنے گھر کی بی جان بھائی اور آنچل کے بارے میں تفصیل فراہم کررہی تھیں۔

آنچل کے بارے میں عینی بھابی خود ہی کرید کرید کر پوچھ رہی تھیں۔ کیا کرتی ہے؟ کہاں تک پڑھا ہے؟ انگیجڈ ہے یا نہیں۔ شادی کا ارادہ کب تک ہے؟ معارج سکون سے بیٹھا ڈائننگ روم میں رکھی چیزوں کا جائزہ لینے لگا۔ نو بجے کھانا لگنے کی اطلاع ملی تو سبھی ڈائننگ روم میں جمع ہوگئے۔ بازل کے سبھی بھائی بھی موجود تھے۔ البتہ نازک کے ساس سسر اپنے کمرے میں زیادہ وقت گزارتے تھے۔ ان کے کھانے پینے کے اوقات بھی مختلف تھے۔

آنچل اور نازک نے مل کر کھانے کی میز کو ترتیب دیا۔ سب ہی آنچل کے بنائے کھانے کی تعریف کررہے تھے۔ اقتی نوشی تو ویسے بھی اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا چکی تھیں اور اب اس

سے بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہی تھیں۔

معارج کھانے کے دوران بھی اپنی آنکھوں سے آنچل کے گرد حصار کھینچے ہوئے تھا۔ معارج کی نظریں بار بار آنچل کے جھکے سر پر آ ٹھہرتی تھیں۔ آنچل نے سارے وقت میں نظریں ہی نہیں اٹھائی تھیں۔

کھانے کے بعد نازک دوبارہ اپنے وسیع ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ انشی' نوشی اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ لے آئی تھیں۔ عینی بھابی کو بھی آنچل بہت پسند آئی تھی۔ وہ اب براہ راست اپنا عندیہ بیان کر رہی تھیں۔ انشی اور نوشی ابھی پر چاچو کے حوالے سے انکشاف کرنا چاہتی تھیں تبھی ملازم لڑکے نے آ کر اسے اطلاع دی کہ اس کے گھر سے فون آیا ہے۔ آنچل کے جانے کے بعد عینی بھابی نے واضح لفظوں میں آنچل کے لیے بات کی۔

"مسزز بازل اگر ہم آنچل کو اپنی بیٹی بنانا چاہیں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا؟" نازک عینی بھابی کی بات سن کر دل ہی دل میں حیران ہوئی آج ہی وہ آنچل سے مل رہی تھیں اور آج ہی اس کے لیے دست سوال دراز بھی کر رہی تھیں۔ نازک کو جواب دینے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔ وہ خاصے الجھے سے انداز میں جواب دینے لگیں۔

"میں اس معاملے میں کیا کہہ سکتی ہوں اس سلسلے میں تو بی بی جان ہی کچھ کہہ سکیں گی ویسے ابھی تو آنچل نے صرف فرسٹ ایئر ہی کلیئر کیا ہے ابھی اتنی جلدی ممکن تو نہیں ہے کہ بی بی جان اس بارے میں سوچیں۔" نازک کی باتوں میں ناامیدی تھی۔

"ایسی بات تو نہ کریں میں تو ایک جھلک دیکھ کر ہی بہت کچھ سوچ بیٹھی ہوں۔ ابھی بے شک شادی کا ارادہ نہ رکھتی ہوں منگنی پر تو آپ کی بی جان راضی ہو ہی جائیں گی۔"

"میں بی بی جان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی آپ کوشش کر لیں میں آپ کی فیور کر دوں گی بس اتنا ہی کر سکتی ہوں میں۔" نازک کو خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس طرح جواب دے۔

معارج بظاہر تو عادل وغیرہ کے ساتھ کارڈ کھیل رہا تھا مگر اس کی ساری توجہ آنچل پر تھی۔ آنچل کے وہاں سے جاتے ہی وہ بھی بے چین ہو گیا۔ اسے محفل کا رنگ ایکدم پھیکا لگنے لگا تھا۔ آنچل سے بات کرنے کی بے چینی سوا ہوتے ہی وہ اپنے کارڈ محب کو پکڑا کر بولا۔

"ایکسکیوزمی برادر میں ابھی آتا ہوں تب تک یہ تمہارا پارٹنر ہے۔" معارج نے محب کو آنکھ دبا کر شرارت سے دیکھا اور پھر وہاں سے نکل آیا۔ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ سیدھا کوریڈور میں آ گیا۔ اسے اندازہ تھا کہ آنچل یہیں فون سن رہی ہو گی۔ آنچل سٹول پر بیٹھی ریسیور کان سے لگائے باتوں میں مصروف تھی۔ دوسری طرف لائن پر اس کی بھابی تھیں۔

"پرسوں انشاء اللہ روانہ ہو جاؤں گی بھابی' بازل بھائی تو ابھی بھی نہیں آنے دے رہے۔" معارج اس سے فاصلے پر جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کی سماعتیں آنچل کی آواز کی شرینی محسوس کر رہی تھیں۔ وہ ابھی معارج کی موجودگی سے بے نیاز تھی۔

"نہیں نہیں بھابی آپ سچ مانیں آپ کے بنا یہاں رہنے کا ذرا بھی مزا نہیں آیا۔ میں یہاں آ کر بہت زیادہ بور ہوئی ہوں ہاں پرسوں تک آ رہی ہوں۔" وہ اس وقت بلا جھجک بول رہی تھی۔ معارج کو اس کی آواز کے علاوہ باتوں میں بھی دلچسپی محسوس ہو رہی تھی۔

"بھابی آپ کے لیے ایک سرپرائز لے کر آ رہی ہوں --- اوں ---- ہوں ابھی نہیں بتاؤں گی آؤں گی تو دکھاؤں گی۔" اس بار وہ بے ساختہ ہنسی تو معارج کو اس کی ہنسی جلترنگ بجاتی محسوس ہوئی۔ اسے متوجہ کرنے کی خاطر معارج نے مصنوعی طور پر گلا صاف کیا۔ اس کی آواز سن کر آنچل فوراً بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔ معارج اس کی بوکھلاہٹ سے محظوظ ہوتے ہوئے بے اختیار ہنس دیا۔ اس کی ہنسی فون پر دوسری طرف بھی سنی گئی تھی اس لیے شاید آنچل سے پوچھا گیا تھا اور وہ جھوٹی وضاحت دے رہی تھی۔

"وہ بھابی ---- عازل بھائی بھی ہیں انہیں شاید فون کرنا ہے میں فون رکھ رہی ہوں خدا حافظ۔" آنچل فوراً ریسیور کریڈل پر رکھ کر مڑی اور پھر تیزی سے وہاں سے نکلنا چاہتی تھی مگر معارج راستے میں اس طرح کھڑا تھا کہ اس کا نکلنا محال تھا۔

"راستہ چھوڑیں پلیز۔" وہ اسے دیکھ کر بہت زیادہ گھبرا گئی تھی نجانے کیسا فسوں ارد گرد پھیلا تھا کہ اسے اپنے حواسوں پر اختیار نہیں رہا تھا۔ معارج دل ہی دل میں مسکراتے ہوئے اسے چھیڑنے والے انداز میں بولا۔

"آنکھیں تو آپ کی بہت بڑی ہیں لیکن لگتا ہے شناخت کرنا نہیں جانتی۔ آپ جانتی ہیں میں عادل نہیں ہوں۔" معارج نے اس کا راستہ مزید روک کر ٹانگیں بھی پھیلائیں اور دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"جی ---- جی۔"

"آپ نے جھوٹ کیوں بولا فون پر یقیناً آپ کی بھابی تھیں ہے ناں۔"

"جی۔" وہ بمشکل بول پائی۔ ٹانگیں بالکل شل ہو رہی تھیں۔ نظریں اٹھا کر دیکھنے کی ہمت بھی نہیں ہو رہی تھی۔

"جھوٹ بولنے والا مجرم اور گنہگار ہوتا اور آپ میری مجرم ہیں۔" معارج نے شرارت بھری آنکھیں اس پر مرکوز کر کے کہا۔

"جی ---- ؟" آنچل کی آنکھوں میں حیرت سمٹ آئی۔

"عنقریب ہی آپ کا کیس کورٹ میں پیش کیا جائے گا میری تو یہی کوشش ہو گی کہ اپنے مجرم کو جلد از جلد عمر قید کی سزا دلواؤں۔"

"میں نے کوئی جرم نہیں کیا آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟" آنچل کو یہ علم تو ہو ہی گیا تھا کہ وہ اے۔ایس۔پی ہے۔ مگر اس کی باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر تھیں کہ آخر وہ ایسا کیوں کہہ رہا ہے اس نے بھابی سے "مصلحتاً" جلدی میں جھوٹ بولا تھا تو یہ کوئی ایسا جرم تو نہیں تھا کہ اسے سزا ملتی۔

اس کے معصوم دل میں ہزاروں وسوسے جاگ رہے تھے اور سب سے زیادہ خیال یہاں کسی کے آ جانے کا تھا۔

"اکثر مجرم رنگے ہاتھوں پکڑے جانے کے باوجود ایسا ہی کہتے ہیں۔" معارج نے اس بار ذرا سنجیدگی سے کہا۔

"آپ یقین کریں میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا میں یہی سمجھی تھی کہ عازل بھائی ہیں۔" آنچل نے لرزتے لہجے میں بڑی معصومیت سے صفائی پیش کی۔ معارج نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے اسے مزید ڈرایا۔

"چلیے یقین کر لیا اور اس جرم سے آپکو بری الذمہ بھی کر دیا مگر پھر بھی آپ میری مجرم ہیں۔"

"اب میں نے کیا کیا ہے؟" آنچل نے حیرت سے لرزتی پلکوں کو اٹھایا تو دو براؤنش بلیک آنکھیں خود پر مرکوز پائیں۔ اس بار معارج سے اپنی ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو گئی۔

"اس لیے کہ آپ میرے دل کی چور ہیں اور یہ جرم قابل معافی نہیں ہے آپ سزا کی مستحق ہیں۔" آنچل کو ہنوز کسی کے آنے کا دھڑکا لگا تھا اس لیے معارج کی باتیں اس کی سمجھ میں ہی نہیں آ رہی تھیں۔ بس ایسے ہی اس کی آنکھیں چھلک پڑی۔ بڑی معصومیت سے روہانسی ہو کر بولی۔

"میں نے کچھ بھی نہیں کیا آپ ایسے ہی۔"

"جب پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ تم نے کیا

کیا ہے اور سنو میرے خلاف بیان دینے کی صورت میں تم خود ذمہ دار ہوگی انڈر سٹینڈ۔"

معارج ڈانٹنے کے انداز میں بولتا تھوڑا آگے بڑھ کر دوپٹے کے کونے کو پکڑ کر اس کے بہتے آنسو صاف کرنے لگا۔ یہ سب میکانکی انداز میں ہوا کہ وہ کوئی احتجاج بھی نہ کر سکی۔ البتہ اس کے ماتھے پر ناگواری سے بل پڑ گئے تھے اور وہ ہراساں ہو کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"میرا راستہ چھوڑیں۔" آنسوؤں سے اس کی آواز گھٹ گئی تھی۔ معارج کو اس پر ترس آگیا تو ایک طرف ہٹ گیا۔

معارج کے راستہ دینے پر وہ تیزی سے کوریڈور عبور کر گئی۔ معارج کی باتوں نے اسے بہت زیادہ الجھا دیا تھا۔

اگلے دن ہی ضد کر کے وہ پنڈی کے لیے روانہ ہوگئی۔ حالانکہ عینی بھابی کا اس سے اگلے دن جانے کا ارادہ تھا اور انہوں نے اپنے ہمراہ لے جانے اور بحفاظت پہنچانے کی ذمہ داری بھی لی تھی۔ کیونکہ وہ لوگ بھی اسلام آباد میں مقیم تھے مگر آنچل نہیں مانی تھی۔ نازک اور بازل بھائی خود اسے ایک دن کی فراغت نکال کر چھوڑنے آئے تھے۔

پنڈی اپنے گھر آ کر بھی ایک نہ معلوم سا احساس اس کے اردگرد حصار کھینچے رہتا تھا۔ وہ سیاہی مائل براؤن آنکھیں ہر وقت اپنے آس پاس ہی معلوم ہوئیں۔ بہت مشکل سے اس نے خود کو سنبھال کر تمام خیالات جھٹکے اور اپنے معمولات میں لگ گئی رزلٹ کے آتے ہی وہ پھر سے کالج اور کتابوں میں مصروف ہوگئی۔

وہ جب سے لاہور سے ہو کر آئی تھی اس نے محسوس کیا تھا گھر میں کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ جیسے سب ہی اس سے چھپانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے لیے یہ ایسی بات نہیں تھی اور نہ ہی وہ متجسس تھی کیونکہ بی بی جان کے نزدیک ابھی وہ اہم معاملات جاننے کی اہل نہیں ہوئی تھی سوائے بھی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

ایک روز عاصمہ نے خود ہی خوشی خوشی اسے اطلاع دی کہ اس کے لیے کوئی پرپوزل آیا ہوا ہے۔ جو زیر غور ہے۔ وہ تو سنتے ہی حیران رہ گئی۔ اس نے اپنی زندگی کے اس پہلو کے بارے میں تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ ابھی تو اسے اپنی عمر کے رموز سمجھ نہیں آ رہے تھے۔ نئے پرانے احساسات اسے الجھنوں میں مبتلا کیے ہوئے تھے۔

"ابھی --- کیوں بھابی؟" وہ رونے لگی۔ بھابی عاصمہ اس کے رونے پر پیار سے اسے سمجھانے لگیں۔

"پاگل لڑکی رو کیوں رہی ہو ہر لڑکی کی زندگی میں جلد یا دیر سے یہ وقت تو ضرور آتا ہے اور پھر تم تو بڑی خوش نصیب ہو پہلا پرپوزل ہی ایسا زبردست آیا ہے کہ میرا بس چلتا تو فوراً ہاں کر دیتی مگر بی بی جان کو چھان بین کرنے کی سوجھی ہے۔ ایسا اسمارٹ شاندار بندہ ہے اللہ تمہارا نصیب اچھا کرے۔" بھابی نے محبت سے اسے دعا دیتے ہوئے چپ کرانے کی کوشش کی مگر وہ روتی رہی۔ بھابی نے بھی اس سے زیادہ اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس کے اردگرد نامعلوم احساس پھر سے بیدار ہوگیا تھا۔ سب سے زیادہ دکھ اسے اس بات کا تھا کہ ابھی تو اس کی تعلیم نامکمل تھی۔ بی بی جان کو چاہیے تھا وہ فوراً انکار کر دیتیں مگر وہ چھان بین کرانے لگی تھیں۔ اسی بات نے اسے دل برداشتہ کر دیا تھا۔

ان دنوں میں نازک کے فون بھی متواتر آ رہے تھے۔ نجانے وہ کیا مذاکرات کر رہی تھیں۔ ایک دن تو بازل اور نازک خود ہی چلے آئے۔ بازل کو اپنی بہت سی مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر دوست کی خاطر آنا پڑا۔ آنچل کو بالکل بھی خبر نہیں تھی کہ بجیا کس مقصد کے لیے آئی ہیں۔

"بی بی جان وہ بہت اچھا لڑکا ہے بازل بچپن سے جانتے ہیں۔ پھر برسر روزگار ہے آج کل اچھے رشتے ملنا کتنا محال ہے آپ تو جانتی ہیں۔" نازک نے بی بی جان کو قائل کرنے کے لیے اپنی سی کوشش کی۔

"تمہارے خیال میں ابھی آنچل کو شادی کے بندھن میں باندھ دینا مناسب ہوگا؟" بی بی جان نے بڑی سنجیدگی سے داماد کو مخاطب کیا۔

"بی بی جان ہماری گڑیا ماشاء اللہ سمجھدار ہے آج نہیں تو کل تو آپ کو رخصت کرنا ہی ہے اگر آج مناسب رشتہ ہے تو پھر ہمیں انتظار نہیں کرنا چاہیے آپ بسم اللہ کریں۔" بازل پکے پکے معارج کے حمایتی بن کے آئے تھے۔

"آنچل ابھی پڑھ رہی ہے تم سب جانتے ہو وہ آگے بھی پڑھنا چاہتی ہے میں اس کا یہ جائز حق تو نہیں چھین سکتی۔" بی بی جان بھی وقت سے پہلے آئے اس رشتے سے کچھ پریشان ہوگئی تھیں۔

"بی بی جان ابھی وہ لوگ صرف منگنی کے لیے کہہ رہے ہیں آنچل اپنے شوق سے جتنا پڑھنا چاہتی ہے پڑھ لے ظاہر ہے ہم رخصتی تو اس کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد کریں گے۔ اس طرح سب کو معلوم بھی ہو جائے گا کہ آنچل کی نسبت طے ہے۔" نازک نے بی بی جان کی فطرت کے مطابق بہت طریقے سے بات کی۔ بی بی جان بھی جیسے قائل سی ہو گئیں۔ اپنے رشتے داروں میں وہ آنچل کی شادی کرنا بھی نہیں چاہتی تھیں یہ بات تینوں بیٹیاں جانتی تھیں۔

"اچھا تم لوگوں کی یہی مرضی ہے تو ٹھیک ہے انہیں اپنی بہنوں کو بھی بلوا کر مشورہ کر لو بعد میں مجھے نہ کوئی کچھ کہے۔" بی بی جان کے چہرے پر بڑی دیر بعد اطمینان بھری مسکراہٹ بکھری تھی۔ نازک نے فاتحانہ نظروں سے شوہر کو دیکھا تو وہ سرگوشی کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں ذرا اس بے صبرے کو خوش خبری سنا دوں۔" نازک بھی اٹھ کر آنچل کے کمرے میں آگئی جو ابھی ابھی سہیلی سے نوٹس لے کر لوٹی تھی۔

"گڑیا یہ تم نے کیا چکر چلایا ہے ایمان سے وہ تو ایک پل بھی صبر نہیں کر رہا۔"

"کون بجیا؟" آنچل کا دل دھڑکا اور اسکے ہاتھ سے بال سنوارتے ہوئے سر پر ہی رہ گئے۔

"بھئی وہی تمہارا ہونے والا وہ۔" نازک نے شرارت سے کہتے ہوئے اس کے قریب بیٹھ کر چٹکی بھری تو وہ دوہری تکلیف سے روہانسی ہوگئی۔ ایک چٹکی کی تکلیف تھی اور دوسری بجیا کا الزام۔

"بجیا آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں میں نے کچھ نہیں کیا آپ یقین کریں۔" اس نے بے اختیار آنسو بہاتے ہوئے اپنی صفائی پیش کی تو نازک اس کے رونے پر ذرا سی سنجیدہ ہوئی۔

"ارے یہ آنسو بہانے کا کون سا موقع ہے۔" پھر نازک نے اسے گلے سے لگا کر تھپتھپایا۔

"بجیا پلیز مجھے ابھی پڑھنا ہے آپ بی بی جان سے کہیں کسی کا بھی پرپوزل قبول نہ کریں۔"

"کیوں نہ کریں بھئی جس کا پروپوزل آیا ہے وہ تو کچھ کر بیٹھے گا اور پھر ہم تمہیں ابھی رخصت نہیں کر رہے جب تعلیم مکمل کر لو گی پھر ہی رخصت کریں گے یہ تو معارج کی بے چینی دیکھ کر بی بی جان کو ابھی منگنی کے لیے راضی کیا ہے۔" معارج کا نام سن کر جیسے اسے کسی برقی رو سے چھو لیا ہو۔ وہ فوراً ہی نازک کے گلے سے الگ ہو کر سراسیمگی سے پوچھنے لگی۔

"کون معارج؟" اسے بہت سی باتیں یکدم یاد آنے لگیں۔

"تمہیں کسی نے نہیں بتایا؟ --- بھئی معارج بازل کا دوست لاہور ہی میں تو اس نے تمہیں دیکھا تھا اس نے پروپوزل بھجوایا ہے اس کی بھابی دو دفعہ آ بھی چکی ہیں۔" نازک ششدر تھی کہ گھر میں رہتے ہوئے بھی وہ ہر بات سے انجان

تھی۔

آنچل معارج کا نام سن کر پریشان ہو گئی تھی۔ اس کی عجیب و غریب باتوں کا مفہوم اب اس کی سمجھ میں آیا تھا۔ اس کی طلسمی شخصیت نے یہاں بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑ تھا وہ تو اس کی ایک بات سمجھ نہ سکی تھی اور گھر والے زندگی بھر اس کی باتیں سمجھنے کے لیے اس کے حوالے کرنے کے پروگرام بنا رہے تھے۔

گھر میں عجیب سی افراتفری مچ گئی تھی اس کی دونوں بڑی بہنیں جو اسی شہر میں مقیم تھیں وہ بھی بال بچوں سمیت آ پہنچی تھیں اور بہت زیادہ خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔ اس نے نازک سے سنا تھا کہ وہ فوراً ہی منگنی کی رسم ادا کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں اور اگلے دن ہی رسم ادا کرنے آ بھی رہے ہیں۔ اس جلدی کی وجہ اس کی سمجھ میں تو نہیں آ رہی تھی۔

اگلے دن صبح ہونے کے باوجود وہ اپنے کمرے سے نہیں نکلی تھی۔ وہ سب سے جھجک اور شرم محسوس کر رہی تھی۔ جب بھی کوئی کہتا کہ آنچل کو لاہور میں پسند کیا گیا ہے تو وہ چور سی بن جاتی تھی۔ یہ ساری صورت حال اس کے لیے بالکل انوکھی تھی اس کے دل میں نہ نرم و نازک احساسات بیدار ہوئے تھے اور نہ ہی آنکھوں میں روپہلی خوابوں نے بسیرا کیا تھا۔ نہ ہی جذبوں نے اپنا رنگ بدلا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی انہونی ہو رہی ہے۔ بولنے کی ہمت تو اس میں تھی نہیں اور بی بی جان کے سامنے لفظ احتجاج بلند کرنے کا مقصد تھا کہ ان کے برسوں سے دبے غصے اور عتاب کو دعوت دی جاتی۔ بی بی جان نے بھی سوچ سمجھ کر ہی اس کی منگنی کا فیصلہ کیا تھا۔

معارج کی تعریف داماد نے کی تھی اور داماد پر انہیں پورا بھروسہ تھا پھر دیکھنے میں بھی معارج انہیں کافی بھلا لگا تھا۔ آنچل کے لیے انہیں ایسے ہی پڑھے لکھے لڑکے کی تمنا تھی۔ اسی لیے بی بی جان مطمئن تھیں۔

معارج کے گھر والوں کو سہ پہر کے بعد بلایا گیا تھا۔ ان کی آمد سے پہلے ہی بی بی جان نے سارے انتظام کر لیے تھے۔ بی بی جان ان کی مہمان نوازی میں کوئی کسر نہیں چھوڑنا چاہتی تھیں۔ اپنی طرف کے بھی خاص خاص رشتہ داروں کو انہوں نے بلا لیا تھا۔

سہ پہر کے بعد معارج کے تمام اہل خانہ اور چند ایک خواتین آئیں۔ آنچل کو ان کے لائے ہوئے سی گرین ملبوس اور پھولوں کے زیور سے آراستہ کیا گیا تھا۔ نوشی اسے مکمل طور پر تیار دیکھ کر خوشی سے بے چین ہو گئی۔ آنچل نے پہلی بار میک اپ کیا تھا اس لیے اس کی چھب ہی نرالی تھی۔ نوشی سے جب اپنی بے چینی برداشت نہ ہوئی تو وہ بھائی کے پاس آ گئی۔

"بھائی ذرا چل کر آنٹی کی تصویریں تو اتار لیں رئیلی آنٹی بہت بیوٹی فل لگ رہی ہیں۔ ویری ویری کیوٹ چاچو صحیح بے تاب تھے اگر وہ ساتھ ہوتے تو ضرور ساتھ ہی لے جاتے مگر افسوس وہ یہاں نہیں ہیں۔" نوشی کی آنکھیں چاچو کی محبت میں چمک رہی تھی اور ان کے نہ ہونے پر افسوس بھی تھا۔

محب نوشی کے ساتھ اس طرف آ گیا جہاں سب خواتین آنچل کو گھیرے ہوئے تھیں۔ محب کو بڑی مشکل سے تصویریں اتارنے کے موقع ملا۔ آنچل کو بار بار زاویہ بدلنے کو کہتا۔ مختلف پوز بنواتے ہوئے اس نے پولورائیڈ کیمرے سے اور دوسرے کیمرے سے تصویریں اتاریں۔ وہ جب بھی آنٹی کہہ کر مخاطب کرتا آنچل کی کزنز ہنسنے لگتیں۔ وہ آنچل کی بوکھلاہٹ سے محظوظ ہو رہی تھیں۔ انہیں بار بار محب کا آنٹی کہنا عجیب سا لگ رہا تھا جو اسے آنٹی کہہ رہے تھے وہ خود اس سے

عمر میں بڑے تھے رسم ادا ہوتے ہوئے تو محب نے اسے زچ کر دیا۔

"آنٹی پلیز تھوڑا سا مسکرائیں، آنٹی مما کی طرف دیکھیں، آنٹی میری شکل بری تو نہیں ہے میری طرف بھی دیکھیں۔ آنٹی اپنا دوپٹہ تھوڑا سا پیچھے کریں۔" اس کے رنگ برنگے جملے سن سن کر آنچل روہانسی ہو گئی تھی اس کا بس چلتا تو وہ فوراً اٹھ کر اپنے کمرے میں بھاگ جاتی۔ تصویروں کا کوٹہ پورا ہوتے ہی وہ فوراً ہی وہاں سے رفو چکر ہو کر قریبی ریسٹورنٹ میں پہنچا جہاں معارج دل بیتاب دیدۂ شوق لیے بیٹھا تھا۔ محب کو آتے دیکھ کر معارج نے فوراً سگریٹ ایش ٹرے میں مسلا۔ محب خاموشی سے آ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کام ہوا؟" معارج کے لہجے میں بڑی خوبصورت سی کھنک تھی۔

"کہاں چاچو انہوں نے تو ایک تصویر بھی نہیں اتارنے دی آپ کہاں پھنس گئے بہت بیک ورڈ لوگ ہیں۔" محب نے معصوم سی شکل بنا کر کہا تو معارج فوراً ہی جوش میں میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

"میرے ساتھ چلو دیکھتا ہوں کیسے نہیں اتارنے دیتے۔" اس نے پھر اسی جوش، غصے میں اٹھتے ہوئے محب کا بازو پکڑ کر اٹھانا چاہا۔

"ارے چاچو آپ بیٹھ کر میری پوری بات تو سنیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ وہ آپ کی سسرال ہے آپ کا پولیس اسٹیشن نہیں ہے۔" محب چاچو کے غصے پر اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا

"بتاؤ کیا بات ہے؟" معارج کا موڈ ایکدم آف ہو گیا تھا۔ تمام خوبصورت جذبات غصے کی تہہ تلے دب گئے تھے اس نے نیا سگریٹ سلگایا۔

"وہ سب تو مان گئے تھے لیکن۔" محب نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کی اور اس کی بے چینی کو مزید ہوا دی۔

"لیکن کیا کچھ آگے بھی بکو۔" معارج کا لہجہ کوفت سے مزین تھا۔

"لیکن چاچو وہ آنٹی ہی نہیں مانیں میں نے تو ان سے کہا بھی تھا کہ چاچو مجھے اسپیشلی بھیجا ہے لیکن انہوں نے تصویریں اتروانے سے انکار کر دیا کہتی ہیں شرع میں جائز نہیں ہے ایک بات بتاؤں آنٹی بہت کیوٹ لگ رہی تھیں۔"

"شادی ہو جانے دو پھر دیکھنا کیسے اس کا نخرہ نکالوں گا۔" معارج کو واقعی شدید غصے نے گھیر لیا تھا۔ اس کا تو دل چاہا تھا ابھی جا کر اس کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لے جائے۔

"چاچو اس میں آنٹی کا بھی کیا قصور ہے ان کا ماحول ہی ایسا ہے یہ تو آپ کو پسند کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہیے تھا اور پھر آنٹی کو شرم بھی تو بہت آتی ہے آئی تھنک یہ اچھی خوبی ہوتی ہے۔ آپ کو ایسی ہی لائف پارٹنر کی تلاش تھی نا۔" اس بار محب چاچو کی کیفیت پر بے اختیار ہنس دیا۔

"تو بکواس کرنے سے باز نہیں آئے گا کبھی کچھ کہتے ہو اور کبھی کچھ۔" معارج نے اسے بری طرح جھاڑ لائی تو وہ مزید کھلکھلا دیا۔

"رئیلی چاچو آپ مجھے اس وقت رومیو کی کاپی لگ رہے ہیں۔"

"تم بکواس کرنے سے باز نہیں آؤ گے مجھے کوئی ضرورت نہیں بیوقوف سی لڑکی کے لیے رومیو بننے کی۔" معارج نے سگریٹ مسلنے کے بعد پھر سے نیا سگریٹ سلگایا تو محب نے جھپٹ لیا۔

"بس کریں چاچو اسموکنگ صحت کے لیے ڈینجرس ہوتی ہے۔" محب کی طرف اس نے گھور کر دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔

"اچھا بس آپ اب غصہ تھوکئے اور سنبھالیے اپنی بے وقوف سی لڑکی کو۔" محب نے اٹھ کر ہنستے ہوئے اپنی جیبیں خالی کرنی شروع کیں۔

"خبیث شیطان کے چیلے تم میرے ساتھ مذاق کر رہے تھے۔" معارج کے چہرے پر بے ساختہ

ہی مسکراہٹ آئی اور پھر بڑی بے صبری سے ساری تصویریں سمیٹیں۔

"تمہیں تو کھر چل کر اچھی طرح نمٹوں گا فی الحال تو یہاں سے کھسکو اور واپس پہنچو بھابی تمہاری غیر موجودگی سے پریشان ہوں گی۔" معارج نے اسے جانے کو کہا مگر وہ ڈھیٹ بنا بیٹھا تھا۔

"جاؤ بھئی۔"

"واہ ایسے کیسے چلا جاؤں پہلے انعام نکالیے میں نے اتنی جدوجہد کی ہے اور ابھی تو میں نے دوسری فلمیں بھی ڈیولپ کروانی ہیں۔"

"تم نے مجھے جتنا تنگ کیا ہے ستایا ہے تمہیں جرمانہ پڑنا چاہیے" معارج سے اسے میز پر پاؤں پھیلاتے دیکھ کر مصنوعی خفگی سے کہا۔

"سنو بچو میرے ساتھ بے ایمانی تمہیں مہنگی پڑے گی ٹھیک ہے آرام سے یہیں بیٹھو میں جا رہا ہوں اور بھائی صاحب کو فون کرتا ہوں کہ تم یہاں بیٹھے ہو۔" معارج ساری تصویریں اپنی جیکٹ کی جیب میں ٹھونس کر مسکراتے ہوئے اسے ڈرانے کی کوشش کی مگر وہ بھی اسی کا بھتیجا تھا۔

"چاچو بے ایمانی تو آپ کر رہے ہیں وعدہ کر کے وعدے سے پھر رہے ہیں مجھے اندازہ تھا آپ ایسا ہی کریں گے اس لیے میں نے اپنے آنٹی کی ایک زبردست پوز کی تصویر پہلے ہی بچا کر رکھی تھی۔" محب نے جیب سے آخری تصویر نکال کر اس کی نظروں کے سامنے فضا میں لہرائی تو معارج اس کی چالاکی پر ہنس دیا۔ پھر اپنا والٹ نکال کر اس کے سامنے میز پر پھینکا۔

"ہو تم واقعی شیطان لو پکڑو نکال لو اپنی کمیشن اور دو تصویر۔" پھر خود ہی آگے ہو کر اس کے ہاتھ سے تصویر جھپٹ لی۔

"چاچو آپ تو منگنی ہوتے ہی بدل گئے ہیں شادی کے بعد تو بالکل ہی بدل جائیں گے آ لینے دیں آنٹی کو آپ کے سارے ٹاپ سیکرٹ انہیں بتا دوں گا۔" محب نے اس کے والٹ سے ہزار ہزار کے پانچ نوٹ کھینچتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا میرا سارا والٹ خالی کرو گے اتنی کمیشن کی بات تو نہیں ہوئی تھی۔"

"زیادہ تو نہیں ہیں چاچو بمشکل دوستوں کے ساتھ ایک ڈنر ہی ہوگا۔ آخر وہ بھی تو مجھ سے ٹریٹ مانگیں گے آپ کی منگنی کی۔"

"اچھا اب اٹھو میں تو جا رہا ہوں تم بھائی صاحب کی کار لے کر آئے ہو اس لیے فوراً پہنچو ورنہ بری طرح مار کھاؤ گے چلو شاباش۔"

پارکنگ میں آ کر اس نے محب کو واپسی کے لیے ہدایات دیں اور خود واپس گھر آ گیا۔

منگنی کے بعد بھی معارج کی بے چینی کم نہیں ہوئی تھی بلکہ دوچند ہو گئی تھی۔ تصویروں میں آنچل کا مکمل حسن دیکھ کر اس کے جذب دل کی شدتیں مزید بڑھ گئی تھیں۔ جب بھی اس کی منگنی کے حوالے سے بات ہوئی تو وہ بے دھڑک کہہ دیتا۔

"اگر وہ لوگ منگنی کے بجائے شادی ہی کر دیتے تو کیا فرق پڑ جاتا، آخر شادی تو ہونی ہی ہے بھابی مام آپ نے ہی ان سے نہیں کہا ورنہ وہ ضرور مان جاتے۔"

ایک دن تو بھابی جان ہنسنے کے ساتھ برا بھی مان گئیں۔ اس کا لاابالی پن ابھی تک نہیں گیا تھا۔ وہ انہیں محب کی طرح عزیز تھا اور اب تک وہ ان سے اپنے لاڈ بھی بچوں کی طرح اٹھواتا تھا۔ اب بھی کھانے کے بعد ان کے کمرے میں براجمان ان سے سر میں تیل کی مالش کروا رہا تھا اور آنچل کا ذکر نکلتے ہی اپنی شادی کے لیے خود ہی کڑھ رہا تھا۔

"راجو انہیں اپنی بیٹی بھاری تو نہیں ہے ابھی آنچل کی عمر ہی کیا ہے اور پھر اس کی تو تعلیم بھی مکمل نہیں ہوئی میں کیسے ایسی حماقت کر لیتی، شکر کرو بازل کی وجہ سے وہ لوگ ابھی منگنی کے لیے تیار ہو گئے تھے ورنہ نازک اور ان کی بی بی جان کے ارادے تو نہیں تھے۔"

"خیر انکار کر دیتے تب بھی میں منوا ہی لیتا۔" اس نے بڑے اعتماد سے کہا۔

"آپ ایک بار زور دے کر کہتی تو میں نے اس کی پڑھائی کیا کرنی ہے میرے لیے وہ انڈر ایف۔ اے ہی کافی ہے۔ کسی دفتر میں بٹھانے کے لیے تو شادی نہیں کروں گا۔" عینی بھابی پہلے تو اس کے اس طرح بولنے پر حیران ہوئیں پھر اس کے سر پر زور سے چپت لگائی۔

"معارج کچھ شرم کرو میں تمہاری بھابی ماں ہوں کوئی سہیلی نہیں ہوں۔ فرہاج نے تو کبھی میرے سامنے شادی منگنی کے بارے میں بات بھی نہیں کی تھی تم نجانے کس پر گئے ہو کوئی سنے تو کیا کہے گا کہ میں نے ہی تمہاری تربیت صحیح نہیں کی۔" عینی بھابی کچھ زیادہ ہی سنجیدہ ہو گئیں۔

"تمہیں کچھ یاد ہے پچھلے سال تمہاری بھتیجی کے لیے ایک پرپوزل آیا تھا اور تم کیسے آگ بگولہ ہو گئے تھے کہ ان کے گریجویشن سے پہلے ایسی بات سوچیں بھی نہیں اور اب اپنے لیے دوسروں کی بیٹی کا تمہیں خیال ہی نہیں ہے۔ تم اپنے معاملے میں خود غرض ہو رہے ہو میں تو خود بیٹیوں والی ہوں حق بات کہوں گی آنچل کی ابھی عمر ہی شادی والی نہیں ہے فرسٹ ایئر کی طالبہ کو بھلا شادی کی نزاکتوں کا کیا احساس ہوگا۔ اس کے قد کاٹھ پر تم مت جاؤ یہ بھی تو سوچو اس میں تمہارے ساتھ چلنے کی شعوری صلاحیت اور آگہی بھی ہے یا نہیں۔ یہ سب باتیں تو عمر اور وقت کے ساتھ ہی اس میں پیدا ہوں گی۔ اپنی لاڈلی بھتیجیوں کو ہی دیکھ لو اقسین تھرڈ ایئر میں اور نوشی سیکنڈ ایئر میں آ گئی ہے۔ مگر عقل نام نہیں ہے دونوں کے ذرا ذرا سی ہر بات پر اودھم مچا دیتی ہیں۔ میں اپنی بیٹیوں کو ابھی شادی، منگنی کے قابل نہیں سمجھتی تو آنچل تو ان سے چھوٹی ہے اب شرافت سے اپنے کام پر دھیان دو زیادہ واویلا مچانے کی ضرورت نہیں سمجھ گئے۔" بھابی جان نے اسے اچھا خاصا لتاڑا۔ وہ ان کی ڈانٹ سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

"ان ساری باتوں کا گن گن کر بدلہ لوں گا۔" وہ بڑبڑاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے بھابی جان کے سامنے تو کبھی یہ ذکر نہیں کیا تھا البتہ خود دل ہی دل میں کڑھتا جلتا رہا تھا۔ اس کے ساتھ اصل مسئلہ یہ تھا کہ باوجود خواہش کے وہ آنچل کو دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

وہ اپنے شوق کے ہاتھوں بے حد مجبور ہو رہا تھا۔ من کی تشنگی اس کی ایک جھلک اس کی دید کے ایک لمحے کی طالب تھی لیکن افسوس بے شمار رکاوٹیں اس کے راستے میں حائل تھیں۔ وہ اپنی ہوتے ہوئے بھی خود سے بہت دور محسوس ہوتی تھی۔ وہ اس سے بہت کچھ کہنے کو بے تاب تھا۔ دل کی تمام حسرتیں تین لفظوں میں آسانی سے سمٹ سکتی تھیں مگر تین لفظ کہنے کا اسے نہ موقع مل رہا تھا اور نہ ہی راستہ۔ فون پر اس سے کبھی رابطہ ہی نہ ہو سکا تھا۔ ایک جھلک دیکھنے کے لیے وہ پنڈی کے کئی چکر لگا چکا تھا۔ ایک دو بار اسے آنچل کے کالج کے باہر موقع ملا بھی مگر اگلے یہ لمحے اس کی ساری حسرتیں اس کے بھائی کی آمد پر بے موت مرنے پر مجبور ہو گئیں۔ اپنی بے بسی پر اکثر اس کا دل چاہتا کہ کسی کی پرواہ کیے بغیر آنچل کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے آئے مگر افسوس پھر وہی رسم دنیا۔ بھابی بھی اس کی خاموشی محسوس کر رہی تھیں۔ وہ یہ سب دیکھتے ہوئے آخر ہار کر خود ہی شادی کا تقاضا لے کر اس کے سسرال بی بی جان کے پاس گئی تھیں مگر بی بی جان ابھی دو سال سے پہلے اس کی رخصتی کا ارادہ نہیں رکھتی تھیں۔ بھابی جان نے سمجھاتے ہوئے بی بی جان کے ارادوں سے بھی آگاہ کیا تو وہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا۔

"اگر انہوں نے شادی نہیں کرنی تھی تو منگنی

کیوں کی تھی۔ اس وقت جلدی کیوں مچا رکھی تھی۔" اسے غصے میں احساس نہیں تھا کہ کیا کہہ رہا ہے۔

"جلدی انہیں نہیں تھی تمہیں تھی۔"

"میں نے گن پوائنٹ پر تو ہاں نہیں کروائی تھی وہ نہ بھی کر سکتے تھے اب فضول کی تاویلوں سے تو انکار ہی بہتر تھا۔" معارج خود کو قصوروار مان نہیں سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے قصور ان کا سہی اب کیا ہو سکتا ہے میں اب وقت سے پہلے انہیں کچھ نہیں کہوں گی تم ہی کچھ صبر کر لو یا پھر تم سے کچھ ہوتا ہے تو کر لو۔" بھائی جان کو بھی اس کا رویہ اچھا نہیں لگا سو برا مان کر بولیں وہ نجانے کس دھن میں تھا فوراً بولا۔

"مجھے اب کیا کرنا ہے بیٹھی رہے ساری زندگی اپنی ماں کے پاس میں کوئی مرا جا رہا ہوں۔ ان کی خیر خبر لینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" اس کے بچپنے پر عینی بھابی غصے کے باوجود ہنس دیں۔ پھر انہوں نے بھی کبھی معارج کے سامنے آنچل اور اس کے گھر والوں کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے پاس بھی پہلے جیسی فرصتیں نہیں تھیں جو اپنی بے چینی دکھاتا سناتا۔ وہ گھر سے باہر زیادہ مصروف ہو گیا تھا۔ محب نے کئی بار اسے ایک جرنلسٹ شاہانہ قدیر کے ساتھ دیکھا تھا وہ بھی کئی بار اپنے چاچو کو سمجھا چکا تھا۔ اب بھی اس کے گھر میں گھستے ہی اس کے پیچھے پیچھے اس کے کمرے میں آ گیا۔

"کوئی کام ہے؟" کف کے بٹن کھولتے ہوئے مڑ کر محب سے پوچھا تو وہ سنجیدگی سے آگے بڑھ آیا۔

"چاچو اٹس ناٹ فیئر آپ کو یاد ہے آپ کی منگنی ہو چکی ہے۔"

"کیا ہوا ہے میری منگنی کا تمہیں خیال کیوں آیا؟"

"مجھے اس لیے خیال آیا ہے کیونکہ آپ کو خیال نہیں رہا آج آپ سارا دن کس کے ساتھ تھے؟"

"کیا تم میری جاسوسی کرتے رہتے ہو میڈیکل پڑھنے کا ارادہ ترک کر کے سی آئی ڈی کی طرف تو آنا نہیں چاہ رہے؟" معارج نے اسے ٹالتے ہوئے چھیڑا مگر وہ بالکل سنجیدہ تھا۔ وہ معارج کے ساتھ کافی بے تکلف تھا اس لیے اب بھی بنا جھجکے بات کر رہا تھا۔

"شاہانہ قدیر کے ساتھ آپ کا کیا چکر ہے کیا آنٹی آنچل کی جگہ کسی اور کو دینا چاہ رہے ہیں؟"

"یار کیا بکواس کر رہے ہو شاہانہ قدیر ایک جرنلسٹ ہے اپنے فیچرز کے لیے اسے کچھ انفارمیشن چاہیے میں اگر اس کی ہیلپ کر رہا ہوں تو کیا فرق پڑ گیا ہے۔"

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر آپ کی ڈیوٹیز میں فی میل جرنلسٹ کی ہیلپ کرنا اب ہی کیوں شامل ہوا ہے اب تو آپ کی من پسند خوبصورت سی منگیتر ہے کیا آپ کو ایسا نہیں لگتا ہے کہ کسی اور کو آپ آنٹی آنچل کا حق دے رہے ہیں۔ ان کے ساتھ بے ایمانی کر رہے ہیں۔" محب نے زچ ہو کر کہا۔

"تم میرا مسئلہ نہیں سمجھو گے اور تم میری جاسوسی کرنا چھوڑ کر اپنی اسٹڈی کی طرف توجہ دو۔" معارج نے اسے پیار سے تھپتھپا کر سمجھاتے ہوئے کہا۔ تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا اور معارج ایک سرد سی آہ بھر کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

خیال یار سے پس و پیش کے لیے وہ حتی الامکان مصروف رہتا تھا لیکن پھر بھی دیوانہ دل بیتاب ہو کر کوچہ یار تک جانے کے لیے مچلتا رہتا تھا۔

آنچل کے انٹر کے امتحان ہو رہے تھے اس دوران وہ دو تین بار اس کے کالج ٹائم میں وہاں کا چکر لگا آیا تھا۔ دور دور سے اس کا دیدار بھی کیا تھا۔ سفید چادر میں لپٹا اس کا حسن جہاں سوز اسے مزید بے چین کر گیا تھا۔ پس گیارہ ماہ بعد اسے روبرو دیکھ کر معارج کا سارا غصہ ختم ہو گیا تھا۔ اس کی تصویروں میں چھپی شباہت کو تو ہر روز ہی آنکھوں کے آسمان سے دل کی زمین پر اتارتا تھا۔ مگر مجسم دیکھنے اور حقیقتاً چھونے کی کیف آگیں عزت احساس کو اپنی جسم و جاں میں محسوس کرنا چاہتا تھا اور یہ موقع بھی اسے مل ہی گیا تھا۔

وہ چھٹی کے وقت سے کافی پہلے آ کر کھڑا ہو گیا۔ آج اس نے مصمم ارادہ کر رکھا تھا کہ آنچل سے مل کر ہی جائے گا۔ طویل انتظار کے بعد وہ دو تین لڑکیوں کے ساتھ باہر آتی دکھائی دی۔ اس نے تسلی کر لی تھی کہ آج اس کا بھائی نہیں آیا تھا۔ معارج کی جیپ دیکھ کر چوکیدار مودبانہ انداز میں اس کی طرف بڑھ آیا۔ معارج آنچل کی طرف اشارہ کر کے اسے بلانے کے لیے کہا۔

"وہ ابھی جو گیٹ سے سفید چادر والی آئی ہیں آپ انہیں بلا دیں۔"

معارج اپنی جیپ سے ٹیک لگا کر کھڑا آنچل کو متوجہ کرنے کے لیے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ آنچل کے ساتھ صرف ایک لڑکی رہ گئی تھی وہ بھی کسی کے انتظار میں تھی یا اس نے اور آنچل نے اکٹھے ہی جانا تھا۔ چوکیدار نے جا کر اسے اطلاع دی تو آنچل بوکھلا کر اس طرف دیکھنے لگی جہاں معارج کھڑا تھا۔ اس کی طلسماتی شخصیت اور ساحرانہ مسکان کو دوسری لڑکی نے بھی دور سے ہی محسوس کر کے آنچل سے سرگوشی کی۔

"یہ آفیسر کون ہے؟ پہلی بار ہی ادھر نظر آ رہا ہے۔" سہیلی کی شریر مسکراہٹ پر وہ مزید پزل ہو گئی تھی اور اس صورت حال میں اس سے ایک قدم اٹھانا بھی مشکل ہو رہا تھا۔

معارج نے اسے وہیں جمے دیکھ کر ہارن دیا۔

"اب چلی بھی جاؤ بلایا ہی کیوں تھا اگر جانا نہیں تھا۔" اس کی سہیلی نے اسے آگے کو دھکیلا تو وہ مری مری آواز میں صفائی دینے لگی۔

"میرے منگیتر ہیں یہ یہاں پتہ نہیں کیوں آئے ہیں۔" وہ کشمکش میں تھی اس لیے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

معارج قریب آ گیا اس کا قریب آنا مزید ہراساں کر گیا تھا

"آئی تھنک اب چلنا چاہیے گھر سے تو کوئی نہیں آئے گا۔" معارج نے اسے تحکم سے کہا۔ وہ پہلی بار ہمت کر کے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بول پائی۔

"میں بس سے چلی جاؤں گی آج مجھے خود ہی جانا تھا بھائی نہیں آئیں گے۔"

"اوکے بس سے جانا اگر میرے ساتھ جانے سے بہتر ہے تو چلی جاؤ۔" معارج کو اس کا انکار برا لگا۔ وہ غصے میں اپنی جیپ کی طرف پلٹ گیا۔

"کیوں خفا کر رہی ہو اتنے ڈیشنگ ہینڈسم بندے کو میرا تو منگیتر نہ بھی ہوتا تب بھی اس کی آفر پر چلی جاتی۔" اس کی سہیلی نے اسے آگے دھکیلا تو پہلے تو وہ اپنی سہیلی کو گھور کر دیکھنے لگی پھر کسی روبوٹ کی طرح چلتی ہوئی جیپ تک آ گئی۔ معارج اندر بیٹھ چکا تھا اس کی آمد پر اس کے لبوں پر ہلکا سا تبسم کھل اٹھا۔ وہ بیگ اور فائل سنبھال کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ معارج نے جیپ اسٹارٹ کرتے ہوئے استفسار کیا۔

"بس سے کیوں نہیں گئیں؟"

"آپ خفا ہو جاتے۔" وہ بے ساختہ کہہ گئی تو معارج اپنے معتبر ہونے پر کھلکھلا دیا وہ خود اپنے کہے پر پشیمان نظر آنے لگی۔

"میری خفگی کا اتنا خیال ہے مگر اظہار تو کبھی نہیں کیا اور پھر ابھی تک شادی کے لیے حامی بھی نہیں بھری تم نے۔" معارج اس کی بے ساختگی اور بوکھلاہٹ سے محظوظ ہوا تھا۔ اسے چھیڑنے کے سے انداز میں بولا تو پھر بے ساختہ جواب دے بیٹھی۔

"جی --- میں نے تو کچھ نہیں کہا تھا۔" اس کی زبان بنا سوچے سمجھے پھسل رہی تھی اپنی بوکھلاہٹ پر وہ کسی طرح قابو نہ پا رہی تھی۔

"پھر کس نے کہا تھا؟" معارج ذرا سا رخ پھیر کر اس کی جانب دیکھا تو وہ بولتے بولتے پھر جھجک گئی۔

"وہ بی بی --- آپ مجھ سے ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟"

"پھر کس سے کروں؟" معارج نے پھر اس پر دلچسپی سے نگاہ ڈالی۔

"بی بی جان سے۔" اس نے چادر کو سر پر مزید آگے کھینچا۔

"وہ میری منگیتر ہیں یا تم؟" معارج کے سنجیدہ استفسار پر ہکا بکا رہ گئی۔ اس کا بے دھڑک بے تکلف انداز آنچل کو عجیب لگا۔ پھنسی پھنسی آواز میں احتجاجاً بولی۔

"آپ کو ایسی باتیں تو نہیں کرنی چاہئیں وہ میری ماں ہیں اور آپ۔"

"میں بھی انہیں ماں ہی سمجھتا ہوں۔" اس کے انداز پر قدرے حیرت سے دیکھ کر رہ گئی پھر زچ ہو کر بولی۔

"آپ مجھے جلدی سے گھر چھوڑ دیں ورنہ بی بی جان پریشان ہوں گی آج گھر پر کوئی ہے بھی نہیں۔"

"اوہ یہ تو اور بھی اچھی بات ہے پھر تو ذرا آرام سے گھر چلیں گے صبح سے تمہارے دیدار کے لیے بھوکا پیاسا بیٹھا ہوں۔" معارج نے بھرپور نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے نیا احساس بھی دیا وہ پھر سے بوکھلا اٹھی۔

"پلیز آپ مجھے پہلے گھر چھوڑ دیں بی بی جان تو اس بات پر ہی خفا ہوں گی کہ۔" اس نے فائل کو کھرچتے ہوئے الجھن میں بحث ادھوری چھوڑ دی۔ معارج نے اس کی گھبراہٹ سے لطف اندوز ہوئے سگریٹ سلگا کر گہرا کش لگایا

"وہ اس کی گہری نظروں کی تاب نہ لا سکی اور سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہے نہ سمجھاؤ مگر اب اترو تو۔" آنچل کو اپنی بوکھلاہٹ میں احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ گھر کی طرف نہیں جا رہے۔ معارج ایک ریسٹورنٹ کے سامنے جیپ کھڑی کر کے اسے اترنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ آنچل نے پہلے ریسٹورنٹ کو دیکھا اور پھر معارج کی طرف۔ معارج کے لبوں پر روح سلب کر لینے والی طلسمی مسکراہٹ بکھری تھی۔

"کم آن یار بلیو میں کھانا کھاتے ہی تمہیں چھوڑ آؤں گا چلو آؤ۔" معارج کی محبت کی شرینی میں گھلی آواز اسے پگھلا گئی موٹے موٹے آبدار موتی اس کے گالوں پر پھسل آئے۔ وہ بی بی جان سے واقف تھی اسی لیے ہراساں ہو رہی تھی۔

"وہ آپ گھر چل کر بھی تو کھانا کھا سکتے ہیں۔"

"آج تک تو کسی نے گھر آنے کی دعوت نہیں دی کھانا کون کھلائے گا اور کیا وہاں تمہاری بی بی جان ساتھ بیٹھنے کا موقع دیں گی۔" معارج پر شکوہ انداز میں کہتے ہوئے اسے دیکھا تو اس کے آنسو دیکھ کر جھنجلا کر بولا۔

"افوہ تم اتنا کیوں گھبرا رہی ہو ہم کوئی غیر اخلاقی کام تو نہیں کر رہے میرا حق ہے تم پر، میں تمہیں اپنے ساتھ لنچ ڈنر کے لیے لے جا سکتا ہوں۔ تم نے کبھی کالج کی لڑکیوں کو دیکھا ہے وہ اپنے بوائے فرینڈ کو فناسی بنا کر گھومتی پھرتی ہیں اور تم۔"

"میں ایسی نہیں ہوں۔" وہ فوراً بولی وہ جن حقوق کی بات کر رہا تھا اس کے نزدیک اور بی بی جان کی تربیت کے مطابق ان پر ابھی لاگو نہیں ہوئے تھے۔ اسے معارج کے خیالات سن کر حیرت ہو رہی تھی۔

"میں کب کہہ رہا ہوں تم ایسی ہو اگر میں سمجھتا کہ تم ایسی ہو تو میں تمہارا انتخاب نہ کرتا اچھا دیکھو میں تمہارے ساتھ گھر چلوں گا بی بی جان کو جواب بھی میں ہی دوں گا تم ڈرو نہیں۔" معارج کو اس کی حالت پر رحم آ گیا تو اس نے محبت سے سمجھاتے ہوئے اسے رام کرنا چاہا۔

"مجھے اچھا نہیں لگ رہا بی بی جان بہت خفا ہوں گی۔"

"نہیں ہوں گی میں ہوں ناں تمہارے ساتھ یار ہماری شادی ہونے والی ہے ایک دن ہم لنچ اکھٹے کر لیں گے تو اس میں کیا برائی ہے۔ اس سے پہلے میں نے تم سے کوئی فرمائش کی ہے۔"

معارج اتر کر اس کی طرف اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اپنے رومال سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے مکمل طور پر بے بس کر دیا۔ معارج نے اس کی گود سے فائل اٹھا کر ڈیش بورڈ پر رکھ کر اس کا ہاتھ تھام کر اسے اتارا۔ آنچل نے فوراً مزاحمتی انداز میں اپنا ہاتھ کھینچا اور پھر اس کے ساتھ مرے مرے قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی۔

"میرے ساتھ چل رہی ہو تو تھوڑا ریلیکس فیل کرو ورنہ لوگ مشکوک ہوں گے کہ اے۔ایس۔پی کسی کالج کی دوشیزہ کو ٹریپ کر کے لایا ہے اور اس وقت تو تمہاری شکل بھی ایسی ہی ہو رہی ہے کہ فوراً یقین کر لیا جائے گا اور میری یہ وردی ایک منٹ میں اتر جائے گی۔" معارج نے کچھ اس انداز سے کہا کہ وہ سر جھکا کر زیر لب مسکرا دی مگر معارج نے پھر بھی اس کی مسکراہٹ دیکھ لی اور پھر تشکر سے بولا۔

"تھینک یو راجکماری۔" اس بار اس کی مزاحمت کے باوجود معارج نے اس کا ہاتھ بے تکلفی سے تھاما اور پھر اسے تقریباً اپنے ساتھ کھینچتا ہوا اندر بڑھ گیا۔ آنچل کو اس سے جتنی جھجک محسوس ہو رہی تھی وہ اتنا ہی بے تکلف ہوا جا رہا تھا۔ وہ اس سے اپنے دل کی بیقراریاں بے دھڑک بیان کر رہا تھا۔ اپنے رتجگوں کا احوال سنا رہا تھا۔

آنچل حیرت زدہ سی واردات محبت کا اثر دل پر ہوتے دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی اس کی سحر انگیزی کی اسیر ہو گئی تھی۔ حد درجہ گھبراہٹ کے باوجود اسے معارج کی سنگت میں بیٹھنا تسکین آمیز لگا تھا۔ کچھ لمحوں کے لیے تو وہ ہر خوف سے آزاد ہو گئی تھی گھر واپسی کا سفر شروع ہوتے اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کیا کر بیٹھی ہے۔ ہنگامہ خیز نتیجے کا یقین بھی تھا۔ اس کے گھر کی طرف جیپ موڑتے ہوئے محبت بھری حلاوت اور سحر انگیزی سے اسے مخاطب کیا۔

"سنو آنچ تمہارے ایگزام تو ختم ہو گئے ہیں تمہارے لیے اتنی ایجوکیشن کافی ہے اس بار بھائی مام آئیں گی تو انکار نہیں ہونا چاہیے ورنہ۔" اس کی ورنہ نے آنچل کے چڑیا جتنے دل کو پھڑپھڑا کے رکھ دیا تھا۔

اس نے فوراً سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا مگر وہ سامنے دیکھنے میں محو تھا۔ چند ساعتوں کے توقف کے بعد اس نے اپنی بات پوری کی۔

"ورنہ تمہارا یہ عاشق راجکمار کچھ کر بیٹھے گا۔ پھر بعد میں مت رونا۔" آنچل اس کی بات کا کیا جواب دیتی اس کے پاس نہ تو اختیار تھا اور نہ ہی حق خاموشی سے اس نے دیوار سر جھکا لیا۔

"آئندہ مجھ سے ملو گی پھر ملنے کا کوئی چانس ہے۔" بچھڑنے سے پہلے وہ پھر ملنے کی آس لیے مواقع پیدا کرنا چاہ رہا تھا۔ آنچل نے فوراً انکار کیا۔

"نہیں۔"

"کیوں؟" معارج نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"میں اکیلی کہیں نہیں جاتی اور پھر بی بی جان کبھی بھی اجازت نہیں دیں گی آج بھی نجانے۔" وہ اپنی سوچوں میں غلطاں ہو کر روہانسی ہو گئی۔ معارج اپنی دھن میں تھا اس کی پوری بات نہیں سنی پھر بولا۔

"ویل ہم جلد ہی اپنے گھر میں ملیں گے ڈونٹ وری ویسے اگر تم آج بھی میرے ساتھ نہ آتیں تو

رئیلی میں نے گھر جا کر خود کو شوٹ کر لینا تھا۔"

آخری بات اس نے آنچل کو چھیڑنے کے لیے شرارت سے کہی تو وہ روہانسی ہو کر فوراً بولی۔

"آپ ہر وقت ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں؟"

"کیسی باتیں؟" معارج نے دلچسپی سے نگاہ ڈالی۔

"یہی کچھ کرنے کی مرنے کی، زندگی اس لیے تو نہیں ملی کہ۔" دو آنسو اس کی آنکھوں میں جھلملانے لگے تھے۔ اگر وہ اس پر پورا حق رکھتا تو ان جھلملاتے آنسوؤں کو اپنی پلکوں پر سمیٹ لیتا۔ مگر ابھی بہت سی حدیں درمیان میں حائل تھیں۔

"مجھے تو زندگی تم سے محبت کرنے کے لیے ہی ملی ہے۔ تم اگر آج بھی میری زندگی میں مکمل میری بن کر آ جاؤ تو میں وعدہ کرتا ہوں پھر ایسی باتیں نہیں کروں گا نہ ہی سوچوں گا۔"

"ابھی کیسے --- ابھی تو۔" وہ معصومیت سے بولتی ہوئی یکدم خاموش ہو گئی۔ معارج نے بھی لمبی آہ بھرتے ہوئے حسرت سے کہا۔

"آہ ہاں ابھی تو اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے۔ تم تک پہنچنے کے لیے مجھے آگ کا دریا عبور کرنا بھی منظور ہے مگر شرط یہ ہے میرے جلے جسم اور سلگتے دل پر مرہم رکھنے والا ہاتھ تمہارا ہو۔" معارج جذب دل سے اپنی بات کہہ رہا تھا۔ آنچل پھر سے گم صم اس کے سحر کے اثر میں چلی گئی تھی۔ کچھ لمحوں بعد وہ آنچل کے گھر یعنی اپنے سسرال میں تھا۔

آنچل کے دیر کرنے پر بی بی جان بے حد پریشان ہو رہی تھیں۔ آج ہی اسے کالج سے خود آنے کو کہا تھا آج ہی وہ لیٹ ہو گئی تھی۔ بیٹا بہو گھر پر نہ تھے جسے وہ پیچھے دوڑاتیں، خود ہی اندر باہر چکراتے ہوئے ہول رہی تھیں۔ انہیں برے برے خیالات اور اندیشے گھیر رہے تھے۔

"کم بخت کو کتنا کہا تھا بس کو چھوڑ کر پھر چلے جاتا مگر اس پر تو جورو کی غلامی کرنا سوار تھی آنے دو آج دونوں کی وہ خبر لوں گی کہ سسرال میکہ سبھی بھول جائے گا۔" بی بی جان بہو بیٹے کے غائبانہ ہی لتے لے رہی تھیں۔ ان کا ایک قدم اپنے کمرے میں تو دوسرا دروازے پر ہر منٹ بعد وہ دروازے سے جھانک کر گلی کے سرے تک نگاہ دوڑاتیں اکا دکا آنے جانے والوں میں انہیں آنچل نظر نہ آئی تو وہ مزید پریشان ہو جاتیں۔ غضبناک موڈ کے ساتھ انہیں گرمی بھی بہت لگ رہی تھی۔

"یا اللہ خیر رکھنا میری بیٹی پرائی امانت ہے۔" انہوں نے آسمان کی طرف التجائیہ انداز میں دیکھا۔ پھر آنچل کو ہی غائبانہ بہت کچھ سنانے لگیں۔

"کہا بھی تھا سیدھی گھر آنا بس میں بیٹھنے کی ہمت نہ ہو تو رکشہ پکڑ کر آ جانا مگر بخت ماری کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ کر رہی ہوگی کسی سہیلی کا انتظار آج آنے دو سب پڑھائی وڑائی ختم اب نہیں سہے جاتے اس بڑھاپے میں دھڑکے، زمانہ خراب ہے کوئی اونچ نیچ ہو گئی تو میں کسی کو کیا منہ دکھاؤں گی۔" غصے کے عالم میں انہوں نے پھر دروازے کا پٹ پھٹاک سے کھول کر گلی میں جھانکا تو آنچل کو جیپ سے برآمد ہوتے ہوئے دیکھ کر ششدر ہونے کے ساتھ غصے کی لپیٹ میں مزید آ گئیں۔ ان کے سارے جسم کی رگیں تن گئی تھیں خصوصاً ماتھے پر رگوں کے تناؤ سے کھنچاؤ پیدا ہو گیا تھا۔ آنچل سست روی سے چلتی ہوئی آ رہی تھی۔ جیپ سے نکلتے ہوئے معارج کو دیکھ کر تو وہ نہ صرف ٹھٹک گئیں بلکہ ان کی تیوری پر بل بھی پڑ گئے ماں کو دروازے میں استادہ دیکھ کر آنچل کی جان ہی نکل گئی۔ پسینہ اس کے مساموں سے پھوٹ نکلا تھا۔

"کہاں سے آ رہی ہو اور کس کے ساتھ؟" بی بی جان خود پر ضبط نہ رکھ سکیں اس کے دہلیز کے اندر قدم رکھتے ہی کڑے تیوروں سے پوچھا۔

امتحان کی گھڑی سر پر کھڑی تھی ماں کی فطرت سے واقف تھی۔ چپ رہنا بھی گناہ اور بولنا بھی جرم مگر اسے اپنی صفائی تو پیش کرنی تھی۔ اپنے معصومانہ انداز میں فوراً بولی۔

"سچ بی بی جان میں تو ان کے ساتھ نہیں آ رہی تھی۔ یہ خود مجھے زبردستی لے آئے آپ چاہے پوچھ لیں۔"

بی بی جان تو اس صورت حال پر ہی طیش کھا رہی تھیں کہ آنچل اپنے منگیتر کے ساتھ آئی ہے کہاں زبردستی کا عمل انہوں نے اپنے کسی داماد کو شادی سے پہلے اپنے گھر آنے کی اجازت نہیں دی تھی نہ ہی بیٹیوں کو سامنے کیا تھا۔ معارج کے گھر والوں کو بھی باور کرا دیا تھا کو معارج ایسی کوئی خواہش شادی سے پہلے نہ کرے پھر بھی وہ بنا کسی کو اطلاع کیے اس طرف آ نکلا۔ ان کا غصہ بجا تھا۔ غصے سے بولیں۔

"میں نے تمہاری تربیت اس طرح تو نہیں کی تھی جو تم شادی سے پہلے منگیتر کے ساتھ سیر پر نکلی رہو۔"

"میں سچ کہہ رہی ہوں بی بی جان وہ خود ہی۔" وہ بولی تو وہ مزید درشتگی سے بولیں۔

"وہ تم سے زبردستی نکاح پڑھوا لیتا تو تم پڑھوا لیتیں؟"

ماں کی بات سن کر اس نے سٹپٹا کر پہلے دروازے کی طرف دیکھا جہاں معارج مسکراتے لبوں کے ساتھ کھڑا تھا اور پھر ماں کے غصے بھرے چہرے کو دیکھا وہ خجل سی ہو گئی۔ معارج کے سامنے بی بی جان کی ایسی باتوں نے اسے شرمندگی کے ساتھ رونے پر مجبور کر دیا۔ اس کے آنسو بے اختیار ہی جھر جھر بہنے لگے اور وہ بت بنی کھڑی رہ گئی۔

معارج کو بی بی جان کے اس قسم کے رویئے اور رد عمل کی توقع نہیں تھی۔ ہمت کر کے خود ہی قدم بڑھا کر آگے آ گیا۔ آنچل سے ملنے کی خوشی اور طمانیت بہر حال ابھی قائم تھی۔ اس لیے اس نے بھی ان کے رویئے کو نظر انداز کر دیا۔

"السلام علیکم۔" بہت سنجیدگی سے اس نے سلام عرض کیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔" بی بی جان رشتے کی نزاکت کا احساس کر کے بہت وقت سے خود کو جواب دینے کے لیے تیار کر سکیں۔ ان کی ساری خفگی اس وقت آنچل کے حصے میں آ رہی تھی۔ اسے گم صم کھڑا دیکھ کر بولیں۔

"مجسمہ بنی کیوں کھڑی ہو جاؤ اندر۔"

بی بی جان کے لفظوں میں گویا کرنٹ تھا وہ تیزی سے اندر بڑھ گئی اور پھر اپنے کمرے میں پہنچ کر ہی دم لیا۔ آنسو تواتر سے بہتے چلے آ رہے تھے۔ بی بی جان معارج کو اپنے ڈرائنگ روم میں لے آئیں۔

"میاں ہم میں رواج تو نہیں کہ داماد کو شادی سے پہلے اپنے گھر آنے دیں اب تم آ گئے ہو تو بیٹھو۔"

بی بی جان کا لٹھ مار انداز اسے بہت برا لگا تھا۔ اسے ان کا اس قدر روایتی ہونا بھی عجیب لگا تھا۔ پھر بھی وہ ان کے سامنے ٹک گیا۔

"تمہاری بھابی کو تو میں نے سمجھا دیا تھا ہم ہیں شریف لوگ اپنی بیٹیوں کو غیر مردوں کے ساتھ پھرنے کی کھلی چھٹی نہیں دے سکتے۔ آج تو یہ غلطی معاف ہو جائے گی مگر آئندہ احتیاط رکھنا۔"

بی بی جان نے بمشکل خود پر قابو پا کر قدرے سرد لہجے میں اسے بہت کچھ باور کرایا۔ اس کے پاس کوئی بہانہ کوئی جواز نہ تھا بے تکے پن سے بولا۔ ان کے انداز پر کچھ گڑبڑا بھی گیا تھا۔

"دراصل میں تو آپ کی خیریت معلوم کرنے آیا تھا راستے سے گزرتے ہوئے اسٹاپ پر آنچل کو دیکھا تو لے آیا۔"

"میری خیریت معلوم کرنے؟ تمہاری بھاوج نے تمہیں بھیجا ہے۔" بی بی جان کو مزید حیرت

نے گھیرا۔

"جی ---- جی بھالی نے ہی بھیجا تھا بلکہ تاکید کی تھی کہ آپ کی خیریت معلوم کرلوں سنا تھا آپ شدید بیمار ہیں بلڈ پریشر شوٹ کر گیا ہے شاید۔" معارج نے اپنی طرف سے بڑا خوبصورت بہانہ بنایا مگر بی بی جاان ہتھے سے اکھڑ گئیں۔

"قراۃ العین باولی تو نہیں ہو گئی مجھے بھلا کیا بیماری ہو گی کس نے کہا ہے کہ میں بیمار ہوں؟" معارج کو کیا خبر تھی بی بی جان انکوائری پر اتر آئیں گی۔

"بھالی جان تو آپ کی بیماری کا سن کر خود آنا چاہ رہی تھیں ان کا ارادہ شادی کی تاریخ لینے کا تھا۔ میں نے کہا پہلے میں آپ کی خیریت معلوم کر آؤں پھر آپ کوئی قدم اٹھائیے گا۔"

معارج اپنی طرف سے بی بی جان کو مطمئن کر رہا تھا یہ نہیں معلوم تھا کہ بے تکی باتیں کرتے ان کے خوابیدہ غضب کو جگانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بی بی جان تو اس کے منہ سے شادی کی تاریخ سن کر پیچ و تاب کھا کر رہ گئیں۔

"صاحبزادے ہم خاندان برادری والے لوگ ہیں کوئی اٹھائی گیرے نہیں ہیں کہ تمہارے کہنے سے بیٹی کا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دے دیں گے کیسے لوگ ہو تم شریفوں کا وطیرہ یہ نہیں ہوتا کہ لڑکا ہی منہ اٹھا کے چلا آئے اور منہ پھاڑ کر اپنی شادی کی بات کرے تاریخ مانگے زندگی گزارنے کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔"

بی بی جان کا خاندانی غصہ کروٹ لے کر چنگھاڑ اٹھا تھا۔ انہوں نے پوری طرح اپنی بھڑاس نکالی۔ اس سے دوسری بار بی بی جان کا شرافت اور خاندان پر حملہ برداشت نہیں ہوا تھا۔ آج تک اس کا پالا مصلحتوں اور نزاکتوں سے نہیں پڑا تھا۔ اسی لیے برداشت جواب دے گئی تھی۔ بی بی جان کی باتیں پتھر بن کر اس پر برسی تھیں فوراً کھڑا ہو کر بلا جھجک بولا۔

"یہ تو آپ کو پہلے ہی انکوائری کرنا چاہیے تھے کہ آپ اپنی بیٹی کا رشتہ خاندانی اور شریف لوگوں میں دے رہی ہیں یا نہیں ابھی بھی دیر نہیں ہوئی۔" بی بی جان پہلے تو اسے سن کر ہکابکا رہ گئیں پھر وہ بھی شدید غصے کے اثر میں آ کر بولیں۔

"ارے میاں جاؤ جاؤ میں تو اس گھڑی کو کوستی ہوں جس گھڑی تم جیسے بے لحاظ' بدتمیز کو بیٹی دینے کی حامی بھری نجانے کیسی تربیت کی گئی ہے تمہاری نہ ادب' نہ لحاظ اور تم کیا کہتے ہو ابھی دیر نہیں ہوئی تو ٹھیک کہتے ہو میری بیٹی کے لیے آج بھی تم سے بہترین رشتے موجود ہیں ایک اشارہ کروں تو لائن لگ جائے۔"

بی بی جان کو اس کے بولنے سے صدمہ سا ہوا تھا اس لیے وہ بھی جوابی کارروائی زور و شور سے کر رہی تھیں۔ وہ اپنی شدید توہین محسوس کرتا ہوا باہر نکل آیا۔ آنچل دونوں کی باتیں دروازے سے کان لگائے سن رہی تھی اسے معارج کے باہر آنے کا احساس ہی نہ ہوا۔ وہ بھی باہر آتے ہوئے آنچل سے بری طرح ٹکرایا کہ سنبھلنا مشکل ہو گیا۔ آنچل نے بمشکل منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی متوقع چیخ روکی۔ وہ اس پر غصے بھری نگاہ پھینک کر چنگاریاں اڑاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ آنچل بھی ہوش میں آتے ہی اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔ اسے معارج سے شدید محبت کا دعویٰ تو نہیں تھا لیکن نسبتی بندھن کے تحت وہ اس کی کشش میں بندھ چکی تھی۔ اس کا دل اس بندھن سے مطمئن تھا۔ اسے نظرانداز کرنا یا بھلانا اس کے لیے آسان نہیں ہوتا۔

بی بی جان نے غصے میں اس کی اچھی بھلی بے عزتی کر دی تھی۔ اسی لیے وہ اندیشوں میں گھر گئی تھی۔ معارج کے نکلتے ہی بی بی جان نے آنچل کے کمرے کا رخ کیا۔

"میری تربیت میں کہاں کمی رہ گئی تھی جو تو آج اس کے ساتھ بے دھڑک چلی آئی۔ اس سے

ثابت ہوتا ہے وہ پہلے بھی تجھ سے ملتا رہا ہے۔" بی بی جان نے اسے طنز و شک کی کاری چوٹ دی تو وہ تڑپ کر سیدھی ہو گئی۔

"نہیں ---- نہیں بی بی جان آپ کی قسم وہ تو ---- وہ تو آج ہی آئے تھے۔ اگر میں نہ آتی تو کالج کی لڑکیاں مجھ پر شک کرتیں اس سے پہلے تو بخدا میں نے انہیں وہاں دیکھا بھی نہیں آپ میرا یقین کریں بی بی جان میں سچ کہہ رہی ہوں۔" وہ گڑگڑا کر رو دی تو بی بی جان تھوڑی نرم پڑ گئیں اور پھر خاموشی سے اس کے کمرے سے نکل گئیں۔

معارج کو اپنی توہین کا بے حد احساس ہو رہا تھا۔ بی بی جان نے اسے کس بری طرح ذلیل کیا تھا اسے رہ رہ کر ان کی باتیں سارے راستے یاد آتی رہی تھیں۔ سلگتا ہوا گھر پہنچا اور پھر کسی سے بات کیے بنا اپنے کمرے میں گھس گیا۔ محب کو اپنے چاچو کے تیور کچھ اچھے نہیں لگ رہے تھے وہ فوراً اس کے پیچھے لپکا۔ محب کے علم میں یہ بات تھی کہ آج معارج آنچل کے کالج جائے گا۔ کسی ایمرجنسی کے خیال سے اس نے محب کو اپنا رازدار بنا لیا تھا۔ اس نے ابھی کپڑے تبدیل بھی نہیں کیے تھے جب محب دستک دے کر اندر بڑھا چلا آیا۔

"چاچو کیا بات ہے کچھ اپ سیٹ لگ رہے ہیں حالانکہ کوچہ جاناں سے ہو کر آئے ہیں۔ دیدار بھی ہوا یا نہیں؟" محب کی دوستانہ شرارت کا فی الحال اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"اچھا مجھ تو یاد ہی نہیں رہا کہ میں اس سے ملنے جانا تھا۔" معارج نے لاپرواہی سے جوتے اتارتے ہوئے زبردست اداکاری کا مظاہرہ کیا۔ محب حیران ہو کر اپنے چاچو کو دیکھنے لگا۔

"چاچو آپ ٹھیک تو ہیں مجھ سے جھوٹ بول رہے ہیں۔"

"وہ کوئی اتنی اہم ہستی نہیں ہے جس کے لیے جھوٹ بولا جائے۔ اس جیسی میری زندگی میں بہت ہیں۔" وہ ترشی سے کہہ کر لباس بدلنے باتھ روم میں گھس گیا اور محب چاچو کے طرز گفتگو پر حیرت زدہ سا ہو کر سوچوں میں غرق ہو گیا۔

"اوہو لگتا ہے ضرور کوئی اہم بات ہوئی ہے ورنہ اس سے پہلے تو وہ اتنے خفا نہیں تھے کہیں آنٹی کے بھائی یا بی بی جان نے تو ان کو کچھ نہیں کہہ دیا۔" معارج لباس بدل کر دوبارہ کمرے میں آیا تو محب بے یقینی سے بولا۔

"چاچو مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ وہاں جائیں اور آنٹی کو دیکھے بنا آ جائیں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے؟ کہیں ان کی بی بی جان تو نہیں آ گئی تھیں لینے آپ کو ریڈ ہینڈڈ تو نہیں پکڑ لیا؟ میں نے تو آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ چاچو کیئر فل رہیے گا وہ اور ٹائپ کی خاتون ہیں مگر آپ۔"

"افوہ محب تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی بات نہیں۔" معارج نے جھنجلا کر اسے ڈپٹا پھر اگلے ہی لمحے اپنے رویئے کی تلافی کرتا ہوا بولا۔

"کم ان اٹھو ذرا چائے پینے باہر چلتے ہیں اور سنو صرف تمہیں آفر کر رہا ہوں ان شیطانوں کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔" معارج نے اپنی گاڑی کی چابی دراز سے نکالتے ہوئے اسے تنبیہہ بھی کی تو وہ بھی بنا چوں چرا اس کے ساتھ ہو لیا۔ بعد میں بھی اس نے چاچو سے اگلوانے کی کوشش کی تھی مگر اتنی دیر میں انہوں نے خود کو پرسکون کر لیا تھا اور اسی لے محب کو بھی آسانی سے ٹال دیا تھا۔

اگلے دن ہی اسے اپنے آفس میں بازل کا فون آیا اس نے ابھی گھر میں کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا تھا بظاہر نارمل اور فریش نظر آنے کی کوشش کرتا رہا مگر اندر ہی اندر ایک خلش سی کسمساتی رہی تھی۔ بازل کے فون پر وہ مزید بے چین ہو گیا۔

"یار تمہیں ضرورت کیا تھی اس طرح وہاں پہنچنے کی۔" بازل فیض کا انداز بھی سخت جھنجلایا ہوا

تھا۔

"میرے دل نے چاہا تھا میں چلا گیا۔" معارج نے اپنی فطری لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔

"تو پھر مانتے رہو اپنے دل کی بات بی بی جان نے انکار کر دیا ہے انہیں تم سے اس قسم کی توقع نہیں تھی۔"

"مثلاً کس قسم کی؟" مارج نے چڑ کر پوچھا۔

"انہوں نے رات ہی اسپیشلی مجھے فون کیا ہے اور تمہاری بدتمیزی کی رپورٹ بھی دی ہے تم خود پر ذرا بھی کنٹرول نہیں رکھ سکے تھے ذرا سی خاموشی اختیار کر لیتے تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا کیونکہ اس رشتے کے سلسلے میں میرا اصرار زیادہ تھا اس لیے انہوں نے انکار کرنے کے لیے بھی مجھے ہی کہا ہے اور مورد الزام بھی مجھے ہی ٹھہرایا ہے کہ میں نے جانتے بوجھتے اپنے دوست کو ان کے گھر کا راستہ دکھایا۔ وہ منگنی کا سارا سامان کسی کے ہاتھ بھیج دیں گی چاہو تو کسی کو بھیج کر منگوا لینا۔ اب اگر خود بھی چلے جاؤ گے تو کیا فرق پڑے گا۔ اب وہ تمہاری آمد کا برا نہیں مانیں گی۔"

بازل نے بھی جی بھر کے اپنی بھڑاس نکالی۔ بی بی جان سے انہیں بھی تو خوب سنائی تھیں وہ جوان تھا جوشیلا تھا مگر بدتمیز ہرگز نہیں تھا' وقتی غصے اور بی بی جان کے رویئے سے تھوڑا سا بیباک ہو گیا تھا لیکن بعد میں اپنے رویئے پر شرمندگی بھی ہوئی تھی۔

"تم سمجھا نہیں سکتے تھے انہیں ایسی کیا قیامت آگئی تھی آج کل یہ سب معیوب نہیں ہے اور پھر وہ جو بس سٹاپ پر کھڑی سینکڑوں لوگوں کی نگاہوں کی زد میں تھی یہ ٹھیک تھا میرے ساتھ چلی گئی تو اتنا ہنگامہ کھڑا کر دیا۔" معارج پھر سے جھنجلا اٹھا۔

"پہلے ہی تمہیں آگاہ کر دیا تھا کہ شادی تک تمہارا وہاں جانے کے چانسز نہیں ہیں۔ بی بی جان روایتی سوچ رکھتی ہیں اور عمل بھی اسی طرح کرتی ہیں۔ میں نے خود نازک کو شادی کے روز ہی دیکھا تھا۔ تم تو میری وجہ سے بہت سے اعتراضات کے بغیر شرفیابی پا چکے تھے مگر پھر خود ہی اپنا مقام کھو دیا۔"

بازل فیض سخت افسوس کے عالم میں تھے لڑکی کی منگنی ٹوٹنے کے بعد کے نقصانات کا بھی اندازہ تھا اور دوست کی محبت کا احساس بھی تھا۔ انہیں معارج کی سچی محبت پر ایک رتی بھی شک نہیں تھا۔

"تمہارے اور میرے کیس میں زمین آسمان جتنا فرق ہے۔ تمہاری نازک بھابی سے ارینج میرج ہوئی تھی۔ اس لیے تم انہیں شادی کے دن دیکھنے تک صبر کر سکتے تھے یہاں دل کی بات ہے میں تو ایک پل صبر نہیں کر سکتا تھا پھر بھی ان کی نام نہاد روایتوں کی خاطر اتنا عرصہ خود پر جبر کیا تھا خود پر جبر کرنے سے حاصل کیا ہوا۔ اچھا تھا اس وقت خود انگیجمنٹ رنگ پہنانے کی شرط رکھتا تو اسی وقت ان کی ذہنیت کا اندازہ ہو جاتا۔" وہ پھر سے غصے میں سلگ اٹھا۔

"بس تمہاری یہی اکڑ تمہارا یہی رویہ تمہیں لے ڈوبا ہے۔ محبت کے حصول کے لیے اپنا آپ مارنا پڑتا ہے مگر تم تو طرم خان بن گئے تھے وہ اگر تمہارے ساتھ چل ہی پڑی تھی تو گھر سے باہر ڈراپ کر دیتے مگر نہ جی بی بی جان کے حضور حاضری لگانی ضروری تھی۔ اب ساری زندگی بھگتنا۔"

"مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے نہ ہی میں کسی سے ڈرتا ہوں۔ انہوں نے رشتہ توڑنا ہے توڑ دیں میں مر انہیں جا رہا ان کی بیٹی کے لیے رکھیں اسے سنبھال کر اپنے پاس۔" معارج نے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

(باقی آئندہ)

☆ ☆ ☆

چاند سے پھول تلک

زمر نعیم اجر

دوسری اور آخری قسط

وہ سب سے کترا کر اپنے کمرے میں جانا چاہتا تھا مگر نوشی نے اسے راستے میں ہی گھیر لیا۔ اس کی بے تابی اس کے لہجے سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔

"آپ کو پتہ ہے چاچو آج آنٹی آنچل کے گھر سے فون آیا تھا انہوں نے منگنی توڑ دی ہے۔"

نوشی کے اداس چہرے پر معارج نے نگاہ ڈالی۔ وہ بھی اس کے دکھ پر دکھی تھی اس کا دل اس کی محبت سے معمور ہو گیا۔ لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے گلے سے اس کے بازو الگ کیے۔

"مجھے معلوم ہے۔"

"کیا۔۔۔؟ آپ کو دکھ نہیں ہوا چاچو۔" انشی بھی قریب آکر حیرت سے پوچھنے لگی۔

"کس بات کا دکھ؟" اس کی اس درجہ لاپرواہی پر نوشی حیرت سے چیخ پڑی۔

"چاچو۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں لگتا ہے

مکمل ناول

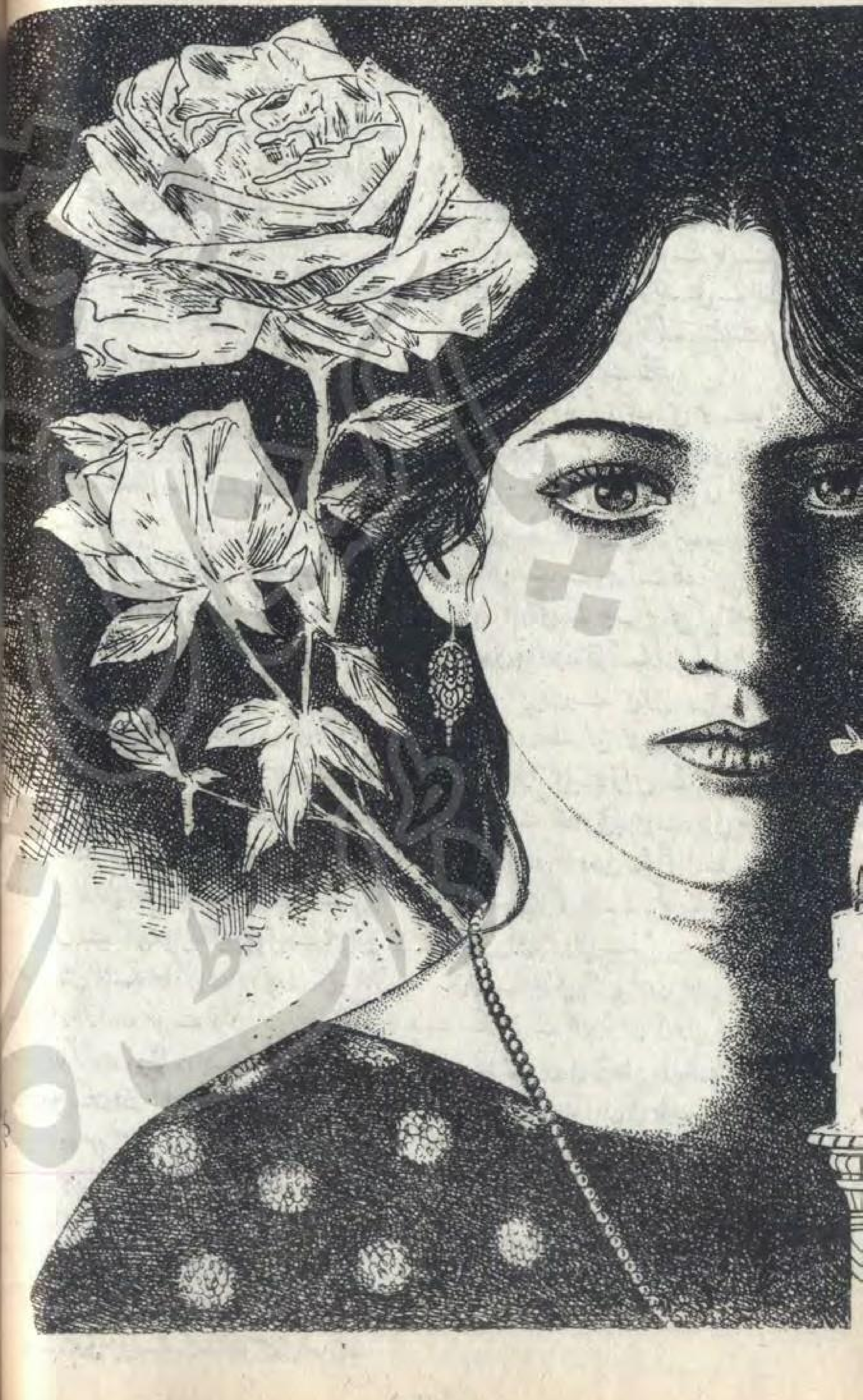

صدمے سے آپ کی فیلنگز فریز ہو گئی ہیں ہم تو بہت فیل کر رہے ہیں پلیز چاچو کچھ کریں نا اتنی پیاری آنٹی ہیں وہ اور آپ کی پسند بھی ہیں ہم تو آپ کی شادی کا پروگرام بنا رہے تھے اور۔"

"تو بتاؤ کس نے روکا ہے۔" معارج نے جس انداز میں کہا اتنی مزید ششدر رہ گئی۔

"لیکن چاچو وہ آنٹی کے گھر سے تو انکار۔"

"اور لڑکیاں ختم ہو گئی ہیں کیا؟ تم دونوں کی اتنی ساری فرینڈز جو ہیں وہ کب کام آئیں گی۔" معارج کے لبوں پر شریر مسکراہٹ بکھر گئی تو وہ منہ پھلا کر دور ہٹ گئی۔

"چاچو ہم آپ سے بالکل بات نہیں کرتے ہمیں کیا معلوم تھا آپ ہماری فرینڈز کی طرف کیوں جاتے ہیں اب ہم نے اپنی کسی فرینڈ کی آپ کو جھلک بھی نہیں دکھائی۔" نوشی زیادہ لاڈلی تھی اسی لیے جھگڑ رہی تھی اور ساتھ رو بھی رہی تھی معارج اس کے آنسو دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔

"سویٹی یہ کیا؟ رئیلی میں تو مذاق کر رہا تھا چلو خاموش ہو جاؤ اور جو چاہے سزا دے لو۔" معارج نے نوشی کو پیار سے تھپتھپایا تو وہ بولی۔

"ہمیں نہیں پتہ ہمیں وہی آنٹی چاہئیں اتنی پیاری کیوٹ سی ہیں آپ انہیں منائیں ورنہ ہم خود چلے جائیں گے۔"

"میں نے تو کچھ نہیں کیا انہوں نے انکار کر دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔" وہ ان کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے کمرے میں آ گیا۔ محب بھی ان کے پیچھے اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

"جب آپ زبردستی انہیں اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے تو اب کچھ کیوں نہیں کر سکتے۔" محب کی خفگی پر معارج ہنس دیا۔

"یار یہ ٹاپ سیکرٹ تمہیں کس نے بتایا؟" اس نے شرارت سے اپنی پیشانی کھجائی۔

"آپ کیا سمجھتے ہیں ے آپ نہیں بتائیں گے تو ہمیں علم ہی نہیں ہو گا۔ چاچو جان یہ باتیں تو ہوا کے دوش پر خوشبو پھیلاتی پہنچ جاتی ہیں۔ نازک آنٹی کا فون مما کے پاس آیا تھا انہوں نے مما سے آپ کی شکایت کی ہے۔ اسی لیے اتنا ہنگامہ ہوا ہے وہ بہت زیادہ ناراض ہیں آپ سے۔" وہ ابھی مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ معارج نے اشارے سے اسے خاموش کروایا۔

"تم سب تو آتے ہی میری کلاس لینے لگے ہو نہ کسی نے چائے پانی کا پوچھا ہے اور نہ ہی کھانے کا۔ چلو جاؤ دونوں جلدی سے میرے لیے چائے بھیجو اور فٹافٹ تیار ہو جاؤ آج آؤٹنگ کے لیے چلتے ہیں اوکے۔" معارج نے لڑکیوں کو ٹالتے ہوئے کہا۔

"چاچو آپ ہمیں ٹال رہے ہیں اور اچھا نہیں کر رہے۔" نوشی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں چندا اس ٹاپک پر راستے میں باتیں کریں گے کوئی حل نکالیں گے اوکے جاؤ جلدی تیار ہونا۔" ان کے کمرے سے نکلتے ہی معارج محب کی طرف لپکا۔

"ان دونوں کے سامنے یہ سب بکواس کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"میں نے تو بکواس کی ہے اور مما کو جو انہیں آپ کا سارا کارنامہ سنایا ہے وہ کیا ہے؟"

محب خفگی سے بولا تو معارج کو اپنا آپ خطرے میں محسوس ہوا۔ اسے اپنے لیے کم از کم ایک حامی کی ضرورت تو تھی ورنہ بھابی جان بھی اس پر گولا باری کر دینے والی تھیں۔

"آج کیا سبھی نے مجھ سے ناراض ہونے کی قسم کھا رکھی ہے؟" محب خاموش رہا۔

"دیکھو کل اچانک ادھر مجھ سے کچھ ایسی باتیں ہو گئیں جس کی وجہ سے یہ ہنگامہ رونما ہوا۔ میں نے دانستہ یہ سب نہیں کیا اب تم خود سوچو اس میں میرا قصور کتنا ہے۔ وہ بس کے انتظار میں کھڑی رہتی یہ ٹھیک تھا میں چھوڑنے چلا گیا تو ان کی آن کا مسئلہ بن گیا۔ وہ بی بی جان اس قدر دقیانوسی ہیں، مائی گاڈ۔" اسے کل کی باتوں کا تصور ہی پھر سے ہلا گیا۔

"آپ صرف چھوڑ کر آ جاتے تو بات اتنی نہ بڑھتی آپ تو گھر کے اندر پہنچ گئے اور خود ہی شادی کی ڈیٹ بھی فکس کرنے کی بات کی۔ ہنگامہ تو ہونا ہی تھا۔"

"کہہ تو رہا ہوں غلطی سے بلکہ بدحواسی میں کچھ غلط سلط بول گیا تھا۔ اب بھگت بھی تو رہا ہوں۔" اس نے جھنجلا کر شرٹ کا گولہ بنا کر بیڈ پر پٹخا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تو آپ کچھ اور ہی کہہ رہے تھے کہ آپ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے۔"

"یار اپنا بھرم بھی تو رکھنا ہے۔" وہ مایوس ہو کر بیڈ پر ٹک گیا۔

"آپ ادھر بھرم رکھئے ادھر چاہے بی بی جان آنٹی کا بھرتہ بنا رہی ہوں۔ میں تصور کر سکتا ہوں ان کا بہت برا حال ہوا ہو گا۔"

"وہ تو میرے سامنے بن گیا تھا۔" محب کی ہمدردی پر وہ پہلے ہنسا اور پھر ہنستے ہنستے بتایا۔

"رئیلی ---- اور آپ چاچو آپ خاموشی سے دیکھتے رہے۔" محب نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔

"خاموش رہنے پر اتنا ہنگامہ ہو رہا ہے اگر کچھ کہہ دیتا تو کیا ہوتا۔" اسی وقت ملازم لڑکا چائے لے آیا اور ساتھ میں بھابی جان کا پیغام بھی پہنچایا انہوں نے فوراً طلبی کی تھی۔

چائے پی کر وہ بھابی جان کی عدالت میں حاضر ہوا۔ عینی بھابی بھی معارج کو ہی موردِ الزام ٹھہرا رہی تھیں اور اب ان کا بھی آخری فیصلہ تھا کہ اگر معارج کی شادی کسی لڑکی سے ہو گی تو آنچل سے ہو گی ورنہ کسی سے بھی نہیں ہو گی۔ وہ بھی تو یہی چاہتا تھا مگر اب کیا کر سکتا تھا ادھر سے انکار ہو چکا تھا اور اسے اپنی انا عزیز تھی فی الحال بھابی کے سامنے چوں چرا کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ البتہ انہیں کوشش کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔

پھر بھابی جان نے اپنی سی کوشش کی تھی تین بار بی بی جان کے پاس گئیں۔ منت سماجت کی معارج کی جگہ پر خود معافی مانگی۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئیں۔ بھابی نے زمانے کا خوف دلایا، منگنی ٹوٹنے کے بعد کے نقصانات بتائے۔ مگر انہیں کوئی بھی پرواہ نہ تھی وہ اپنے فیصلے پر قائم تھیں۔ انہیں معارج کی اپنے ساتھ بدتمیزی کا قلق تھا۔ انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ جس لڑکے کی نظر میں میری وقعت شادی سے پہلے نہیں تھی وہ بعد میں کیا ادب و احترام کرے گا۔ بی بی جان کو نہ ماننا تھا نہ مانیں۔

آنچل بظاہر خاموش تھی مگر اندرونی طور پر روز روز کی چخ چخ سے تنگ آ گئی تھی۔ ہر بار اسے نئے سرے سے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ بی بی جان بیٹا سرمد اور بہو سمجھا سمجھا کر تھک گئے تھے مگر وہ کسی کی نہ سننے کا مصمم ارادہ کر چکی تھیں

عینی بھابی آخری کوشش کے طور پر نازک کو

مشہور مزاح نگار ابنِ انشاء
کی تازہ ترین کتاب
نگری نگری پھرا مسافر
شائع ہو گئی ہے۔
قریبی بک سٹال سے خریدیں
یا ہم سے طلب فرمائیں
لاہور اکیڈمی ۲۰۵ سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

ساتھ لے آئی۔ لاڈلے دیور کی حالت زار ان سے بھی نہیں دیکھی جا رہی تھی۔ نازک کو ان کے ساتھ دیکھ کر بی بی جان مزید چڑ گئیں۔ ان کا پارہ آسمان پر چڑھ گیا۔ انہوں نے سختی و قطعیت سے بیٹی کو بھی آئندہ تعلقات کے لیے محدود کر دیا۔

"اگر تم ان کی سفارشی بن کر آئی ہو تو آئندہ مجھ سے تعلق رکھنے کی ضرورت نہیں۔" ان کا یہی رویہ یہی بات قراۃ العین بھابی کو آبدیدہ کرنے کے ساتھ دل برداشتہ بھی کر گئی۔ ان کے دیور نے ایسی بڑی غلطی نہیں کی تھی جس پر بی بی جان اتنا شدید رد عمل دکھا رہی تھیں۔ وہ بہت مایوس ہو کر لوٹی تھیں۔

اس کے باوجود بھی نے آنچل کو چوری چوری فون کیے تھے سب سے زیادہ غمگین محب تھا کیونکہ اپنے چاچو کا وہ رازدار بھی تھا۔ اس نے دو تین بار فون کر کے اپنے چاچو کی حالت زار کا احوال بھی آنچل کو سنایا تھا۔ آنچل کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس طرح ان سے بات کرے کیا جواب دے۔ بی بی جان کے چٹانوں جیسے اصولوں میں دراڑیں ڈالنے کا حوصلہ اس میں نہیں تھا وہ تو ان میں سے کسی کا فون سنتے ہوئے بھی بی بی جان کے خوف سے دہلتی رہتی تھی۔ نازک البتہ اسے ہمت کرنے پر اکساتی رہتی تھی۔ اب بھی وہ اسے اس کے کمرے سے اٹھا کر بہانے سے لے گئی تھی کہ اس کی کسی سہیلی کا فون ہے۔ مگر ریسیور اٹھانے کے بعد اسے پتہ چلا کہ دوسری طرف لائن پر محب تھا۔ رسمی گفتگو کے بعد وہ پھر اصل موضوع پر آ گیا۔

"آنٹی جی آپ نے کچھ نہ کیا تو چاچو کچھ نہ کچھ ضرور کر لیں گے۔"

"میں---- میں کیا کر سکتی ہوں جو کرنا ہے بی بی جان کو کرنا ہے۔"

"تو آپ کی بی بی جان بھی تو درست نہیں کر رہیں ان کے فیصلے سے کسی کی جان کو خطرہ ہے وہ کچھ بھی کر لیں گے میں آپ کو بتا رہا ہوں۔" محب کے غمزدہ لہجے میں کچھ ایسا ضرور تھا جس نے آنچل کو لرزہ دیا تھا وہ فوراً بولی۔

"آپ سمجھائیں ناں ایسا کرنا عقلمندی تو نہیں ہے ضروری تو نہیں کہ ہر بندھن ملنے کے لیے بندھتے ہوں کچھ رشتے کچھ لوگ اور چیزیں وقتی طور پر مل جانے کے بعد کھو جانے کے لیے بھی ہوتے ہیں۔" آنچل نے ٹھہرے ٹھہرے انداز میں کہا۔

"تو آنٹی آپ ہی انہیں سمجھا دیں وہ یہیں ہیں۔" محب نے جواباً کہا تو اس کا سارا حوصلہ اور ہمت جواب دے گئے۔

"اف کس طرح بات کروں گی۔" وہ خود سے مخاطب تھی کچھ لمحوں کے توقف کے بعد وہ طلسمی آواز ایئر پیس میں ابھری۔ جس نے سارے حواس چھین لیے۔ وہ شاید ایکسٹینشن سے پہلے ہی اس کی باتیں سن چکا تھا۔

"تم مجھے کچھ سمجھانا چاہتی ہو شاید۔" معارج کی آواز خاصی بھاری ہو رہی تھی۔

"نہیں---- نہیں تو۔"

"اس کا مطلب ہے میں جو کرنے جا رہا ہوں درست ہے نا۔" آنچل جو محب سے پُراعتماد گفتگو کر رہی تھی اس کی آواز سنتے ہی پزل ہو گئی۔

"شاید۔"

"تو تم چاہتی ہو کہ میں بھی ناکام عاشقوں کی طرح ڈھیروں سلیپنگ پلز کھا کر سو جاؤں تمہارے نام کے ساتھ اپنے نام کی ایک نئی داستان چھوڑ جاؤں میں ایسا کر بھی جاؤں تو یاد رکھو سکون تمہیں بھی نہیں ملے گا۔ میرے دکھ میرے کرب آئندہ تمہیں محسوس ہوں گے۔ میں محبت کے معاملے میں بہت پوزیٹو ہوں اگر اس دنیا میں میری حیات باقی لکھی ہے تو تمہارے نام کے ساتھ اپنے نام کے مٹنے کے بعد کسی اور کا نام لکھنے سے پہلے کھرچ ڈالوں گا تم بتا دینا اپنی بی بی جان کو مجھے ٹھکرا کر کسی اور کو تمہارا ہاتھ پکڑانا انہیں بہت مہنگا پڑے گا۔"

اس وقت وہ جذبات کی رو میں بہہ کر جنونی ہو رہا تھا۔ آنچل کو اس کے لفظوں نے کسی انہونی کا احساس دیا تھا پھر بھی وہ خود کو سنبھال کر بولی۔

"آپ خود سوچیں میں بی بی جان سے یہ سب کہنے کی جرات کیسے کر سکتی ہوں وہ میری ماں ہیں میری بزرگ ہیں میرے اچھے برے کو مجھ سے زیادہ بہتر سمجھتی ہیں۔ میں اتنے بزرگوں پر کوئی الزام رکھ کر ان کی توہین نہیں کر سکتی۔ آپ مجھ سے ایسی توقع مت رکھیں۔ اے۔ایس۔پی معارج اسامہ۔" آنچل نے نجانے کس طرح اتنی جرات کر لی تھی حالانکہ دل تو چیخ چیخ کر اس کے جنون جذبات پر تڑپ رہا تھا لیکن اس نے خود کو جھٹلا کر اپنی ہی تردید کر دی تھی۔

اسی لمحے بی بی جان اس کے سر پر آ کھڑی ہوئی تھیں۔ معارج کا نام سنتے ہی اس کے ہاتھ سے ریسیور جھپٹ کر کریڈل پر پٹخ دیا۔ آنچل بھونچکا سی ماں کو دیکھتی رہ گئی۔

"تو یہ تھی تمہاری دوست۔" بی بی جان دھاڑیں۔

"وہ مجھے کیا خبر تھی کہ۔" سچ بولنے سے پہلے ہی گولا سا حلق میں اٹک گیا آنکھوں میں نمی تیر گئی۔

"بس خاموش خبردار جو ایک لفظ بھی منہ سے نکالا۔" بی بی جان پھر سے شدید غصے کی لپیٹ میں تھیں۔

"بی بی جان یہ سچ نہیں۔" وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتی تھی مگر انہوں نے اسے بولنے ہی نہیں دیا۔

آنچل کو بے بنیاد الزام... کر غصہ بھی آ رہا تھا اور کوفت بھی ہو رہی تھی۔ اس کے بعد بھی بی بی جان نے سارا دن وقفے وقفے سے اس کی جان کھائی رکھی۔ انہیں چپ کرانے کی بہو اور نازک نے بہت کوشش کی مگر وہ کسی طرح آنچل کو اس جرم سے بری کرنے کو تیار نہ تھیں۔

آنچل کا کمرے سے نکلنا ہی محال ہو گیا تھا۔ رات تک وہ بھوکی پیاسی اپنے کمرے میں بند رہی۔ رات کے کھانے پر نازک اور بھابی اسے بلانے آئیں تو اس نے سختی سے انکار کر دیا۔

"نہیں بجیا میں نہیں جاؤں گی صبح سے بی بی جان اتنا کچھ کہہ چکی ہیں کہ اب مجھے اپنی ذات ہی مجرم لگنے لگی ہے۔ میں ان کا سامنا نہیں کر سکتی۔"

"گڑیا تم کیوں خود کو مجرم سمجھ رہی ہو اس طرح چھپ کر بیٹھنے سے تو ان کی غلط فہمی مزید بڑھے گی تم موقع دیکھ کر اپنی صفائی پیش کرو۔ آخر انہیں یقین آ ہی جائے گا۔" نازک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کیسی صفائی اور یقین بی بی جان میری ہر بات جھوٹ ہی سمجھیں گی وہ سمجھتی ہیں میں نے انہیں فون کیا تھا حالانکہ مجھ تو علم بھی نہیں تھا کہ کس کا فون ہے آپ ہی نے مجھ سے جھوٹ بولا اور مجھے نئی مصیبت میں پھنسوا دیا۔" آنچل صبح سے بھری بیٹھی تھی اپنی بھڑاس روتے ہوئے نکال رہی تھی۔

"آپ بتائیں بجیا بی بی جان ایسا کیوں کر رہی ہیں۔ جب انہوں نے انکار کر دیا ہے تو پھر کس بات کی فکر ہے وہ زبردستی تو کرنے سے رہے گھر بیٹھے منہ میں تو نہیں ڈال رہے میں کوئی حور پری تو نہیں ہوں کہ میرے لیے دنیا ہی تیاگ دی جائے گی آخر ان میں برائی کیا تھی۔ صرف چھوٹی سی غلطی ہی تھی نا کہ وہ مجھے کالج سے لے آئے۔ اس غلطی کو معاف بھی تو کیا جا سکتا تھا۔"

اولاد کتنی بھی فرمانبردار ہو ایک حد کے بعد اس کی فرمانبرداری بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے محبت و اعتماد کا بار بار اظہار ہی فرمانبرادری پر مجبور کرتا ہے ورنہ دوسری صورت میں اس کی سوچیں

عمل حتیٰ کہ زبان بھی نافرمانی کی طرف بڑھنے لگتی ہیں۔ آنچل کا حوصلہ تھا وہ کتنے عرصے سے بی بی جان کی ناجائزہ باتیں برداشت کرتی آرہی تھی۔ آج فون والے واقعے کے بعد بی بی جان کے ردعمل نے اس کی برداشت کو بھی آزما لیا تھا۔ اس کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا تھا اور وہ دل میں دبی باتیں آخر نکال ہی بیٹھی تھی۔

بی بی جان اس کے بھوکے رہنے پر تھوڑا سا نرم پڑ گئی تھیں اپنے غصے کی شدت کا انہیں احساس ہو گیا تھا۔ بحیثیت ماں وہ اسے بھوکا نہیں دیکھ سکی تھیں۔ وہ اسے بلانے خود اس کے کمرے میں آ رہی تھیں مگر اندر سے آنچل کی باتوں کے ساتھ رونے اور شور مچانے پر وہ دروازے سے باہر ہی ٹھٹک کر رک گئیں اور پھر اس سے مزید بدگمان ہو کر غصے سے واپس اپنے کمرے میں لوٹ آئیں۔ پھر انہوں نے بہت جلدی میں ایک فیصلہ کیا۔

رات کے بارہ بجے تھے وہ ابھی چند لمحے پہلے اپنی ڈیوٹی بھگتا کر لوٹا تھا کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ گرنے کے سے انداز میں اپنے بستر پر لیٹ گیا تھا نہ لباس بدلا تھا نہ کھانا کھایا تھا۔ آنچل سے صبح گفتگو کرنے کے بعد وہ مایوسی کا شکار ہو گیا تھا۔ آنچل کے بنا جینے کا تصور ہی اس کے لیے اذیت ناک تھا وہ اس سے پہلے کئی لڑکیوں سے مل چکا تھا ہر کوئی اسے اپنی راہ میں پلکیں بچھانے ملی تھی لیکن دل صرف آنچل کی طرف ہی مائل ہوا تھا۔ دل و نگاہ میں صرف اس کی صورت سمائی تھی اور اب اسی نے عجیب سے انداز میں بات کر کے اسے اپنی ہی نظروں میں ذلیل کر دیا تھا۔

اس کے رویئے سے اسے بہت شاک لگا تھا۔ وہ تو آنچل کو ایک بے ضرر سی لڑکی سمجھتا تھا جسے گم صم رہنے کی عادت تھی اور گویا اسی عادت نے اس کی شخصیت کو مسحور بنا رکھا تھا۔ اسے کئی بار گمان ہوا تھا کہ آنچل ہنر گویائی سے محروم ہے مگر آج اس کے گمان اس کے بھرم ٹوٹ گئے تھے۔ وہ آج ایسا بولی تھی کہ لفظوں کا کھلاڑی خود ہی شرمندہ ہو گیا تھا اور مسلسل اس کی بے مروتی پر کڑھ رہا تھا۔

"کیا تھا جو تم آج بھی کچھ نہ کہتیں بولی تھیں تو میرا ساتھ دیتیں میرا دل رکھنے کے لیے دو حرف تسلی کے ہی بول دیتیں کم از کم مجھے دل بہلانے اور سکون سے جینے کا آسرا تو مل جاتا۔ مگر شاید تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے کیا تم میرے بنا آسانی سے جی لو گی۔ میں تمہارے بنا مر تو نہیں جاؤں گا مگر جینے میں مشکل ضرور ہو گی۔ کوئی کمی سی رہ جائے گی۔ اس سودائی دل میں ایک کرب مسلسل ایک کسک عمر بھر کسمساتی رہے گی۔ برا ہو اس دل کا جس نے تم جیسی مغرور حسینہ کو پسند کیا دل میں بسایا اور اپنا سب کچھ سمجھ لیا۔ تمہارا کیا گیا؟ تباہ تو میں ہو رہا ہوں مگر یاد رکھو۔"

معارج خود سے باتیں کرتے کرتے سائیڈ ٹیبل سے آنچل کی مسکراتی ہوئی تصویر اٹھا کر اسے مخاطب کر رہا تھا۔ دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔ دل کی مچلتی حسرتوں سے تنگ آ کر اس نے طیش میں اس کی تصویر اٹھا کر سامنے دیوار پر پھینکنا چاہا اسی لمحے فون کی گھنٹی چیخ اٹھی۔ معارج نے تصویر تکئے پر پٹخ کر چیختی بیل سے جھنجلا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ---- اے۔ایس۔پی معارج اسامہ اسپیکنگ۔" معارج نے ریسیور اٹھاتے ہی اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کروایا۔

"مجھ پر اپنے عہدے کا رعب جمانے کی ضرورت نہیں اپنی بھابی کو بلاؤ۔" دوسری طرف لائن پر بی بی جان تھیں وہ آخری فیصلے پر پہنچ کر اس وقت فون کر رہی تھیں۔

"جی ---- آپ کون بول رہی ہیں؟" معارج انجان تھا۔

"میں نے کہا نا بس اپنی بھابی کو بلوا دو میں اب تم کو تو بتانے سے رہی۔" بی بی کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا اور معارج کو اس بات پر حیرت کہ یہ کون ہیں جو اسے جانتی ضرور ہیں مگر بے مروتی برت رہی ہیں۔

"خاتون اس وقت میں انہیں کیسے جگاؤں ان کا کمرہ نیچے والے پورشن میں ہے کوئی پیغام ہے تو مجھ دے دیں میں صبح انہیں دے دوں گا۔" معارج احترام سے مخاطب ہوا۔

بی بی جان کی طرف تو اس کا وہم و گمان بھی نہیں جا سکا تھا۔

"جو کچھ بھی ہے تم بس جلدی سے قرۃ العین کو بلوا دو۔" معارج کو اپنی سماعت پر دھوکا ہوا۔ اب بھابی کا نام لینے کے انداز پر وہ انہیں پہچان سکا تھا۔ بی بی جان کا اس وقت فون کرنا اسے اچنبھے میں ڈال گیا تھا۔ وہ انہیں انتظار کرنے کا کہہ کر عینی بھابی کے پاس آ گیا۔ اوپر آنے سے پہلے انہوں نے اسے کھانے کا پوچھا تھا اسی لیے اب بے دھڑک ان کے دروازے پر دستک دے دی تھی۔ اگلے ہی لمحے عینی بھابی قدرے حیران پریشان دوپٹہ درست کرتیں دروازے سے نمودار ہوئیں اور معارج کو دروازے سے باہر کھڑا دیکھ کر تشویش سے بولیں۔

"خیریت راجو کیا بات ہے؟" وہ جب بہت لاڈ میں ہوتی تھیں تو اسے راجو ہی کہتی تھیں۔

"پنڈی سے فون ہے سن لیں۔"

"کس کا فون ہے اس وقت؟" انہیں اپنی سماعت پر اعتبار نہیں آیا تھا اسی لیے حیرانی سے پوچھ رہی تھی اور ساتھ بھی چل رہی تھیں۔

"کس کا ہو سکتا پنڈی میں کون رہتا ہے۔" وہ مڑ کر پوچھنے لگا۔

"آنچل کا۔"

"نہیں ان کی بی بی جان کا ہے آپ ہی سے کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔"

"خدا خیر کرے اس وقت کیا اہم معاملہ طے کرنا پڑ گیا انہیں دن بھی تو نکلنا تھا۔" بھابی جان کی حیرانگی ہنوز قائم تھی کوریڈور میں آ کر انہوں نے ریسیور اٹھا لیا۔

"میں جاؤں بھابی جان۔" معارج نے اوپر جانے کے لیے قدم بڑھائے۔

"ارے نہیں ٹھہرو نجانے کیا بات ہے۔" انہوں نے پہلے اسے روکا اور پھر ریسیو کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے بی بی جان کی سپاٹ آواز ٹکرائی۔ رسمی علیک سلیک کے بعد بی بی جان نے گویا دھماکہ کر دیا۔

"تمہیں اپنے دیور کا گھر بسانے کا شوق ہے تو آ کر آنچل کو لے جاؤ اب وہ تمہاری امانت ہے اور غور سے سن لو اپنی امانت کو کل تک لے جاؤ ورنہ اس کے بعد کبھی نہیں۔" بی بی جان کی آواز بے تاثر تھی۔ بھابی جان کو تجدید تعلق پر جتنی خوشی ہو رہی تھی ان کے اس الٹی میٹم پر اتنی ہی حیرانگی کہاں تو شادی نہیں کر رہی تھیں منگنی توڑ ڈالی تھی اور کہاں کل تک رخصتی کے آرڈر دے دیئے تھے۔ وہ حیرانگی سے استفسار کرنے لگیں۔

"لیکن بی بی جان آپ تو ---- یہ فیصلہ۔"

"ایسی نافرمان اولاد کے لیے میرے گھر میں جگہ نہیں وہ تمہارے دیور کے ساتھ ہی اچھی لگے گی۔" بی بی جان کا لہجہ شاکی تھا انہوں نے پھر یاد دہانی کروائی۔

"بس تمہارے پاس کل کا ہی دن ہے اس کے بعد میرے فیصلے میں کوئی ترمیم نہیں ہو گی۔ چاہے وہ ساری عمر کنواری بیٹھی رہے۔" انہوں نے اٹل انداز میں کہہ کر فون بند کر دیا۔ بھابی جان سراسیمہ سی کھڑی رہ گئیں۔ معارج کے متوجہ کرنے پر انہوں نے ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔

"وہاٹ ---- رئیلی ---- اونو۔" اس کی حیرت خوشی میں ڈوبی چیخ نے جیسے در و دیوار کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔

"مائی گاڈ وہ مانی کیسے اب کیا کرنا ہے بھابی جان۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟"
"جو آپ کی خوشی ہو مگر۔" وہ کسی سوچ میں تھا۔
"میری نہیں اپنی خوشی کی بات کرو کل چلنا ہے یا آنچل کو ہمیشہ کے لیے کھونے کا حوصلہ رکھتے ہو۔" عینی بھابی نے اسے آزمایا۔
"میری خوشی کا آپ کو پتہ ہے مگر بھابی بی بی جان کا اس طرح اچانک فیصلہ بدلنا مجھے حیرت زدہ کر رہا ہے۔ ابھی صبح ہی تو۔" بھابی نے اسے بات پوری نہ کرنے دی۔
"راجو تمہاری خوشی مجھے عزیز ہے اور آنچل کو اس گھر میں لانے کا خواب تم نے ہی ہمیں دکھایا تھا۔ اب اس خواب کی تعبیر کا وقت آگیا ہے تو ساری باتیں بھلا کر آگے بڑھنا ہے نجانے انہوں نے یہ فیصلہ کیسے کیا ہے کیا خبر آنچل ہی نے انہیں مجبور۔" وہ کہتی کہتی رک گئیں اور معارج یہ بات سوچ کر ہی مسرور ہو اٹھا کہ ہو سکتا ہے یہ ٹکر آنچل نے ہی لی ہو۔ اس کی دھمکیوں نے اسے بی بی جان کے سامنے بولنے پر اکسایا ہو وہ شاداں فرحاں ہو رہا تھا۔
"بھابی ماں اتنے کم وقت میں کیسے انوائیٹ کریں گے اور شادی کے انتظامات کیسے ہوں گے میں نے ایسی ایمرجنسی کی شادی کے بارے میں تو کبھی نہیں سوچا تھا۔"
"بھئی اب سوچ لو نا ہر کام میں تو افراتفری مچاتے ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے شادی بھی جلدی میں ہونا قرار دی ہے تم سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو جا کر بچیوں اور محب کو جگاؤ میں تہنیت کو (دیورانی) جگاتی ہوں شکر ہے رات وہاج تہنیت اور بچے ادھر ہی رک گئے ورنہ آدھی رات کو انہیں بھی یہاں آنے کے لیے سارا قصہ سنانا پڑتا۔" وہ کہتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ کر تہنیت کو جگانے چلی گئیں۔
کچھ دیر بعد ہی سارا گھر جاگ گیا تھا۔ ایک افراتفری مچی تھی سارا گھر خوشی بھرے قہقہوں سے گونج اٹھا تھا۔ دونوں بھائی بھی چھوٹے بھائی کی خوشی میں دوستوں کی طرح شریک ہو گئے۔
شکر تھا عینی بھابی نے لڑکیوں کی ضد پر پچھلے دنوں آنچل کے لیے کچھ کپڑے خریدے تھے جو اب کام آنے تھے۔ دو چار بھاری سوٹ ریڈی میڈ لینے کا فیصلہ ہوا تھا۔ زیورات بھی فی الحال بنے بنائے صبح ہی لینے تھے محب انشی، نوشی تینوں نے فل والیوم میں سی ڈی پلیئر پر ڈھونڈ ڈھانڈ کر شادی بیاہ کے گیت لگائے تھے۔ محب فریج سے مٹھائی لا کر سب کا منہ میٹھا کرانے کے ساتھ چاچو کو چھیڑ بھی رہا تھا۔ انشی نوشی اپنی ابٹن کریم لے کر معارج کے پیچھے پیچھے تھیں اور وہ کبھی عینی بھابی اور کبھی ہنی بھابی کی بیک میں پناہ لیتا ان سے بچتا چھپتا پھر رہا تھا۔ بھابی سے ان کی شکایت کر رہا تھا۔
"بہت شوق تھا ناں شادی کا اب بھگتو بچو۔"
ہنی بھابی نے بھی اسے چھیڑا۔ نوشی نے موقع غنیمت جانا کر اس کے منہ پر اپنی ابٹن کریم تھوپی انشی نے اس کے سر پر تیل کی شیشی الٹ دی۔
ان کے پاس بطور رسم یہی کچھ تھا اور وہ چیخ رہا تھا۔
"یار یہ سب کچھ لڑکیوں کے لیے ضروری ہوتا ہے مجھے تو بخش دو۔"
"آنٹی کا حصہ بھی آپ کو ہی ملے گا کیونکہ ہم ان تک تو جا نہیں سکتے ویسے چاچو آپ بہت لکی ہیں۔" نوشی قریب آکر بیٹھ گئی۔ تو اس نے بھرپور مسکراہٹ اور تفاخر سے سب کی طرف دیکھا۔ اسکے لیے واقعی یہ بڑی خوش قسمتی تھی کہ آنچل کو کھو جانے کے اذیت ناک کرب و عذاب کے بعد پھر سے اس کی زندگی میں بہار بن کر آ رہی تھی۔

بی بی جان نے آدھی رات کو زبردست دھماکہ کیا تھا۔ جس کے شور سے لمحہ بھر کو تو سبھی ساکت رہ گئے۔ پھر سنبھلے تو حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ ہو گئے۔ مغرب تک تو بی بی جان معارج کا نام سننے کی روادار نہیں تھیں اور اب کل آنچل

کو اس کے نکاح میں دینے کا مصمم ارادہ کر چکی تھیں۔ نازک نے بہت ہمت کر کے ان سے وجہ دریافت کی تھی دل ہی دل میں خدشہ تھا کہ بی بی جان کا غصہ اس پر نہ ابل پڑے کیوں معارج سے راہ رسم اسی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ لیکن بی بی جان نے سرد لہجے میں صرف اتنا کہا۔
"جس اولاد کو ماں کے فیصلے پر بھروسہ نہ رہے اسے اس کے زعم پر چھوڑ دینا بہتر ہے۔ پھر وہ جانے اور اس کا نصیب۔"
ان کے انداز سے سمجھ لینا ہی کافی تھا کہ بی بی جان آنچل اور اس کی گفتگو سن چکی ہیں۔ بی بی جان کے تاثرات سرد تھے۔ اس کے باوجود نازک خوش تھی۔ کہ بی بی جان نے خواہ ناراضگی میں ہی سہی اپنے غلط فیصلے کو صحیح کر دیا تھا۔ غصے اور جذبات میں وہ منگنی توڑنے کے بعد نہ صرف اپنے لیے بلکہ آنچل کے لیے بھی مشکلات پیدا کر رہی تھیں۔ یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کیا تھا مگر سب کے نزدیک یہی بہتر فیصلہ تھا۔ آنچل کی منگنی کے ختم ہونے کا ابھی کسی کو علم نہیں تھا اس پر ایمرجنسی کی شادی کے تو کئی جواز گھڑے جا سکتے تھے۔ سو نازک مطمئن ہو کر اپنی بہنوں کو اطلاع دینے کے ساتھ جلد آنے کی وارننگ بھی دے رہی تھی۔
بازل کو بھی صبح تک پہنچ جانے کا آرڈر دیا گیا۔ بہنوں کے آتے ہی اس نے بی بی جان سے پوچھ کر انتظامات شروع کر دیئے۔ بی بی جان کا جمع کیا ہوا زیور کپڑا سبھی راتوں رات صندوقوں، الماریوں سے برآمد کیا گیا۔ جہیز کے نام پر البتہ انہوں نے آنچل کے لیے سامان وغیرہ اکٹھا نہیں کیا تھا۔ مگر اب اس اچانک غیر متوقع صورت حال پر سب کی متفقہ رائے تھی کہ آنچل کو جہیز کی صورت میں رقم بطور چیک دے دی جائے بعد میں اپنی پسند سے خریدتی رہے گی۔ سبھی گھن چکر بنے ہوئے تھے۔
آنچل آدھی رات کو سب کی آمد اور ہنگامہ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ ابھی اسے کسی نے بی بی جان کے فیصلے کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ وقت ہی اتنا کم تھا کہ سبھی اسی پریشانی میں تھے کہ کل دوپہر تک کسی طرح انتظام ہو پائے گا۔ سب کا خیال تھا کہ کم از کم ایک ہفتے کا وقت تو بی بی جان رکھتیں مگر نہ انہوں نے کسی کی سنی تھی اور نہ بولنے کی گنجائش چھوڑی تھی نازک کو ہی بڑی دیر بعد خیال آیا کہ آنچل کو تو کسی نے کچھ بتایا نہیں وہ تو ویسے بھی صبح سے کمرے میں بند تھی۔
"مبارک ہو گڑیا بی بی جان نے کل تمہاری رخصتی طے کر دی ہے۔" نازک نے بہت خوشی سے اطلاع دی مگر آنچل کو تو جیسے کسی برقی رو نے چھو دیا ہو۔ وہ حیرت سے چیخی۔
"کیا کہہ رہی ہیں بجیا آپ کس کے ساتھ۔"
"کس کے ساتھ؟ ارے اپنے اس ہیرو کے ساتھ شکر ہے بی بی جان نے خود ہی فیصلہ بدل لیا ورنہ وہ تو نجانے کیا کر بیٹھتا۔"
"میں ---- میں یہ شادی نہیں کروں گی بجیا۔" آنچل کی آواز بھرا گئی۔ آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ بی بی جان کی ناراضگی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔
"گڑیا پاگل تو نہیں ہو گئی ہو تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ۔"
"نہیں بجیا مجھے ایسی خوشی نہیں چاہیے جو بی بی جان کو مجھ سے ناراض کر دے ---- نہیں بجیا میں یہ شادی ہرگز نہیں کروں گی پلیز آپ مجھے بی بی جان کے پاس لے چلیں میں ان سے معافی مانگ لوں گی وہ اس طرح مجھے خود سے جدا نہ کریں۔"
نازک سے لپٹ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔
"ارے گڑیا یہ تو پاگل پن ہے۔ بی بی جان بنا سوچے سمجھے غصے میں ایک غلط فیصلہ کر رہی تھیں انہیں ابھی تو نتائج کی پرواہ نہیں تھی لیکن بعد میں پچھتاوا ہوتا۔ ہم تو شکر کر رہے ہیں۔ غصے میں ہی سہی ان سے درست فیصلہ ہو گیا ہے اور وہ بعد کی

پریشانیوں سے بچ گی ہیں ورنہ منگنی ٹوٹنے کے اسباب پر یقین ہی کون کرتا سبھی تمہیں کوئی نہ کوئی الزام دیتے۔" نازک نے محبت سے اسے تھپکا۔ پھر سمجھاتے ہوئے بولی۔

"جو ہو رہا ہے ناں ہونے دو ذرا سوچو مائیں کب اپنی اولاد سے ناراض رہ سکتی ہیں۔ سب وقتی ابال ہے جو تمہاری شادی ہوتے ہی اتر جائے گا۔ معارج یقیناً ان کا دل جیت لے گا وہ اچھا انسان ہے تھوڑا سا لاپرواہ اور ضدی ہے اور وہ بھی صرف تمہارے معاملے میں ورنہ وہ بہترین انسان ہے بی بی جان نے نجانے کیوں اس سے اتنی بدظن ہیں خیر تم فکر نہ کرو وہ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔ بس چپ کر جاؤ روؤ نہیں۔" نازک نے ہلکا سا ڈانٹا۔

"بی بی جان مجھ سے بات بھی نہیں کر رہیں۔"

"کر لیں گی ان کا غصہ تو اب تھوڑے وقت سے ہی اترے گا بس تم نے اب نہیں رونا۔"

"آنچل یہ کیا بھئی تم تو رو رہی ہو۔" بھابی فون سیٹ اس کے کمرے میں لیے چلی آ رہی تھیں اسے روتے دیکھ کر ٹھٹک کر کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے دل میں شکر کیا ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تمہارے دولہا صاحب کا فون ہے اس سے تو چند گھنٹے انتظار نہیں ہو رہا۔" انہوں نے چھیڑتے ہوئے آہستہ سے اطلاع دی۔ مگر وہ روتے روتے چیخ اٹھی۔

"مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔"

"اب تو ساری عمر انہی سے بات کرنی ہے گڑیا۔" انہوں نے شرارت سے کہتے ہوئے نازک سے اشارتاً پوچھا کہ کیا کریں۔ نازک بھی اس کے فون کا سن کر قدرے پریشان ہوئی۔ صبح بس تھوڑی دور تھی سیاہ اندھیرا سرمئی تو ہو ہی چکا تھا۔

"اسے اس وقت کیا کام پڑ گیا بالکل بھی چین نہیں ہے اچھا لاؤ میں بات کرتی ہوں۔" نازک نے ریسیور لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو بھابی نے کہا۔

"پوچھ رہا تھا کہ آنچل آج کیسا ویڈنگ ڈریس پہننا پسند کرے گی میں نے کہا کہ خود ہی پوچھ لو۔"

"بجیا آپ منع کر دیں مجھ کچھ بھی نہیں چاہیے۔" آنسوؤں سے اس کی آواز گھٹ گئی تھی۔ نازک نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر سیٹ اپنے قریب کر کے ریسیور کان سے لگایا۔ آنچل کے کانوں میں ناچاہتے ہوئے بھی نازک کی باتیں اتر رہی تھیں۔

"اے۔ ایس۔ پی صاحب صبر حوصلہ سے کام لیں اپنے کارناموں کی رفتار ذرا آہستہ رکھئے کہیں اس تیزی میں زیادہ آگے نہ نکل جائیں۔" نازک نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

"وہ سزا تو اب عمر بھر کے لیے ہے۔" نازک دھڑا دھڑ جوابی کارروائی کر رہی تھی۔

"جی نہیں اس کی کوئی خاص پسند نہیں ہے جو تمہیں پسند ہو لے آنا---- وہ نہیں سنے گی تمہاری کوئی بات ---- کہا تو ہے جو تمہیں پسند ہو لے آؤ دلہن تو تمہاری ہی بنے گی اب چاہے چولی گھاگرا لے آؤ یا پھر کرسچن اسٹائل وائٹ ویڈنگ ڈریس پہلے کون سا پوچھ کر سب کچھ کیا ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" نازک اب شکایتی انداز میں کہہ رہی تھی۔

"ہم نے اپنی چھوٹی بہن کے بارے میں کیا کچھ نہیں سوچا تھا۔ لیکن تم نے حد کر دی آخر کیا ضرورت تھی بار بار یہاں فون کرنے کی کچھ عرصہ صبر کر لیتے تو ہم معاملات سلجھا ہی دیتے۔ ہاں---- بس اب تم سے یہی توقع ہے کہ تم ہماری گڑیا کو ہمیشہ خوش رکھو گے زیادہ مکھن نہ لگاؤ اور شرافت سے فون بند کر دو۔ آرام کا وقت اب کہاں ہے اتنے تھوڑے وقت میں کیا کچھ کرنا ہے ابھی بازل بھی دیکھو کب تک آتے ہیں۔ ہاں --- ہاں بس وقت پر پہنچ جانا ورنہ بی بی جان یہ نہ ہو کسی اور کے

ساتھ رخصت کر دیں۔ اچھا---- اچھا زیادہ ہیرو بننے کی ضرورت نہیں ہے۔"

نازک نے ہنستے ہوئے ریسیور واپس رکھا۔ بھابی پہلے ہی واپس چلی گئی تھیں۔ نازک پھر سے اس کا ذہن صاف کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"دیکھو وہاں جا کر ایسا رویہ نہیں رکھنا۔ سسرال میں بہت سوچ سمجھ کر صبر و تحمل سے رہنا پڑتا ہے۔ معارج بہت اچھا انسان ہے مگر کچھ عجیب سا بندہ بھی ہے صاف بات کرتا ہے اور سنتا بھی ہے اداسی خاموشی پر ہی بدگمان ہو جاتا ہے۔ تم یہ ضد نخرہ ملال رنج سب یہیں بھول کر جانا۔ جو ہونا تھا ہو گیا ہے جو ہونا ہے ہو گا ہی بی بی جان ایک نہ ایک دن تو تمہیں رخصت کرتی ہی بہتر ہے تم ابھی ان کے وقتی غصے کو دل سے نہ لگاؤ اور معارج کے ساتھ اپنی نئی خوشگوار زندگی کو ہنستے ہوئے شروع کرو بی بی جان آخر کب تک ناراض رہ سکتی ہیں آخر تو مان ہی جائیں گی۔ میں سمجھتی ہوں مزید تمہیں کچھ کہنا بے کار ہے تم خود بہت سمجھدار ہو نئی زندگی کی الجھنوں کو خوش اسلوبی سے سلجھا لو گی۔" نازک نے بہت پیار اور مان سے اسے سمجھایا پھر اسے تھوڑی دیر آرام سے سونے کی تلقین کر کے اس کے کمرے سے چلی گئی۔

ایک تو سخت گرمی اس پر شادی کا ہنگامہ خاندان میں جو سن رہا تھا حیران ہو رہا تھا۔ کافی لوگ تو پہلے ہی شاکی تھے کہ ان کے بیٹوں کو چھوڑ کر آنچل اور نازک کے رشتے باہر کیے تھے اور اب شادی بھی اس طرح ہنگامی طور پر ہو رہی تھی۔ سب کو فون کر کے ہی مدعو کیا گیا تھا۔

ادھر معارج اسامہ کے یار دوست کولیگز اسے کوس رہے تھے جو اس گرم موسم میں ملن کا موسم رچا رہا تھا۔ پانچ ساڑھے پانچ بجے وہ لوگ پنڈی پہنچے۔ اس شدید گرمی میں بھی مجبوراً سب کو زرق برق ملبوسات زیب تن کر کے اطمینان ظاہر کرنے میں خاصی دقت محسوس ہو رہی تھی پھر بھی سبھی کے چہروں پر بشاشت تھی۔ اس بھرے مجمع میں صرف دولہا صاحب ہی سادگی کا پیکر تھے۔ ایک تو صبح ہوتے ہی اسے ارجنٹ میٹنگ میں جانا پڑ گیا تھا۔ تین بجے واپسی ہوئی تھی تو سب نے جلدی جلدی کی رٹ لگا رکھی تھی۔ تازہ دم ہونے کے بعد اس نے سفید رنگ کا کاٹن کا سوٹ زیب تن کرنے کی اجازت ملی تھی۔ سوٹ دیکھ کر اسے بڑا عجیب لگا تھا۔ اوروں کی شادیوں میں بھرپور انداز میں حصہ لینے والا بڑی سج دھج سے پورے لوازمات کے ساتھ جانے والا بندہ آج اپنی ہی شادی میں جاتے ہوئے ڈھنگ کا لباس نہیں پہن سکا تھا۔ بھابی جان اسے زبردستی کمرے سے نکال کر لے گئی۔

محب نے گاڑی کے قریب ہی کھڑے ہو کر اسے اس کی کوہاٹی چپل دی پہنائی کھڑے کھڑے ہی اس پر پرفیوم چھڑکا تھا۔ اندرونی خوشی کے باوجود وہ بظاہر برے برے زاویوں سے منہ بگاڑ کر بھابی جانی کی ڈانٹ بھی سن رہا تھا۔ ان کے پہنچتے ہی ان کی توقع سے بڑھ کر ان کی خاطر مدارت ہوئی تھی جسے دیکھ کر وہ کچھ مطمئن ہوا تھا۔ ورنہ تو وہ اس الٹی میٹم سے یہی سمجھ بیٹھا تھا کہ آنچل سے نکاح پڑھوا کر وہ اسے فوراً باہر کا راستہ دکھائیں گے۔ نکاح کے بعد جب معارج کی طرف سے آیا ہوا ڈریس آنچل کے پاس پہنچا تو وہ رونے کے ساتھ کچھ بھی پہننے سے انکاری ہو گئی۔

"جب مجھے مجرموں کی طرح رخصت کر رہے ہیں تو پھر یہ سب پہننا ضروری ہیں کیا؟" آخر وہ پھٹ پڑی۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو کس نے تمہیں مجرم کہا ہے دیکھو اب تمہارے نصیب میں ایسے ہی شادی ہونا لکھی تھی تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔" بھابی اور بہنوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اونچ نیچ کا احساس دلایا۔ عزت کا واسطہ دیا۔

"بی بی جان نے تو جو کرنا تھا کر دیا ہے اب تم تو خدا کے لیے کوئی تماشا نہ کرو۔ خاندان میں ہماری جو عزت ہے وہ خاک میں مل جائے گی۔ پہلے ہی پھپھو حنیفہ اور چاچی بار بار اتنی جلدی شادی کرنے کی وجوہات پوچھ چکی ہیں۔ اب یہ باتیں باہر نکلیں گی تو نجانے کیا کیا افسانے گھڑیں گی۔ شاباش تم ہماری اچھی بیٹی ہو اس طرح ضد سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔"

بھابی نے پیار پیار کرتے ہوئے سمجھایا تو وہ پھر کہیں جا کر عروسی کپڑے پہننے پر راضی ہوئی۔ زیورات میں بھی صرف ایک سیٹ پہنا۔ میک اپ کرنے سے بھی روکا کیونکہ انشی نوشی اسے تیار کرنے آئی تھیں اس لیے اس نے ان سے معذرت کر لی۔ انہوں نے چپکے سے جا کر چاچو کو بتایا تو وہ شرارت سے ہنس دیا۔

"کافی سمجھدار ہے ناں دلہن اسے پتا ہے راستے میں ہی سارا پینٹ بہہ جائے گا اور دولہا کو خوفناک چہرہ دیکھنے کو ملے گا اسی لیے گھر جا کر ہی ایک دفعہ فریش میک اپ کروائے گی۔" عینی بھابی نے معارج کو مصنوعی خفگی سے دیکھا تو وہ قدرے سنبھل کر بولا۔

"دل سے دل کو راہ ہوتی ہے بھابی ماں وہ جان گئی ہو گی کہ میں نے بھی خاص اہتمام نہیں کیا۔ لہٰذا دونوں کو سادہ ہی رہنے دیں اور میرے خیال میں تو یہ جو اتنے بھاری بھرکم سوٹ کا بوجھ لاد دیا ہے وہ بھی زیادہ ہے اس کے لیے بھی لان کا ہلکا سا سوٹ ہی ٹھیک تھا۔" معارج نے سنجیدگی سے شرارت کی تو بھابی جان سے خفگی سے کہا۔

"پھر تو ہماری بھی کوئی ضرورت نہیں تھی تم خود اکیلے آ جاتے۔" معارج نے ان کی خفگی برداشت نہ ہوئی تو فوراً اپنی صفائی میں بولا۔

"میں تو گرمی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں اتنی تو گرمی ہے۔" اس کی صفائی دینے والے انداز پر بھابی مسکرا کر دوبارہ خواتین میں آ گئی۔

پھر کھانے کے بعد رخصتی کا شور اٹھا۔ واجبی سی رسمیں ہوئیں آنچل سر جھکائے گولڈن رنگ کے شلوار سوٹ کے بھاری کامدار دوپٹے کا بوجھ سہارے بیٹھی تھی۔ ہر احساس سے عاری چہرہ اس کے احساسات کے منجمد ہونے کا پتہ دے رہا تھا۔ اسے صرف یہ احساس تھا کہ اس کی ماں اس سے ناراض ہو گئی ہے۔ کچھ دیر کے لیے بی بی جان اس کے کمرے میں آئی تھیں۔ سب اس کے کمرے سے نکل گئے تھے وہ بی بی جان کو دیکھ کر فوراً اپنی جگہ سے اٹھی اور ان سے جا کر لپٹ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

بی بی جان کا ضبط قابل دید تھا۔ انہوں نے ایک آنسو بھی نہیں بہایا تھا۔ پھر سرد مہری سے اسے خود سے الگ کیا۔

"تم نے جس کی تعریف کی میں نے تمہیں اسی کے سپرد کر کے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اب تمہیں بھی اپنا فرض پورا کرنا ہے آج کے بعد اس گھر سے تمہارا کوئی تعلق کوئی رشتہ نہیں رہا تمہیں بھول کر بھی اس طرف آنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آج کے بعد جب تک میں زندہ ہوں تمہارے لیے اس گھر کے دروازے بند ہوں گے۔"

بی بی جان نے کمال ضبط کا مظاہرہ کیا اور پھر اسے سسکتا ہوا چھوڑ کر چلی گئیں۔ آنچل دم بخود تھی۔ ان کی باتوں کا مفہوم اسے جب سمجھ آیا تو وہ بی بی جان جا چکی تھیں۔ اس کی ذرا سی لغزش سے اس کی ماں اس کی جنت خفا ہو گئی تھی۔ اس کی ماں نے اسے عجیب سی سزا سنائی تھی۔ اس پر زندگی کا سکون حرام کر دیا تھا۔ یہ خوشی تھی یا غم کا سنگین سمندر جو اس کی ماں نے اس کے اور اپنے درمیان حائل کر دیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ کس سے فریاد کرے۔ اب تو کوئی بھی ہمدرد نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کا دل درد کے بحر میں ڈوب گیا تھا اور کرب آنکھوں کے ذریعے قطرہ قطرہ بہہ نکلا تھا۔

پھر سے خبر نہیں ہوئی کہ وہ کس کس کے گلے مل کر روئی کس کس کی دعائیں سمیٹیں کس نے کیا کھینچیں کی کس نے پیار دلاسا دیا۔ وہ تو بس ایک آواز کی متمنی تھی۔ بی بی جان کی شفقت کے لیے اس کے وجود میں تڑپ جاگ رہی تھی۔ اسے آخری لمحے تک یقین سا تھا کہ بی بی جان آخر اسے گلے لگا کر معافی کی نوید سنائیں گی۔ اس کی بے بنیاد غلطیوں کو بھلا دیں گی اور اپنی دعاؤں تلے رخصت کریں گی مگر بی بی جان کٹھور بنی اپنے کمرے میں بند ہو گئیں۔

لوگوں کے جھرمٹ میں وہ گاڑی تک پہنچائی گئی تو محب اور معارج کی نوک جھونک جاری تھی۔ معارج آنچل کے ساتھ پیچھے بیٹھنے پر بضد تھا جبکہ محب آنچل کے بیٹھنے کے بعد خود دروازہ روکے کھڑا تھا۔

"نہ جی--- آپ فرنٹ سیٹ پر بیٹھیں جیسے کہ سبھی دولہا بیٹھتے ہیں۔" انشی نوشی بھی آ گئیں۔

"بالکل اور ہمیں اپنی آنٹی کے ساتھ بیٹھنے دیں۔"

بڑوں میں وعدے وعید ہو رہے تھے معارج کے دوست تو پہلے ہی روانہ ہو گئے تھے۔ قریبی عزیز ہی جمع تھے۔ اس لیے انہیں آپس میں بحث کا موقع ملا ہوا تھا۔

"یہ فاؤل ہے ڈیئرز اتنی مشکلوں سے تو موقع ملا ہے اور تم لوگ۔"

"ہمیں اندازہ ہے آپ آنٹی کو تنگ کرنے کے لیے بیٹھ رہے ہیں۔ اس لیے۔" محب نے بڑی چالاکی سے انشی کو اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ نوشی بھی دوسری طرف سے جا کر بیٹھ گئی اور وہ محب کو گھور کر رہ گیا۔ بازل قریب آ رہا تھا۔ بازل نے بھی کچھ ہدایات دیں جسے اس نے سنجیدگی سے سن کر اطمینان دلایا۔ گاڑی جب کھلی سڑک پر آئی تو نوشی نے گرمی گرمی کا شور مچا کر اس کے کھلے سر سے سیاہ چادر اتار کر آگے بیٹھے معارج پر پھینکی تو اس کی جھنجلائی آواز کانوں سے ٹکرائی اور وہ بھی ماحول میں واپس آئی ورنہ تو وہ ابھی تک اشک بہاتے ہوئے بی بی جان کی سنگدلی پر سسک رہی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے آنکھیں بند کئے تو بیٹھا ہوں اب کیا یہ بھی آنکھوں پر باندھ لوں۔" ساتھ ہی معارج نے ذرا سی گردن موڑ کر پیچھے دیکھا وہ سر بالکل ہی گھٹنوں میں دیئے بیٹھی تھی۔

"نہیں ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ آنکھوں پر باندھ لیں بلکہ پاس رکھ لیں اور یاد سے جب گھر قریب آئے تو پکڑا دیں ورنہ مما ناراض ہوں گی۔" نوشی نے معصومیت سے کہا تو محب نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"تو تم نے اتاری کیوں ہے چادر اب بھی مما نے دیکھ لیا تو پھر بھی ناراض ہوں گی۔"

"اتنی تو گرمی ہے آنٹی کو تو زیادہ یہ لگ رہی ہو گی بھاری بھرکم تو ڈریس ہے ان کا مما کو کہا بھی تھا کہ۔"

"اچھا بس اب تم چپ کر کے بیٹھو۔" محب نے رعب جمایا تو وہ منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔

معارج ویسے ہی خاموش اپنے خوبصورت خیالوں میں گم تھا محب ہی وقفے وقفے سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہا۔ معارج کے گھر میں پہنچ کر آنچل نئے سرے سے آزمائش سے گزرنا پڑا تھا۔ سب کا دیکھنا کچھ کا نظروں سے تنقید کرنا اور زبان سے سراہنا بڑا عجیب لگا تھا۔ اسے محسوس ہوا تھا کہ وہ کوئی نمونہ عجائب ہو جسے کوئی شوق اور کوئی حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

ضروری رسوم نمٹاتے اور جلدی جلدی کرتے ہوئے بھی رات کے ایک بجے آنچل کو اس کے کمرے میں پہنچایا گیا تھا۔ جو کسی قسم کی مصنوعی آرائش و نمائش سے عاری تھا البتہ کمرے کی ترتیب شاندار تھی جو معارج کی شخصیت کی عکاس تھی۔

آنچل اس ماحول میں آکر بھی بی بی جان کی ناراضگی اور بے اعتنائی کو فراموش نہ کر سکی تھی۔ سب کی باتیں اس کی سماعت میں بازگشت بن کر گونج رہی ہیں اور سب سے اونچی بازگشت صرف بی بی جان کی ہی تھی۔ وہ اس سے ناراض تھیں اور اس کی وجہ یہ شخص تھا جس کے ساتھ وہ اپنی زندگی کی صدیوں جیسی گھڑیاں دن، مہینے سال بیتانے آئی تھی۔ جس کے ساتھ اس اس کا تعلق اس قدر گہرا ہو گیا تھا کہ وہ اب پلٹ بھی نہیں سکتی تھی۔ سب کے پیار خلوص کے باوجود وہ بے یقینی میں گھری تھی اور اس طلسمی ماحول میں بھی اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہہ رہے تھے۔

معارج کے آنے سے پہلے انشی اور نوشی نے اسے پھر میک اپ کرنے کے لیے فورس کیا تھا۔ وہ انہیں باوجود کوشش و خواہش کے روک نہیں پا رہی تھی۔ ان کے جاتے ہی وہ پھر سے لب چبانے لگی تھی۔ عجیب سی بے کلی تھی جو اسے بار بار آنسوؤں کے سمندر میں ڈبو رہی تھی۔ اسے ان سب کی اپنائیت و محبت محسوس ہونے کے باوجود بی بی جان کا دکھ رونے پر مجبور کر رہا تھا۔

"تم ---- یہاں ---- کیا کر رہے ہو؟" قریباً ڈیڑھ بجے وہ اپنے کمرے کی طرف آیا تو سب سے اوپر والی سیڑھی پر محب کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"تو کہاں ہونا چاہیے تھا چاچو؟" محب نے اپنی جمائی روکی۔

"اپنے کمرے میں۔" معارج جلدی سے گزرنا چاہتا تھا لیکن محب نے فوراً اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر روکا۔

"ایسے نہیں چاچو پہلے اپنا وعدہ پورا کریں۔"

"وعدہ ---- کون سا وعدہ یار میں نے تو کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔" معارج صاف مکر گیا۔

"بے ایمانی چاچو وعدہ خلافی آپ اچھا نہیں کر رہے آپ کے سارے سیکرٹس میرے پاس ہیں آپ سوچیں ذرا میں جب آنٹی کو بتاؤں گا کہ آپ کی کتنی گرل فرینڈز تھیں بلکہ ہیں تو ان کا ری ایکشن کیا ہوگا اور وہ شاہانہ قدیر اس کے ساتھ تو آپ کی میٹنگز ابھی تک۔"

"شش ---- شش ---- آہستہ بولو یار جاؤ جا کر اچھے بچوں کی طرح سو جاؤ۔ صبح تمہارا وعدہ پورا ہو جائے گا اوکے۔" معارج نے مسکرا کر کہا تو وہ منہ بنا کر رہ گیا۔ پھر ایکدم اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ رازداری سے سرگوشی میں پوچھا۔

"آنٹی کو رونمائی میں کیا دے رہے ہیں؟" اس کے پوچھنے کے انداز پر اس کا ماتھا ٹھنکا اور وہ پلٹ کر پوچھنے لگا۔

"میرے وارڈروب کی چابیاں تمہارے پاس ہیں۔"

"افوہ صبح لے لیجئے گا چاچو ابھی تو جائیں آنٹی انتظار کر رہی ہوں گی۔"

"محب میری چابیاں نکالو دیکھو یہ اچھی عادت نہیں ہے تم میری چیزوں کی تلاشی لیتے ہو۔"

"آپ نے خود ہی تو دی تھیں کیمرہ لانے کے لیے۔" معارج نے اس سے چابیاں اچک لیں اور آخری سیڑھی عبور کرتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا لاک کھول کر اندر بڑھ گیا۔

معارج نے کمرے کے دوسرے سرے پر بنی وارڈروب سے کچھ نکالا اور پھر اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ آنچل گھٹنے کے گرد بازو لپیٹے ہنوز آنسو بہانے میں مشغول تھی۔ آہٹ پر بھی اس نے آنسو روکنے یا صاف کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ معارج نے اس کے سراپے کو پرشوق نظروں دیکھتے ہوئے اس کے گلابی پیروں میں خوبصورت پرل جڑی سونے کی پازیب پہنا دیں۔

آنچل نے چونک کر مزاحمت کرتے ہوئے اپنے پاؤں ذرا پیچھے کیے مگر معارج نے اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کے سرد ہاتھوں کو بھی گھٹنوں کے گرد سے ہٹا کر ان میں جڑاؤ کنگن پہناتے

ہوئے شریر انداز میں بولا۔

"راجکماری جی انہی بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ اب تمہیں ان کو پہن کر ساری زندگی میرے دل کے قید خانے میں بیتانی ہوگی۔ کہو کیسی لگی یہ سزا مائی ہارٹ پرنس۔"

وہ پہلے ہی پریشان تھی اس پر اس کا شوخ بے تکلف انداز اسے عجیب سا احساس روشناس کروا گیا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس نئے ساتھی کی پذیرائی کیسے کرے۔ آنسو تو مسلسل بہہ رہے تھے۔ معارج پہلے تو اس کے گرتے آنسو دیکھ کر ٹھٹک گیا پھر اگلے ہی پل بے چینی سے اس کے مزید قریب ہو گیا۔

"یار یہ کیا تم رو رہی ہو کیوں؟ میں نے تو سنا تھا کہ اس مقام پر آکر لڑکیوں کے آنسو مسکراہٹوں میں بدل جاتے ہیں اور تم۔" معارج نے پہلے بے تابی سے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے ٹشو پیپر کا ڈبہ تلاش کیا پھر نہ ملنے پر اپنے ہی ہاتھوں سے صاف کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"ہوا کیا ہے کسی نے یہاں کچھ کہا ہے۔" اسے بھی کسی ہمدرد کا سہارا ہی چاہیے تھا وہ مزید شدت سے رونے لگی۔ ساتھ ہی نفی میں گردن بھی ہلائی۔

"پھر کیا ہوا ہے؟" معارج نے تشویش سے پوچھتے ہوئے اسے کچھ کہنے کا حوصلہ بھی دیا۔ یہ روتی ہوئی معصوم سادگی میں بھی غضب ڈھاتی دلہن اس کے دل میں ہلچل مچا رہی تھی۔

"یار آخر تم بولتی کیوں نہیں ہو کیا بی بی جان نے مجھ سے بات نہ کرنے کی قسم دی ہے۔" معارج کی شوخ شرارت پر اس نے لبریز آنکھوں سے دیکھا مگر اس وقت وہ اپنی دھن میں تھا۔ مسلسل بول رہا تھا۔

"مجھے تو تم گونگی بھی قبول ہو تم بولو نہ بولو تمہاری آنکھیں تو بات کرتی ہیں۔" اس کی محبت پر آنچل نے لرزتے لبوں میں بمشکل سسکی روکی اور قدرے وقت سے بولی۔

"میری بی بی جان مجھ سے ناراض ہو گئی ہیں۔" اس نے لرزتی پلکوں کی چلمن اٹھا کر اسے دیکھنا چاہا مگر ہمت نہ کر سکی۔

"کیوں؟ اچھا پریشان ہونے یا رونے کی کیا بات ہے مائیں بھلا ناراض ہو سکتی ہیں ہم کل چل کر منا لیں گے اوکے۔"

"لیکن بی بی جان نے مجھ وہاں آنے سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ آئندہ بھی۔" اب وہ سسک کر بے اختیار رو دی۔

معارج نے ہمدردی سے اسے دیکھا اور پھر روتی ہوئی آنچل کو کندھے سے لگا لیا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو شاید وہ بے ہوش ہو ہی جاتی۔

"کم آن ریلیکس مائی لائف ماؤں کی باتیں دل سے نہیں لگاتے۔ وہ اولاد کی خوشیوں پر خوش اور غموں پر غمگین ہو جاتی ہیں۔ وقتی غصے میں انہوں نے ایسے کہہ دیا ہے بعد میں دیکھنا ہمیں خوش دیکھ کر وہ کتنی مطمئن ہوں گی۔ ویسے قصہ کیا تھا مجھے بھی کچھ بتاؤ۔ جب بی بی جان کا فون ریسور کیا تھا تو مجھے یقین ہی نہیں آیا تھا پھر بازل نے بھی فون پر خوب لاعنت ملامت کی کہ میں مرد ہو کر تمہیں حاصل نہیں کر سکا لیکن ایک لڑکی نے بنا کسی کی پرواہ کیے معرکہ مار لیا۔ بائی دی وے کتنے دنوں کی بھوک ہڑتال سے کام بنا۔" معارج نے ایک ہاتھ سے اس کے بھاری دوپٹے کو اتار کر بیڈ کے دوسرے سرے پر اچھالا اور پھر اس کے گھنے بالوں سے گندھی چوٹی کو چھیڑتے ہوئے شرارت سے پوچھا تو وہ یکدم بوکھلا کر سیدھی ہو گئی اور پھر سمٹ کر بولی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا اور نہ ہی بھوک ہڑتال وہ تو آپ ہی نے حالات ایسے پیدا کر دیئے تھے کہ بی بی جان کو بھی غصہ آ گیا اور انہوں نے یہ فیصلہ لیا ورنہ۔" وہ کچھ کہتی رک گئی کیونکہ معارج پرشوق نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کے گرد طلسم پھیلا

رہا تھا۔
"اگر ہماری شادی نہ ہوتی تو پھر تم دیکھتیں میں کیا کرتا۔" معارج نے اس کا ہاتھ تھاما۔
"تمہارے بنا جینا بہت دشوار ہو گیا تھا اسی لیے تو میں اس روز تمہارے کالج پہنچ گیا تھا اور یہ سب ہوا۔ بڑے صحیح کہتے ہیں جو بھی ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے میں نہ اس دن تمہارے ساتھ بی بی جان کے گھر تک جاتا اور نہ ہی تم اتنی جلدی میری زندگی میں آتی تمہارے گھر والے تو دو تو تین سال کی کڑی سزا دینے کا ارادہ رکھتے تھے مگر دیکھ لو محبت کا اثر اور طاقت وہ جس پر مہربان ہو جائے تو پھر کیسی جدائی اور کہاں کی دوریاں۔" وہ جذب دل کی شدتوں سے بول رہا تھا آنچل اس کی مخمور محبت میں ڈوبی آواز میں جکڑی جا رہی تھی۔ زخم کچھ مندمل ہونا شروع ہوئے تھے۔ وہ اس قدر شدت سے اس سے محبت کرتا ہے فخر و انبساط کی لہر اس کے ذہن و دل اور روح میں دوڑ گئی۔
"سنو میں تمہارا ابھی شکر گزار ہوں تم میرے حق میں نہ بولتی تو میں تمہیں پا نہیں سکتا تھا۔ میری محبت کو یقین تو تھا کہ تم صرف میری ہو آئی لو یو آنچل یو لو می۔" معارج کی بوجھل محبت سے چور آواز اور احساسات نے اس کی شرمگیں پلکوں کو شرم سے مزید بوجھل کر دیا۔
"چلو اٹھو ڈریس چینج کر لو تمہیں گرمی لگ رہی ہو گی۔" معارج نے اس کے چہرے پر چمکتے پسینے کو دیکھ کر کہا۔ ایئر کنڈیشنڈ روم میں بھی اس کے ماتھے پر ننھے ننھے قطرے موتیوں کی صورت میں نمودار ہو رہے تھے وہ خاموشی سے اس کا ہاتھ تھامے ہوئے ہی بیڈ سے اتر آئی۔ معارج نے اس کی رہنمائی ڈریسنگ روم تک کی۔ ڈریسنگ روم کی دیواریں اپنے ہی عکس سے سجی دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ صرف ایک دیوار پر معارج کی فل سائز پورٹریٹ لگی تھی اور باقی ہر جگہ مختلف زاویوں کے فریم میں اس کی چھوٹی بڑی تصویریں تھیں۔
دو تین فریم تو بیڈ روم میں بھی تھے مگر وہاں وہ غور نہیں کر سکی تھی۔ معارج کی بے انتہا محبت کا اندازہ اسے اب ہو رہا تھا۔
کچھ سنبھل کر اس نے آگے قدم بڑھائے اور ڈریسنگ ٹیبل کے آگے جا کر کھڑی ہو گئی۔ اپنے بدلے روپ پر اس نے خود سے ہی شرم محسوس ہو رہی تھی۔ کل اور آج میں وہ کتنی بدل گئی تھی سب اپنوں کو چھوڑ کر آج ایک اجنبی انجانے شخص کے ساتھ یہ لمحے یہ گھڑیاں گزار رہی تھی۔ بی بی جان کو ناراض کر کے وہ اس شخص کے لیے یہ روپ سجا کر آئی تھی۔
بی بی جان کی یاد نے دل میں پھر چٹکی بھری تو آنکھیں پھر چھلک پڑیں۔ تمام زیورات اتار کر اس نے دراز میں رکھے اور دھندلی آنکھوں سے اپنے لیے لباس ڈھونڈا۔ وارڈ روب کے ہینڈل پر لان کا آسمانی سوٹ لٹکا تھا کپڑے پہن کر اس نے دوپٹہ ڈھونڈا مگر شاید دوپٹہ رکھنا یہ لوگ بھول گئے تھے اس نے وارڈ روب کھول کر دیکھیں مگر معارج کے ملبوسات ہی تھے اس کا سامان تو ابھی نیچے ہی تھا۔ اسے بنا دوپٹے کے معارج کے سامنے جانا عجیب لگ رہا تھا۔ وہ آج تک اپنی کسی بہن کے سامنے بنا دوپٹے کے گھومی پھری نہیں تھی یہ تو پھر معارج تھا۔ اسے شرم محسوس ہو رہی تھی وہ گم صم سی دروازے کے پاس کھڑی تذبذب کا شکار تھی۔
معارج کے سامنے اس طرح جانے کے خیال سے اس کے آنسو چھلک پڑے تھے اس کے تیسری بار دستک دینے پر آنچل نے سر جھکا کر دروازہ کھول دیا۔ معارج فوراً ہی اندر آ گیا اور پھر اسے بازو سے پکڑ کر کمرے میں لے آیا۔ بیڈ پر بے تکلفی سے دھکیلتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں بولا۔
"اتنی دیر سے اندر کیوں بند تھیں کوئی مسئلہ ہے۔" معارج کی نگاہیں اس کی بھیگی پلکوں پر ٹکی تھیں۔ وہ اس کے بے باکانہ انداز پر روہانسی

ہو گئی۔
"میرے پاس دوپٹہ نہیں تھا اس لیے میں باہر کیسے آتی۔" وہ اٹک اٹک کر بولی تو معارج سنجیدگی سے بولا۔
"آنچل دیکھو جب میں نے تم سے کہہ دیا ہے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا تو پھر..... سنو میں بہت حساس اور تمہارے معاملے میں تو بہت ہی ہوں تمہارا بات بات پر رونا مجھے اچھا نہیں لگ رہا اگر تم اسی طرح بات بات پر روتی رہی تو میں یہی سمجھوں گا کہ تم میرے ساتھ شادی کر کے خوش نہیں ہو اور اگر واقعی تمہیں کوئی پچھتاوا ہے تو مجھ ابھی بتا دو تاکہ میں اپنے قدم یہیں روک لوں۔" معارج کا بدگمانی سے بھرا سنجیدہ لہجہ اسے مزید رنجیدہ کر گیا۔ وہ کیسی باتیں کر رہا تھا۔ اس نے تو شعور و آگہی پاتے ہی اسے دیکھا تھا بلکہ اسی ایک مرد نے خود اس کے شعور کو دستک آگہی دی تھی کہ زندگی کی ایک ڈگر اس سمت بھی جاتی ہے جس کی منزل کا نام حاصل محبت ہے ورنہ وہ تو بالکل ان راہوں سے انجان تھی۔ اپنی بھابی کی باتیں بازگشت کی طرح اس کے ذہن میں گونجی تھیں۔ آنے سے پہلے انہوں نے بہت محبت سے اسے سمجھایا تھا۔
"سو گڑیا بی بی جان کی خفگی ناراضگی کی پرواہ اب مت کرنا یہ آنسو اور خفگیاں یہیں چھوڑ کر جانا۔ اپنی نئی زندگی کو اپنے شوہر کی خوشی کے مطابق شروع کرنا۔ بی بی جان کی وقتی ناراضگی ہے ان کے غم میں اپنی نئی زندگی اپنے مستقبل کو داؤ پر مت لگا لینا۔ مردوں کی فطرت کا تمہیں آہستہ آہستہ اندازہ ہو جائے گا مرد شوہر بن کر بیوی کی ساری توجہ صرف اپنے لیے چاہتا ہے۔ بی بی جان کی یاد میں اس سے غافل نہ ہو جانا۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا جو اسے تم سے بدگمان کر دے۔ تم نے اب ساری زندگی اسی کے ساتھ گزارنی ہے۔" بھابی جان نے بہت شفقت و محبت سے سمجھایا تھا اس وقت اسے کسی کی بات اچھی نہیں لگ رہی تھی مگر اب معارج کی سنجیدگی سے اسے سب کی باتیں پورے مفہوم سے ساتھ سمجھ آ رہی تھیں۔ اس نے خود کو سنبھال کر سچائی اور معصومیت سے اپنے رونے کی وضاحت کی۔
"میں سچ کہہ رہی ہوں میں کبھی کسی کے سامنے بنا دوپٹے کے گئی نہیں ہوں اس لیے مجھ باہر آنا عجیب لگ رہا تھا اور رونا بھی آ رہا تھا کہ کیا کروں۔"
"بس اتنی سی بات پر رونے لگی ہو میرے لیے تو پھر دریا بہا دیئے ہوں گے اور اسی لیے بی بی جان مجبور ہو گئی ہوں گی ہے نا۔" معارج نے شرارتی انداز میں کہا وہ سر جھکا کر رہ گئی۔
"سنو آنچ زندگی میں بڑی بڑی باتیں ہو جاتی ہیں ہر بات پر رونے نہیں بیٹھ جاتے۔ حل ڈھونڈنے کی کوشش کرتے۔ تم مجھے آواز دے کر کہہ سکتی تھیں میں نیچے جا کر تمہارے لیے دوپٹہ لے آتا۔ ویسے یار میرے سامنے دوپٹہ لینے کی کوئی خاص ضرورت ہے تو نہیں۔" سنجیدگی سے بات کرتے کرتے وہ پھر پٹڑی سے اتر گیا۔
"کیوں ضرورت نہیں ہے بی بی جان کہتی ہیں لڑکیوں کو شرم و حیا کے ساتھ مردوں کے سامنے جانا چاہیے۔" آنچل معارج کی بات کی معنی خیزی کو سمجھے بغور معصومیت سے بولی۔ معارج اس کی معصومیت پر بے اختیار قہقہہ لگا اٹھا۔
"ٹھیک کہتی ہیں مگر یار میں تمہارا شوہر ہوں اوروں کے سامنے چاہے برقع اوڑھ کر جانا مگر چلو آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" یہ کہتے ہوئے معارج ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

صبح سات بجے ہی اس کے سارے بھتیجے بھتیجیوں نے اس کے کمرے میں ہلہ بول دیا تھا۔ بڑے بھی تو ابھی اپنے کمروں میں تھے اس لیے انہیں کسی نے روکا نہیں تھا۔ انشی نوشی محب اور عینی بھابی کے دونوں بیٹے اور بیٹی آنچل کے دروازہ

کھولتے ہی اندر گھسے چلے آئے تھے۔ معارج جاگنے کے باوجود سوتا بن گیا تھا اور آنچل گھبرائی ہوئی سی ان سب میں گھری بیٹھی تھی۔

ارسہ سب سے چھوٹی پانچ برس کی تھی اس لیے اس کی باتیں بھی معصوم تھیں وہ بار بار نوشی انشی کو مخاطب کر کے دلہن آنٹی پر چھوٹا سا جملہ اعتراض کی شکل میں پیش کرتی تو تبھی ہنس دیتے آنچل جھینپ جاتی۔

"یہ دلہن آنٹی کیسی ہیں انہوں نے تو اچھے والے کپڑے بھی نہیں پہنے۔ میک اپ بھی نہیں کیا۔ میری خالہ دلہن بنی تھیں تو انہوں نے تو بہت اچھے کپڑے پہنے تھے اور ڈھیر ساری چوڑیاں بھی دلہن آنٹی آپ کی چوڑیاں کہاں ہیں۔" ارسہ نے براہ راست اسے مخاطب کیا تو وہ مزید گڑبڑا گئی۔ ڈھونڈ کر تو اس نے اپنی سیاہ چادر اوڑھی تھی۔ معارج کے دیئے ہوئے تحفہ رونمائی کے علاوہ اس سے کچھ بھی نہیں پہنا ہوا تھا۔ محب نے اس کی خاموشی اور جھجک محسوس کر کے ارسہ کو بہلایا۔

"آنٹی ابھی تو سو کر اٹھی ہیں۔ ناشتے کے بعد تیار ہوں گی۔"

"آپ کو چاچو نے کیا گفٹ دیا ہے ہمیں دکھائیں ناں۔" نوشی نے دوستانہ انداز میں دریافت کیا تو اس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں کو سامنے کر کے دکھایا۔

"بس یہی اور کچھ نہیں مگر چاچو نے تو آپ کے لیے۔" محب کی بات ادھوری رہ گئی کیونکہ اس پر پیچھے سے تکیہ پھینکا گیا تھا۔ معارج نے جو تکیہ اپنے منہ پر رکھا تھا وہ اس پر اچھال دیا تھا۔

"یار یہ کیا شرافت ہے ایک تو صبح صبح آ کر جگا دیا ہے اس پر دھوکے بازوں کی طرح لگائی بجھائی کر رہے ہو ابھی تو چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے ہمارے تعلق کو قائم ہوئے اور تم۔" معارج نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے محب کو مصنوعی ڈانٹ پلائی تو

محب نے گردن موڑ کر بڑی معصومیت سے کہا۔

"آپ جاگ رہے تھے چاچو میں تو سمجھا تھا کہ آپ سو رہے ہیں۔" محب کی چالاکی پر وہ اپنی ہنسی ضبط کرتا قدرے بیزاری سے گویا ہوا۔

"اتنے شور و غل میں مجھ جیسے غریب امن پسند شہری کو کیا خاک نیند آئے گی۔"

"امن پسند اور آپ؟ آنٹی کو بتائیں آپ کتنے امن پسند ہیں۔" انشی نے شرارت سے دیکھتے ہوئے اشارہ کیا تو وہ گھور کر رہ گیا۔ وہ ہونق بنی بیٹھی تھی ایسی بے تکلفیاں اس نے کہاں دیکھی تھیں یہ ماحول ایسے رویئے اس کے لیے یکسر نئے اور اجنبی تھے۔ معارج کی نظروں کی حدت محسوس کر کے وہ ذرا چونکی اور اس کی جانب دیکھا۔ وہ بستر سے اترتے ہوئے سلیپر پہن کر کہہ رہا تھا۔

"تم سب بلیک میلرز سے جیتنا مجھ جیسے بندہ ناتواں کا کام نہیں ہے تم اڑاؤ موج مستی میں تو ساتھ والے کمرے میں جا کر آرام کرتا ہوں۔" وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عینی بھابی دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی اور پھر ان سب کو دیکھ کر ٹھٹک گئیں۔

"ارے تم سب یہاں ہو اور معارج تم کہاں جا رہے ہو؟" عینی بھابی نے لب بھینچ کر ذرا سختی سے کہا۔

"دیکھ تو رہی ہیں ان شیطانوں نے کیا ہلہ گلہ مچا رکھا ہے مجھے ابھی نیند آ رہی ہے میں دوسرے کمرے میں سونے جا رہا ہوں۔ ویسے انہیں صبح صبح میرے کمرے کا راستہ کس نے دکھایا ہے۔" معارج نے بمشکل اپنی جمائی روکی تو بھابی بگڑ کر بولیں۔

"کیا تماشا بنوانا ہے اس معصوم لڑکی کا سارا گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے طرح طرح کی باتیں بنیں گی اور تمہیں نیند کی پڑی ہے چپکے سے یہیں لیٹ جاؤ میں انہیں نکالتی ہوں۔" عینی بھابی اس کا بازو

پکڑ کر اسے بیڈ تک چھوڑنے کے بعد بچوں کی طرف مڑیں جواب خاموش ہو کر بیٹھ گئے تھے۔

"تم لوگوں کو اوپر آنے کی اجازت کس نے دی تھی شرم نہیں آئی تمہیں اس وقت چاچو کے روم میں آتے ہوئے۔"

"وہ مما---- ارسہ وغیرہ آنٹی سے ملنا چاہ رہے تھے اور-----" انشی نے منمنا کر کہا تو وہ مزید بگڑ اٹھیں۔

"انشی تم اب بچی تو نہیں ہو غیر ذمہ داری کی انتہا کر دی ہے۔ اگر جلدی اٹھ ہی گئے تھے تم لوگ تو نیچے کوئی کام کر سکتے تھے۔ تم سب کو معارج نے ہی سر چڑھا رکھا ہے محب تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ تمہیں تو کبھی عقل آئے گی نہیں ڈاکٹر بننے میں ایک سال رہ گیا ہے مگر عقل نام کو نہیں۔" عینی بھابی بری طرح مشتعل تھیں۔ انہیں اس وقت یہاں دیکھ کر ان کا پارہ چڑھنا لازمی تھا۔ محب نے ماں کی طرف سے اس عزت افزائی پر معارج کو شکایتی نظروں سے دیکھا مگر وہ شرارت سے مسکرا دیا۔ انشی فوراً ہی سب کو لے کر چلی گئی۔ محب بھی ماں کے دوبارہ گھورنے پر اٹھ کر باہر نکل گیا۔

"پاگل کر دیں گے یہ بچے مجھے تو۔" پھر وہ مسکرا کر آنچل طرف بڑھیں اور پھر آہستہ سے کچھ کہہ کر پلٹ گئیں۔

آنچل کو سب کی محبت و اپنائیت کے باوجود اپنوں کی بہت کمی محسوس ہو رہی تھی۔ حسب روایت صبح اس کا ناشتہ لے کر اس کی بہنیں بھائی نہیں آئی تھیں۔ اسے کسی نے احساس تو نہیں ہونے دیا تھا پھر بھی وہ بہت شدت سے محسوس کر رہی تھی اور اسے بی بی جان کی ناراضگی کی سنگین نوعیت کا اندازہ بھی ہو رہا تھا۔ انہوں نے واقعی اس سے اپنا رشتہ ختم کر دیا تھا۔ شام کو ولیمے کی دعوت میں البتہ سبھی آئے تھے سوائے بی بی جان کے۔ وہ سب سے بار بار پوچھ رہی تھی مگر سبھی

اس کی بات ٹال رہے تھے۔ عینی بھابی کو بھی بی بی جان کے نہ آنے سے حالات کی نزاکت کا احساس ہوا۔ اس اہم موقع پر ماں کی ناراضگی اور غیر موجودگی سے اس کا دل تو بھر آنا ہی تھا۔ انشی نوشی بار بار اس سے التجا کر رہی تھیں کہ روئیں مت۔ وہ بھی بے بس تھی ٹشو پیپر کے کنارے سے آنکھیں صاف کرتی آنکھیں پھر بھر آتیں۔ عینی بھابی نے قریب آ کر شفقت سے سمجھایا تو اس نے مشکل ضبط کیا۔

وہ آج پارلر سے تیار ہوئی تھی سی گرین اور میرون کنٹراسٹ والے لہنگے میں آج وہ صحیح اور بقول محب کے اصلی دلہن لگ رہی تھی۔ نازک اسٹیج پر قریب آ کر بیٹھی اس سے حال احوال دریافت کیا تو وہ پھر چھلکنے کو تیار ہو گئی۔ تصویریں کھینچتا محب فوراً اوپر آ کر اس کے پہلو میں بیٹھ کر کہنے لگا۔

"پلیز آنٹی بار بار آنکھیں رگڑیں گی تو میک اپ خراب ہو جائے گا۔ آپ کو تو ذرا بھی خیال نہیں ہے یہاں کسی خاتون کو بری سے بری خبر بھی سنا دی جائے تو وہ میک اپ خراب ہونے کے ڈر سے منہ بھی ٹیڑھا نہیں کرے گی اور آپ۔" محب نے جس انداز میں کہا تھا تو وہ آنسو پی کر ذرا سا مسکرائی۔

"تھینکیو ایسے ہی ہنسئے ابھی آپ کو اس روپ میں ایک بندے نے تو دیکھا نہیں وہ دیکھ لیں پھر بے شک دریا بہا دیں۔ ویسے مجھے چاچو نے ہی آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کو وارن کر دوں ان کے آنے سے پہلے مطلع ابر آلود نہیں ہونا چاہیے ورنہ۔"

"تم مذاق کر رہے ہو ناں۔" آنچل نے قدرے سنبھل کر پوچھا۔ معارج کی رات کی بات اسے یاد تھی اور اسے اچھی طرح سمجھ بھی آ گئی تھی کہ بی بی جان کے لیے اسے خود ہی رونا ہے اور خود ہی صبر کرنا ہے۔ کوئی بھی اسے مزید تسلی دلاسے نہیں

دے گا۔

"ارے نہیں توبہ میرا آپ سے اتنا معتبر رشتہ ہے اور میں آپ سے مذاق کروں گا؟ آپ بے شک چاچو سے پوچھ لیں۔ میں بھیجتا ہوں انہیں۔" وہ جلدی جلدی کانوں کو ہاتھ لگا کر اٹھ کر چلا گیا۔

معارج کی محبتوں' شوخیوں کے باوجود اس کے دل سے اداسی کا غبار چھٹا نہیں تھا۔ اپنی بہنوں اور بھائی بھابی کے رخصت ہوتے وقت صرف معارج کی ناراضگی کے خوف سے وہ کھل کر نہ رو سکی نہ کسی نے بھی اسے رسم کے مطابق گھر چلنے کے لیے کہا تھا وہ دل پر پتھر رکھے خاموش سب کو دیکھ رہی تھی البتہ بازل نے انہیں لاہور چلنے کی دعوت دی تھی جسے معارج نے پھر کبھی پر ٹال دیا تھا۔

اپنے کمرے میں آکر اس کا ضبط جواب دے گیا تھا۔ کمرہ لاک کر کے وہ بے اختیار ہو کر روئی۔ معارج نیچے ہی تھا اس لیے اسے موقع مل گیا تھا۔ دل تو دھاڑیں مار مار کر رونے کو چاہ رہا تھا مگر ہر لمحہ اسے معارج کی آمد کا دھڑکا بھی لگا رہا تھا۔ وہ اسے روتے دیکھ کر نجانے کیا سمجھ لیتا۔

دروازے پر آہٹ ہوئی۔ معارج ہی دروازے پر تھا اور شوخ انداز میں اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا تھا۔

"اگر راجکماری کی اجازت ہو تو بندہ خادم اندر آجائے۔"

"جی۔" وہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"تو آپ نے مجھے بندۂ خادم مان ہی لیا۔" معارج نے مصنوعی سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"میں نے تو ایسا نہیں کہا آپ خود ہی خود کو۔" وہ اس کے سامنے مکمل جملہ بول ہی نہیں سکتی تھی۔ اس کی آنکھیں آنچل کو جیسے جکڑ لیتی تھیں۔

"راجکماری صاحبہ آپ کیوں گھبرا گئیں بندہ آپ کا تاحیات خادم بن کر رہے گا۔ آپ آزما لیجیے گا۔" آنچل کو اس کی شوخیاں سمجھ نہیں آئی تھیں بس اسے دیکھ کر رہ گئی اور نظریں ملتے ہی معارج نے بے چینی سے پوچھا۔

"تم پھر روئی ہو۔"

"نہیں تو پہلی بار میک اپ کیا ہے ناں تو آنکھوں میں کچھ چبھ رہا ہے شاید مسکارا آنکھوں میں چلا گیا ہے۔" اس نے ہاتھ میں پکڑے ٹشو سے ایک بار پھر آنکھیں رگڑنا چاہیں تو معارج نے اس کی کلائی تھام لی۔ وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی۔ معارج نے دوسرے ہاتھ سے پیار سے ایک چپت اس کے سر پر لگائی۔

"مسکارا چبھ رہا ہے یا بی بی جان کی خفگی سچ سچ بتاؤ اوکے آؤ آج ہی رو لو پھر کبھی نہیں رونا ہو نہ۔" معارج نے اس کے لیے اپنی بانہیں وا کیں وہ ان میں سما کر بے اختیار ہو گئی۔ معارج نے پہلے تو اسے رونے دیا وہ اس کا درد محسوس کر رہا تھا بی بی جان کے رد عمل سے اسے بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کس حد تک ناراض ہیں۔ پھر اسے بازوؤں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا آنچ کہ بی بی جان کی خفگی اتنی شدید ہوگی کہ وہ نہ یہاں آئیں گی اور نہ ہی ہمیں بلائیں گی خیر تم فکر نہیں کرو ہم کل چل کر ان سے معافی مانگ کر منا لیتے ہیں اوکے۔" معارج نے اس بار خود اس کے ہاتھ سے ٹشو پیپر لے کر آنسو صاف کیے۔

"مگر بی بی جان نے مجھ سے کہا تھا کہ --- کہ ان کا دروازہ آئندہ میرے لیے بند ہو گا۔ وہ بہت ضدی ہیں۔" آنچل اس کے کندھے پر سر رکھ کر رونے کے بعد اب ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔

"اچھا مگر میں نے تو سنا تھا کہ تم بہت ضدی ہو۔"

"نہیں تو کس سے سنا تھا؟" آنچل نے معصومیت سے استفسار کیا تو وہ مسکرا دیا۔ اسے بہلانے میں وہ کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

"نام نہیں بتاؤں گا خیر ہم کل ایک کوشش کرتے ہیں خدا کرے بی بی جان مان جائیں تمہیں شاید اندازہ نہیں ہے آنچل کہ تم میرے پاس ہو کر بھی میرے پاس نہیں ہو۔ میں تمہیں مکمل طور پر اپنے ساتھ دیکھنا' محسوس کرنا چاہتا ہوں۔"

معارج نے بہت سنجیدگی سے اس بار اپنے دل کی بات واضح کی تو وہ کچھ شرمندہ ہو گئی۔ وہ کوشش کے باوجود شاید اسے اپنی محبت کا احساس نہیں دے سکی تھی اسی لیے معارج کے لبوں سے یہ شکوہ برآمد ہوا تھا۔ اسے تو شوہر کی خوشنودی کے سبق پڑھا کر بھیجا گیا تھا۔ وہ خود سے عہد کرتی مسکرائی کہ آئندہ معارج کو شکایت کا موقع نہیں دے گی پھر اپنے مخصوص معصومیت بھرے انداز میں بولی۔

"میں تو آپ کے ساتھ ہوں آپ کے پاس ہوں۔"

"ہاں ساتھ تو ہو مگر پاس نہیں ہو' کتنی دور بیٹھی ہو مجھ سے۔" معارج کا شکوہ سمجھ کر وہ جھینپ کر مسکرا دی۔ اس کا خیال بدل گیا تھا۔ وہ معارج کے کندھے پر سر رکھ کر رو سکتی تھی اس کا ہاتھ تھام کر ہنس سکتی تھی اس کے دل سے بوجھ ذرا سرکا تھا۔

"تم ---؟ اب یہاں کیا کرنے آئی ہو جہاں سے آئی ہو واپس چلی جاؤ۔" دروازے پر بیل بجی تو بی بی جان بدقت اپنے کمرے سے نکل کر دروازہ کھولنے آئیں پھر معارج اور آنچل کو دروازے پر دیکھ کر ان کی رگیں ایک بار پھر تن گئیں۔ انہوں نے ان کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا تھا۔ غصے میں کہہ کر دروازہ دھاڑ سے بند کر دیا۔

عاصمہ بھابی چھت پر کپڑے پھیلانے گئی تھیں گاڑی اپنے گھر کے دروازے پر رکنے پر پہلے تو ٹھٹکیں پھر فوراً ہی نیچے بھاگی آئیں لیکن پھر بی بی جان کو غصے میں دروازہ بند کرتے دیکھ کر نیچے آخری سیڑھی پر ہی کھڑی رہ گئیں۔ اطلاعی گھنٹی اور دستک ایک ساتھ ہوئی تو عاصمہ بھابی نے ہمت کر کے بی بی جان سے کہا۔

"وہ بی بی جان گڑیا اور معارج ---؟"

"نام مت لو ان کا میرے سامنے ان سے کہو آئندہ میرے گھر کی دہلیز پر بھی نہ آئیں۔" دروازہ مقفل نہیں تھا اس لیے معارج کی دستک سے جھری سی بن گئی تھی اور بی بی جان کی آواز بھی باہر آرہی تھی۔ اس وقت تو ویسے بھی ان کا رواں رواں کان بنا ہوا تھا۔ معارج کھلا دروازہ دیکھ کر لرزتی آنچل کا ہاتھ تھام کر اندر بڑھ آیا۔ عاصمہ بھابی صحن میں کھڑی بی بی جان کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"بی بی جان شادی کے بعد وہ پہلی بار آئے ہیں لوگ کیا کہیں گے اگر اس طرح واپس چلے گئے تو۔"

"لوگوں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے اور لوگوں نے تو جو کہنا تھا کہہ چکے ہیں تم بس۔"

"بی بی جان گڑیا بچی ہے نادانی میں اس نے کوئی بات کہہ دی تھی تو آپ اس کی بے وقوف سمجھ کر معاف کر دیں نہ۔"

"بچی نہیں ہے وہ نہ ہی نادان ہے تم سے جو کہا ہے وہ کرو انہیں باہر کا راستہ دکھاؤ میں ان کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔" بی بی جان ان سے رخ موڑے کھڑی تھیں لیکن ان کی پیچھے موجودگی سے باخبر تھیں۔ معارج آنچل کا ہاتھ تھامے ان کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"پلیز آپ ہمیں معاف کر دیں آپ کی ناراضگی ہمیں خوش نہیں رہنے دے گی۔" ان کے سامنے آتے ہی بی بی جان نے اپنی آنکھیں موندھ لیں۔

"خدا کے لیے بی بی جان مجھے معاف کر دیں میں نے تو ایسا کچھ بھی نہیں کیا تھا جس کی آپ مجھے سزا دیتیں میں نے تو صرف اتنا کہا۔" آنچل نے

روتے ہوئے ان کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر انہوں نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑالیا۔

"میں نے تمہیں سزا نہیں دی ہے میں نے تمہاری خوشی پوری کی ہے سزا تو میں نے خود کو دی ہے۔ لوگوں کو رشتہ داروں کو میں اس جلد بازی کی جوابدہ ہوں۔ جاؤ اب اپنی دنیا میں خوش رہو۔" بی بی جان شدید بھڑک اٹھیں۔

"بی بی جان چھوٹوں سے غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں بڑے تو ہمیشہ معاف کرتے ہی آئے ہیں اگر آپ کو لگا تھا کہ آنچل نے میری وجہ سے آپ سے گستاخی کی ہے تو اب میں آپ سے معافی مانگتا ہوں میں نے تو آنچل سے نہیں کہا تھا کہ میری خاطر۔"

معارج اپنے انداز میں انہیں رام کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بی بی جان تو ہتھے سے ہی اکھڑ گئیں۔

"بس آگے ایک لفظ بھی نہیں تم ہی تو ہو جس نے اسے بغاوت کرنا اور ماں کی نافرمانی کرنا سکھایا ورنہ اس کے تو منہ میں تو زبان نہیں تھی۔"

"بی بی جان میں نے تو آپ کے حکم پر ہی شادی۔" آنچل نے سسکی بھری۔ معارج نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولنا چاہے۔

"بی بی جان میں۔"

"خبردار میں نے تمہیں بی بی جان کہنے کا حق نہیں دیا تمہیں ماں اور اس کی عزت و تکریم کا کیا پتا تم۔" معارج نے ضبط سے لب بھینچ لیے۔ بی بی جان کا رویہ نہایت توہین آمیز ہو گیا تھا۔ عاصمہ بھابی نے فوراً آگے بڑھ کر بی بی جان کو مزید کچھ کہنے سے روکا۔

"بی بی جان آپ کمرے میں چلیں۔ آپ کا بلڈ پریشر مزید بڑھ جائے گا۔" بی بی جان کو بازو سے تھام کر انہوں نے معارج کو التجا بھری نظروں سے دیکھا۔ آنچل سر جھکائے بے دریغ آنسو بہا رہی تھی۔ معارج نے اپنے لب سختی سے بھینچ رکھے تھے۔ آنچل کی محبت میں وہ بہت کچھ برداشت کر چکا تھا اور مزید کوشش کر رہا تھا۔

"اس سے کہو میری جو چار دن کی زندگی باقی ہے وہ مجھے سکون سے جینے دے بار بار میرے زخموں کو کریدنے کی کوشش نہ کرے اب یہ میرے لیے اور میں اس کے لیے مرگئی۔ اس سے کہو چلی جائے۔"

"بی بی جان۔" آنچل بے اختیار چیخی تو معارج نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر روکا۔ بی بی جان کا غصہ دیکھ کر اس نے فی الحال واپسی میں ہی عافیت جانی۔

"سنو آنچل آج جو کچھ بھی ہو گیا ہے اسے بھول جاؤ تمہیں میرے ساتھ زندگی گزارنی ہے تو میرے لیے خوش بھی رہنا ہوگا۔ ناؤ چیئر اپ پلیز۔" گھر آنے سے پانچ منٹ پہلے معارج نے اپنی خاموشی کو توڑا۔ بی بی جان کے گھر سے واپسی پر آنچل مسلسل رونے میں مشغول تھی۔ وہ اسے ڈرائیونگ کے دوران روتے دیکھ کر بے چین ہوتا رہا تھا آخر اسے آنچل کو ٹوکنا پڑا۔ آنچل نے اس کی آواز پر پہلے تو چونک کر اسے دیکھا پھر آہستہ سے سر ہلا کر آنسو صاف کرنے لگی بہت سے احساسات اس کی ایک بات سے جاگ اٹھے تھے۔ اس کی ماں تو اس سے روٹھ گئی تھی۔ اب یہی اس کے جینے کا سہارا تھا۔ وہ اب معارج کو اپنے کسی عمل سے ناخوش کر کے مزید سزائیں نہیں جھیلنا چاہتی تھی۔ معارج نے کچھ توقف کے بعد اپنی بات کا سلسلہ جوڑا۔

"آنچل میں تمہیں بہت چاہتا ہوں تم سے شدید محبت کرتا ہوں اس لیے تمہیں روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تمہارے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ پلیز مجھے تکلیف مت دو بی بی جان کو ہم نے منانے کی کوشش تو کی ہے اور پھر میری یا تمہاری کوئی اتنی بڑی غلطی نہیں تھی جسے وہ معاف نہیں کرسکتیں مگر وہ اپنی ضد پر قائم ہیں یا پھر شاید وہ مجھ سے متنفر ہیں اسی لیے تم سے بھی کوئی رعایت نہیں کر رہیں۔ بہرحال اب تمہاری خوشیاں اور تمہارے غم صرف مجھ سے وابستہ ہیں اور میرے تم سے۔ ہم اچھے وقت کا انتظار روتے ہوئے نہیں ہنستے ہوئے کریں گے اوکے۔" معارج نے ایک ہاتھ اسٹیئرنگ سے اٹھا کر اس کا سر تھپتھپایا اور پھر اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ آنچل نے اپنے آنسو پونچھ لیے تھے اور بہت سے عزائم دل میں باندھے اسے اب معارج کے ساتھ ہی جینا تھا اس کی محبت بھرے سائے میں رہ کر اپنی عمر بھلانے کے لیے اسے زیادہ محنت نہیں کرنا پڑتی تھی کیونکہ اس کا ہمدرد اور غمگسار اس کا شوہر موجود تھا۔

معارج کی مزید چھٹی کینسل ہو گئی تھی۔ شادی سے چوتھے دن اسے ڈیوٹی جوائن کرنا پڑی کوئی ایمرجنسی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اسے اپنی خوشیوں کو بھلا کر اپنے فرائض نبھانے جانا تھا۔

عینی بھابی صبح ہی صبح اسے یونیفارم میں ملبوس دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

"تم آج آفس جا رہے ہو مگر تم تو کہیں باہر جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔"

"میرے پروگرام ضرور رہا یہ تکمیل تک پہنچتے جو اگر میری مسز اتنی جلدی نہ دکھاتی۔ اب جب اتنی روکھی پھیکی شادی ہوئی ہے تو ہنی مون بھی ایسا ہی ہو گا۔ ابھی چھٹی مل نہیں سکتی اور ہم کہیں جا نہیں سکتے اس لیے۔" آنچل کی شرمندگی سے نظریں اور سر جھک گیا۔ عینی بھابی اسے گھور کر رہ گئیں۔

"عقل تو لگتا ہے تمہارے پاس ہے ہی نہیں۔"

"پہلے تو تھی مگر اب واقعی آپ کی دیورانی نے لے لی ہے۔" اس نے پہلے کہ عینی بھابی آکر اسے دھپ لگاتیں وہ صرف دودھ پی کر نیپکین سے منہ صاف کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تینوں بچے کالج جا چکے تھے شاید اسی لیے وہ شوخ ہو رہا تھا۔

اپنی کیپ اٹھانے کے بہانے اس نے آنچل کے کان میں سرگوشی کی جس پر وہ سرخ ہو گئی۔

"معارج شرم کرو کچھ میں سامنے بیٹھی ہوں۔" عینی بھابی نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا تو وہ لاپرواہی سے بولا۔

"میں نے ایسا کیا کیا ہے جس پر شرم کروں اب یہ محترمہ ہی بلاوجہ چھوئی موئی بن جاتی ہیں تو میرا قصور ہے اخوہ آج تو میں لیٹ ہو جاؤں گا باقاعدہ رخصت ہونے کی پریکٹس کل سے کریں گے اوکے خدا حافظ۔" عینی بھابی کے کان پکڑنے سے پہلے وہ فوراً ڈائننگ روم سے نکل گیا۔

اس کی مصروفیات اس قدر بڑھ گئی تھیں کہ باوجود کوشش کے وہ گھر پر صرف رات گئے ہی آتا تھا۔ آنچل اکثر اس کے انتظار میں اونگھ رہی ہوتی تھی۔ کبھی عینی بھابی کے کمرے میں بیٹھی رہتی۔ اپنی مصروفیات کے باعث اس نے سب کی دعوتیں فی الحال ملتوی کر دی تھیں۔ شادی کے اٹھارہ بیس دن بعد بھی وہ آنچل کو کہیں لے جا نہیں سکا۔ حالانکہ ایک دو بار سب کو تیار رہنے کے لیے بھی کہا تھا مگر پھر وقت پر آ ہی نہیں سکا تھا۔ آنچل ایک طرف تو اس کی بے انتہا محبت کی اسیر ہو گئی تھی مگر دوسری طرف اکثر معارج کی لاپرواہی اس کا وقت پر نہ آنا اسے بے چین کر دیتا تھا۔ وہ اس کے دیر سے آنے پر بہت زیادہ گھبرا جاتی تھی۔ اپنے کمرے میں اکثر وہ خوفزدہ ہو جاتی تھی اسی لیے عینی بھابی یا آپی نوشی کے کمرے میں پناہ لیتی تھی۔ مگر معارج سے کہنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ جلدی آجایا کرے۔

معارج نے بہت دنوں بعد اسے تیار رہنے کا کہا تھا بلکہ فون پر اسے بتایا بھی تھا کہ وہ آج اکٹھے ڈنر کریں گے اور اچھی سی فلم بھی دیکھیں گے۔ مگر وہ اپنے سابقہ وعدوں کی طرح یہ وعدہ بھی پورا نہیں کر سکا تھا۔ آنچل انتظار کرتے کرتے جب تھک گئی تو اپنے کمرے سے نکل کر نیچے عینی بھابی کے

کمرے میں آگئی۔ ان دنوں ویسے بھی ان کے شوہر بزنس ٹرپ پر تھے اس لیے انہیں آنچل کی اپنے کمرے میں موجودگی گراں نہیں گزرتی تھی۔ آج بھی وہ تیار ہو کر ان کے پاس آگئی تھی۔ اور پھر کافی دیر انتظار کرنے کے بعد آرام دہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی آنکھ لگ گئی اور عینی بھابی بھی باتیں کرتے کرتے سو گئی تھیں۔

رات کے ڈیڑھ بجے معارج کی واپسی ہوئی اس کے ذہن سے آج کا ڈنر اور اپنا پروگرام نکل چکا تھا۔ وہ بے خیالی میں اپنے روم میں آیا تو آنچل کو کمرے میں نہ پا کر بھی اسے کچھ یاد نہیں آیا۔ ادھر ادھر دیکھ کر وہ ٹیرس پر بھی اسے دیکھنے گیا۔ ایک دو بار دونوں وہاں کافی رات تک بیٹھے رہے تھے۔ اسے وہاں نہ پا کر اسے مجبوراً عینی بھابی کے کمرے میں جھانکنا پڑا۔ دروازہ لاک نہیں تھا وہ آرام دہ کرسی پر غیر مطمئن انداز میں بیٹھی سو رہی تھی۔ لائٹ پرپل سلکی ساڑھی کا پلو کندھے سے ڈھلک کر کرسی سے نیچے لٹک رہا تھا۔ لائٹ میک اپ میں اس کا چہرہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس پر سیاہ کندن کا نفیس سیٹ اس کی سج دھج بڑھا رہا تھا۔ اسے اس تیاری میں دیکھ کر معارج کو اپنا وعدہ یاد آیا وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔

"مائی گڈنیس۔" اسے وقت کا بھی احساس ہوا تو آنچل کو جگانے آگے بڑھا۔ آہٹ پر آنچل سے پہلے عینی بھابی جاگ گئیں۔

"تم۔۔۔؟" وہ آواز دبا کر بولیں مگر نظریں وال کلاک کی طرف اشارہ دے رہی تھیں۔ اس نے کان پکڑ کر اشارے سے معافی مانگی تو وہ بازو پکڑ کر اسے کمرے سے باہر لے آئیں۔

"کہاں تھے اب تک تمہیں پرائی بچی کا ذرا خیال نہیں ہے کہاں تو اس کے لیے باؤلے ہوئے جا رہے تھے اور اب لاپرواہی کا عالم دیکھو وعدہ ہی کیوں کرتے ہو جو آ نہیں سکتے۔"

"پرائی بچی میری بیوی بھی تو ہے اور مجھ سے زیادہ اس کا خیال کسے ہو گا۔ کچھ لوگ آ گئے تھے آفس میں بس ذہن سے ہی نکل گیا تھا کہ آج ڈنر کا پروگرام تھا۔" وہ وضاحتی انداز میں بولا۔

"اور یہ شاہانہ قدیر کون ہے اس کے ساتھ گھومنا پھرنا تو ذہن سے نہیں نکلتا۔ اس کے لیے تمہارے پاس وقت ہے مگر۔" بھابی جان کی باتوں پر پہلے تو وہ گڑبڑایا پھر ہنس کر بولا۔

"آپ کی انٹیلی جینس سروس بڑی تیز ہو گئی ہے۔ شاہانہ قدیر کے بارے میں ضرور آپ کے کان محب نے بھرے ہوں گے صبح میں اس کی خبر لیتا ہوں۔"

"ہمیں محب کیوں بتاتا وہ تو تمہارا ہی چمچہ ہے ہماری اپنی آنکھیں ہیں کوئی اور کہتا تو شاید میں یقین نہ کرتی مگر میں نے تو خود شام کو تمہیں شاپنگ سنٹر میں اس کے ساتھ دیکھا تھا اور یقیناً آنچل نے بھی۔" آنچل کا نام سنتے ہی وہ پریشان ہو گیا۔

"آنچل نے؟ بائی دی وے آپ شاپنگ کرنے کیوں گئے تھے کوئی خاص بات تھی۔"

"شاپنگ کے لیے خاص بات ہونا ضروری ہے کیا اپنی لاڈلیوں کا تمہیں پتہ تو ہے ہفتے بعد کچھ نہ کچھ انہیں چاہیے ہوتا ہے۔ یوں تمہارے کارنامے سامنے آ گئے ہیں تو رات سے ہی تپی ہوئی ہوں۔" وہ ان کی باتیں سن کر اب ہنس رہا تھا۔ عینی بھابی مزید جھنجلا گئی۔

"معارج صرف دو ماہ ہوئے ہیں تمہاری شادی کو اور پھر سے تمہارے یہ مشغلے شروع ہو گئے ہیں ہم نے تمہارے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کی تھی وہ تمہاری چاہت سے اس گھر میں آئی ہے مگر تم۔۔۔۔ تمہارے اس قسم کے رویوں کو اب ہم کیا سمجھیں۔"

"بھابی ماں ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے۔ شاہانہ قدیر میری کلاس فیلو رہی ہے۔ اب وہ ایک صحافی ہے۔ اسے اپنی ایک

کتاب لکھنے کے لیے پاکستانی پولیس اور مجرموں کے بارے میں کچھ معلومات چاہئیں میں صرف اس کی ہیلپ کر رہا ہوں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے۔" معارج کی وضاحت پر عینی بھابی نے ماتھے کے بال سمیٹ کر اسے وارننگ دی۔

"اس سے زیادہ یا آگے کوئی بات ہونی بھی نہیں چاہیے آج تم کہاں تھے بچی کو آنے کی آس دلا کر اب آ رہے ہو۔ یہ کوئی شرافت ہے غضب خدا کا لڑکی آدھی رات تک تنہا اکیلی کمرے میں ڈرتی رہتی ہے اور تمہیں کچھ احساس ہی نہیں۔ دفعان کرو اس نوکری کو جس میں نہ چین سکون ہے اور نہ ہی بیوی اور گھر والوں کے لیے وقت۔ بھر پائے ہم تمہاری اس نوکری سے استعفیٰ دو اور سنبھالو اپنے بھائیوں کے ساتھ بزنس۔"

عینی بھابی کا پارہ ایکدم پھر چڑھ گیا۔ اسے ان کی باتیں اس وقت کچھ اچھی نہیں لگ رہی تھیں مگر چپ رہنے پر مجبور تھا۔ صرف ان سے اتنا کہا۔

"نوکری اگر میں نے چھوڑنا ہوتی تو کرتا ہی کیوں۔ ہر کام میں دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے بھائی صاحب بھی تو ہفتوں مہینوں بزنس کی وجہ سے غائب رہتے ہیں آپ بھی تو رہتی ہیں ناں تنہا اکیلی۔"

"معارج ابھی وہ کم عمر ہے چھوٹی ہے آہستہ آہستہ ہی ایڈجسٹ ہو گی۔ تم جلدی نہیں آ سکتے ہو۔"

"اوکے ۔۔۔۔ اوکے آئندہ کوشش کروں گا کہ دیر نہ ہو اب پلیز آپ اسے جگا دیں میں خود بھی بہت تھکا ہوا ہوں اور سونا چاہتا ہوں۔" اس نے سنجیدگی سے کہا تو عینی بھابی اس اٹھانے دوبارہ کمرے میں چلی گئیں۔

"یار کیا تم اپنے روم میں ٹائم نہیں گزار سکتیں مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا کہ ہر روز تمہیں بھابی کے کمرے سے جگا کر لاؤں۔" وہ خمار آلود آنکھوں کو نیم وا کیے اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی تو معارج نے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا۔

"مجھے اکیلے یہاں ڈر لگتا ہے۔" اس نے نیند سے بوجھل آواز میں وجہ بتائی تو وہ مزید چڑ گیا۔

"ڈرنے کی کیا بات ہے یہ تمہارا اپنا گھر اپنا روم ہے۔ تم آرام سے لیٹ کر میوزک سنا کرو کوئی مووی دیکھ لیا کرو یا پھر کوئی میگزین پڑھ لیا کرو اگر خود کو مصروف رکھنا چاہو تو بہت سے راستے ہیں آئندہ اگر میں لیٹ ہو جاؤں تو تم مجھے اپنے کمرے میں ہی ملنا اوکے۔"

اسے شاید تھکن کچھ زیادہ تھی اس لیے اس کا موڈ خراب تھا۔ آنچل نے فوراً پلکیں اٹھا کر اس کا موڈ دیکھنا چاہا مگر وہ باتھ روم میں چلا گیا تھا۔

پچھلے کئی دنوں سے وہ بے حد مصروف نظر آ رہا تھا۔ آج بھی خود ہی پکچر دیکھنے کا پروگرام پتا نہیں کیسے بنا لیا تھا اور پھر پروگرام کے مطابق آیا بھی نہیں تھا۔ وہ اس سے وجہ پوچھنے کی ہمت پیدا کر رہی تھی مگر اب اس کا رویہ دیکھ کر اس کی ہمت جواب دے گئی۔

معارج نہا کر فریش ہو گیا تھا اس لیے موڈ بھی پلٹا کھا گیا تھا۔ آ کر خود ہی وضاحت دینے لگا۔

"آئی ایم سوری جانو ریئلی ارجنٹ میٹنگ اٹینڈ کرنا پڑی تھی اس لیے میں آ نہیں سکا۔ تمہیں خود ہی تھوڑی سی عقل استعمال کر لینی تھی میں گیارہ بجے تک نہیں آیا تھا تو کھانا کھا لیتیں اور چینج کر کے سو جاتیں کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں۔"

آنچل کو اس کا پل پل بدلتا رویہ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ کچھ دنوں سے وہ پھر سے زود رنج ہوتی جا رہی تھی۔ بی بی جان کی ہڑک یکدم اس کے دل میں اٹھنے لگتی تھی۔ شاید اس کے ساتھ ایسا اس لیے ہو رہا تھا کہ وہ معارج کی توجہ میں کمی محسوس کر رہی تھی۔

"اس وقت میں کچھ نہیں کھاؤں گی اور مجھے اب بھوک بھی نہیں ہے۔" معارج کے اصرار

سے بچنے کے لیے اس نے فوراً ہی پیش بندی کی۔

”بھوکی رہ کر مجھے سزا دو گی خیر تم دودھ ضرور پی لینا۔ اچھا جاؤ چینج تو کر کے آؤ۔“ معارج نے اسے بازو سے پکڑ کر ڈریسنگ روم کی طرف دھکیلا۔ اس کا بہت زیادہ رونے کو جی چاہ رہا تھا بار بار دل میں خواہش ابھر رہی تھی کہ شام اس کے ساتھ نظر آنے والی شاہانہ قدیر کے بارے میں ضرور پوچھے مگر وہ ہمت کہاں سے لاتی جو معارج کے سامنے زبان کا تالا کھول دیتی اور پوچھ سکتی کہ اس کی زندگی میں اس کی کیا اہمیت ہے۔ محض ایک بیوی یا عورت کی حیثیت سے وہ اس کے گھر میں پناہ گزین ہے یا دل کی سلطنت میں اس کی محبت کا جھنڈا گڑھا ہے۔ شاہانہ قدیر کے وجود نے اسے بہت سے وہموں اور وسوسوں میں مبتلا کر دیا تھا۔ ماں کے بعد اب اسے معارج بھی خود سے دور ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

معارج کی مصروفیات دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھیں اور اس کی عدم توجہی سے آنچل کی طبیعت مکدر ہوتی جا رہی تھی۔ اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اکثر اس کا دل چاہنے لگا تھا کہ وہ بھاگ کر بی بی جان کی آغوش میں چھپ جائے ان کے گلے لگ کر خوب روئے مگر اس کی یہ خواہش پوری ہوتی نظر نہیں آ رہی تھی۔ بی بی جان کو اس نے کئی فون کیے معافی نامہ بھی لکھا تھا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی تھیں۔ اس کی طبیعت کی گرانی اور بے چینی آخر رنگ لے ہی آئی تھی۔

شادی کے تیسرے ماہ اسے وہ خوشخبری سننے کو مل گئی تھی جس کی ہر لڑکی شادی کے بعد اولین آرزو کرتی ہے۔ عینی بھابی نے ڈاکٹر کی تصدیق کے بعد اس کا منہ چوم لیا تھا۔ معارج انویسٹی گیشن کے لیے شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ اسے ابھی آنچل کی طبیعت کی خرابی کا پتہ نہیں تھا اور نہ ہی اس سے وابستہ خوشخبری کے بارے میں وہ جانتا تھا

اپنے اس دورے کے دوران اسے ایک دن کے لیے لاہور بھی جانا تھا۔

نازک اور بازل نے اس کے اکیلے آنے پر اس کی خوب کھنچائی کی تھی اور نجانے آنچل کے متعلق اس سے کیا کیا کہا تھا جو وہ لاہور سے سخت کبیدہ ہو کر آیا تھا۔ آدھی رات کو گھر میں داخل ہونے کے بعد وہ سوئی ہوئی آنچل کو جگا کر اس سے پوچھ رہا تھا۔

”کیا تم میرے ساتھ خوش نہیں ہو؟“ وہ نیند سے اٹھی تھی اسی لیے اس کی بات کو صحیح طرح سمجھ نہیں پائی تھی۔ ناسمجھی سے بولی۔

”جی؟“

”میں فارسی میں تو نہیں پوچھ رہا ہوں کیا میں نے تمہیں کبھی کوئی خوشی نہیں دی؟“ معارج کا لہجہ پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا۔ آنچل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ نیند اڑنچھو ہو گئی۔

”یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟“ آنچل نے بمشکل کہا۔ معارج نے اپنا تکیہ صحیح ٹھکانے پر رکھتے ہوئے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ کر ایک تیر سا چلایا۔

”میں تو وہی باتیں کر رہا ہوں جو تم اپنے گھر والوں سے فون پر کرتی ہو خطوں میں لکھتی ہو۔“

”جی۔۔۔؟ میں نے تو کسی سے ایسی بات نہیں کی۔۔۔ آپ؟“

”میں جھوٹ بول رہا ہوں ہے ناں۔“

”میں ایسی بات کیوں کروں گی۔“ معارج کے رویئے سے وہ نہ صرف پریشان ہوئی بلکہ بوکھلا بھی اٹھی۔

”اچھا تو تمہارے فرشتوں نے نازک بھابی کو فون کر کے شاہانہ کے بارے الٹی سیدھی باتیں کی تھیں اور تم نے جو اپنی بی بی جان کو خط میں لکھا تھا کہ یہاں خوش نہیں ہو وہ کسی اور نے لکھ دیا تھا۔ تم میرے ساتھ خوش نہیں تھیں مجھے بتا دیتیں میں تمہیں فوراً تمہاری ماں کے پاس چھوڑ آتا۔“

وہ غصے سے پھٹ پڑا تو آنچل کو بھی اس کے غصے اور اشتعال کی وجہ سمجھ میں آئی۔ مگر اس نے اس طرح باتیں نہیں کی تھیں جس طرح وہ جتا رہا تھا اور نہ ہی بی بی جان کو اس طرح لکھا تھا۔ وہ اس کے غصے کو پہلی بار دیکھ رہی تھی اس لیے شدید تکلیف محسوس کر رہی تھی۔ فوراً ہی وضاحتی انداز میں صفائی دینے لگی۔

”میں نے اس طرح بات نہیں کی تھی۔ میں نے اس دن آپ کے ساتھ۔“

”تم نے باتیں کی تھیں اٹس کلیئر مجھے اب کچھ اور نہیں سننا صبح تم اپنی تیاری کرو میں تمہیں جانے سے پہلے وہاں چھوڑ آؤں گا جہاں تم خوش رہ سکتی ہو۔“ معارج نے قطعیت سے کہا تو وہ رو دی۔ اس کا رویہ ہی جان لیوا تھا۔ دن بھر الٹیاں کر کے پہلے ہی وہ نڈھال ہو رہی تھی اور اب معارج کے سنگین رویئے نے اسے ادھ موا کر چھوڑا تھا۔

”آپ میرا یقین کریں میں نے غلط انداز میں بات نہیں کی تھی اور بی بی جان کو منانے کے لیے معافی مانگنے کے ساتھ صرف اتنا لکھا تھا کہ ان کی دعاؤں کے بغیر میری خوشیاں مکمل نہیں ہو سکتیں نازک بجیا بھی بس۔“ وہ سسکی بھر کر رونے لگی۔

”مجھے تمہاری کسی قسم کی صفائی کی ضرورت نہیں ہے مجھے سکون سے سونے دو کل تمہیں چھوڑ کر مجھے واپس جانا ہے۔“ معارج نے کروٹ بدل کر لائٹ بند کر دی۔

”میں کہاں جاؤں گی مجھے یہیں رہنا ہے پلیز مجھے معاف کر دیں۔“ آنچل نے شدید بے بسی محسوس کرتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر متوجہ کرنا چاہا اگلے ہی لمحے اس کا ہاتھ جھٹک کر وہ درشتگی سے بولا۔

”تم یہاں کیسے رہو گی یہاں تو میں تمہاری سوکن کو لا رہا ہوں ناں۔“ نازک اور نازل کی کی باتیں اسے مسلسل چبھ رہی تھیں اس نے کسی اور سے نظر ملائی ہوتی تو آنچل کے لیے دیوانہ ہی کیوں ہوتا۔

بازل نے بھی اس کا دوست بن کر نہیں آنچل کے بہنوئی کی حیثیت میں پوچھ گچھ کی تھی۔ اسے آنچل پر شدید غصہ تھا کہ اس کی ذات سے کوئی شکایت تھی تو وہ اسی سے کہتی نازک، بی بی جان یا بازل سے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

”آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ایسا نہیں کر سکتے میں مر جاؤں گی اگر۔۔۔۔؟“

روتے روتے اس کی آواز گھٹ گئی اور پھر مزید بولنے کی کوشش میں پھندا لگ گیا۔ وہ کھانستی ہوئی نیم تاریکی میں باتھ روم میں بھاگی۔ سونے سے قبل کھایا پیا سبھی کچھ حلق کے ذریعے واپس آ گیا۔ معارج نے اس کی بات سننے کی کوشش کی تھی مگر وہ خود ہی بات ادھوری چھوڑ کر کھانستی ہوئی بھاگی تھی۔ معارج فوراً اٹھ کر اس کے پیچھے گیا۔ وہ سیدھی ہو کر سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر لمحہ بھر کو معارج کے دل میں رحم آیا مگر پھر اگلے ہی لمحے ذہن میں ایک خیال کے کلبلاتے ہی اس نے آنچل کو بازو سے پکڑ کر کمرے میں کھینچا اور اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔ وہ چکرا کر بیڈ پر گر گئی۔

”مرنے کا اتنا ہی شوق تھا تو اپنے گھر جا کر مرنا مجھے کسی مصیبت میں مبتلا مت کرو۔“ حیرت، صدمہ اور بے یقینی ایک ساتھ آنچل کی آنکھوں میں سمٹ آئی۔ آنسو جیسے ٹھہر گئے۔ معارج اس پر بلاوجہ ہاتھ اٹھائے گا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس کے طرز عمل نے اسے صدمہ پہنچایا تھا اور آدھی رات کو آ کر وہ اس قسم کی باتیں کرے گا اسے حیرت ہو رہی تھی۔

اس کے وجود میں درد کی لہریں اٹھنے لگیں۔ غصے اور صدمے سے اس کے اعصاب تن گئے تھے۔ مگر وہ کسی قسم کا ردعمل دکھانے کی مجاز نہیں

تھی۔ وہ نجانے کیا کیا سن کر آیا تھا۔ نازک نے نجانے اس سے کس طرح بات کی تھی جو وہ یوں آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ اس کی اتنی بڑی غلطی نہیں تھی جتنی وہ سزا دے رہا تھا۔ وہ تو اس کی طرف سے محبتوں عنایتوں کی تمنائی تھی۔ اس کی زندگی میں ایک نیا موڑ آ رہا تھا جو زندگی کو حقیقی خوشیوں کی جانب لے کر جاتا تھا اور معارج اپنے راستے بدلنے کی باتیں کر رہا تھا۔

وہ باقی رات اسی طرح سسکیاں دباتی لیٹی رہی۔ معارج کو اس کے جاگنے کا احساس تھا اسی لیے وقفے وقفے سے اسے کچوکے لگاتا رہا۔ اس نے محبوب سے شوہر بننے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ مرد کی فطری انا نے اس کے سارے حساس جذبوں کو فی الحال تھپک کر سلا دیا تھا۔ آنچل رتجگے سے زیادہ غم و صدمے سے نڈھال تھی۔ اپنے معمول کے مطابق اٹھنے میں اسے دقت تو ہو رہی تھی مگر اس نے اپنی ہمتیں جمع کیں اور بستر چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ رات کے مقابلے میں وہ اب خود کو اس کی باتوں کے جواب دینے کے لیے تیار کر چکی تھی۔ وہ جیسے ہی نیچے جانے کے لیے دروازے کی طرف بڑھی معارج کی آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

"کہاں جا رہی ہو؟ --- واپس آؤ۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آنچل بازل نخواستہ مڑ کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"تم نے جو کچھ پیک کرنا ہے کر لو دس بجے میری میٹنگ ہے پھر میں تمہیں چھوڑ آؤں گا۔" وہ سنگدلی سے کہتا خود بھی بستر سے نکل آیا۔

"میں کہاں جاؤں گی؟ میں نہیں جاؤں گی کہیں۔"

"کیوں یہاں میرے ساتھ تم خوش نہیں رہ سکتی ہو جاؤ اپنی جنت کو خوش کرو وہ بھی تو یہی چاہتی ہیں ناں کہ تم مجھے چھوڑ دو جاؤ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔" وہ سخت غصے کی لپیٹ میں تھا۔

"کیا؟ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں خدا کے لیے ایسی باتیں مت کریں بی بی جان کتنی بھی ناراض سہی ایسی بات ہرگز نہیں کہیں گی آپ کو جس نے بھی بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ ایسا ہوتا تو؟" آنسوؤں سے اس کی آنکھیں لبریز ہو کر چھلک پڑیں۔ آواز گھٹ گئی صدمے سے وہ چیخنا چاہتی تھی مگر ہمت نہیں پڑی۔

"صبح صبح میرا دماغ خراب مت کرو۔ مجھے تمہاری ایکسکیوز کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ تقریباً دھاڑا تھا وہ پہلے تو سہم گئی پھر فوراً سنبھل کر معافی مانگنے لگی۔

"پلیز آپ مجھے معاف کر دیں مجھے یہیں رہنے دیں۔ میری بات تحمل سے سن لیں گے تو آپ کی غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ بات اس طرح ہوئی تھی کہ۔" اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور اپنا حلق تر کرنے کے لیے تھوک نگلا۔

معارج اس کی بات سنے بنا ہی باتھ روم میں جا گھسا اور کھٹاک سے دروازہ بند کیا۔ وہ بے بسی کے زبردست احساس سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ معارج اتنی جلدی بدل جائے گا اس نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ نازک سے بہن بن کر اپنے دل کا درد کہا تھا۔ کیا پتہ تھا کہ یہ درد اس کی زندگی میں پھیل کر اس کی ازدواجی زندگی کو بھی بے جان اور کھوکھلا کر دے گا۔ وہ لرزتی ٹانگوں سے سر تھام کر صوفے پر بیٹھ گی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ معارج کو کس طرح سمجھائے۔ وہ اپنی سوچوں میں الجھی ہوئی تھی دستک کی آواز پر چونک کر سر اٹھایا۔ عینی بھابی دستک دے کر کمرے میں داخل ہو رہی تھی ان کے ہاتھ میں مٹھائی کی پلیٹ تھی۔

"السلام علیکم۔" اس نے کوشش کی کہ اپنی آواز کا تاثر نارمل رکھے۔

"وعلیکم السلام جیتی رہو خوش رہو کیا بات ہے طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟" آنچل کا دل چاہا ان کے گلے لگ کر رو دے مگر معارج کا خوف بھی حواس پر حاوی تھا۔ وہ کسی بھی لمحے باتھ روم سے آیا چاہتا تھا اس لیے خود کو سنبھال کر بولی۔

"ساری رات سر بوجھل رہا ہے اور شدید درد بھی۔ متلی بھی ہو رہی ہے۔" اس نے آنسوؤں کو چھلکنے سے روکا۔ عینی بھابی محبت سے اس کے پاس بیٹھ گئیں۔

"فکر نہیں کرو شروع شروع میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ماں بننا آسان کام تو نہیں ہے تم پریشان نہ ہو آج ہم ڈاکٹر سمیرا کے پاس چلیں گے وہ ضرور کوئی حل بتائے گی۔ معارج کہاں ہیں اس کی گاڑی تو پورچ میں کھڑی ہے رات کس وقت آیا تھا تم نے اسے خوشخبری سنائی ہے یا نہیں؟"

عینی بھابی نے اسے تسلی دیتے ہوئے اچانک کئی سوال پوچھے۔ جن کے وہ جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی بس آخری سوال کے جواب میں نفی میں گردن ہلائی۔

"کیوں؟ بہت ہی شرمیلی ہو تم۔" انہوں نے اس کی خاموشی سے خود ہی نتیجہ اخذ کیا۔ تبھی معارج تولیے سے بال رگڑتا باتھ روم سے برآمد ہوا اور ٹھٹک کر وہیں کھڑا ہو گیا۔ اس کا خیال تھا آنچل نے انہیں بلایا ہے۔ ان سے اس کی شکایت کرے گی۔ اس نے گیدگی سے آنچل کو گھورا وہ نظریں جھکا کر بیٹھنے کے باوجو اس کی نظروں سے ٹپکتی آگ کو اپنے وجود میں اترتا محسوس کر رہی تھی۔

"السلام علیکم بھابی ماں صبح صبح خیریت ہے؟"

"خیریت ہے بلکہ بہت بڑی خوشخبری ہے۔" عینی بھابی جو مٹھائی کی پلیٹ میز پر رکھ چکی تھیں اٹھ کر اس کی طرف بڑھیں۔ عینی بھابی کی خوشدلی دیکھ کر اس نے اپنے تاثرات بدلے۔

"لو پہلے پہلے منہ میٹھا کرو پھر خوشی کی خبر سنو۔"

"صبح صبح مٹھائی کیا کروڑ کا پرائز بانڈ نکل آیا ہے۔"

"اس سے بھی زیادہ۔"

"کیا دو نکلے ہیں؟" وہ تولیہ بیڈ پر اچھال کر فوراً بولا۔

"بک بک نہیں کرو منہ کھولو۔"

"پلیز بھابی اتنی صبح دل نہیں چاہ رہا ابھی تو چائے بھی نہیں پی۔ آپ خبر سنائیں میں ناشتے میں کھا لوں گا کہیں محب کے لیے لڑکی تو نہیں ڈھونڈ لی پلیز بھابی اس کے فائنل کے بعد ہاؤس جاب کا تو انتظار کر لیں پھر۔"

"میری نہ سنتا بس اپنی بک بک کیے جاؤ محب تمہارا ہی بھتیجا ہے میری پسند کی ہوئی لڑکی اسے کہاں پسند آئے گی افوہ تم مجھے کن باتوں میں الجھا رہے ہو معارج تمہیں پتہ ہے کہ؟"

"میں --- چائے بنا کر لاتی ہوں۔" عینی بھابی کی بات کاٹ کر وہ فوراً کھڑی ہو گئی۔ معارج نے اسے سپاٹ لہجے میں روکا۔

"رہنے دو میں نیچے جا کر پی لوں گا۔"

"ہاں --- ہاں تم آج آرام کرو بلکہ ناشتے کے بعد ڈاکٹر کے پاس چلنے کی تیاری کرو۔" آنچل کو روک کر انہوں نے پھر معارج کو مخاطب کیا۔

"تم ہمیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤ گے یا ہم خود چلے جائیں۔"

"ڈاکٹر کے پاس کس لیے؟" اس نے الجھن سے دیکھتے ہوئے پوچھا نظریں آنچل کے سراپے پر بھی بھٹکیں وہ پچھلے ایک ہفتے میں خاصی کمزور اور مرجھا سی گئی تھی۔ مگر فی الحال وہ غصے کی لپیٹ میں تھا اسی لیے اس کے لیے اپنے دل میں ہمدردی محسوس نہیں کر سکا تھا۔ اسے نظرانداز کر کے پوچھنے لگا۔

"آپ مجھے کوئی خوشخبری سنانے آئی تھیں۔"

"ہاں تو اسی لیے تو ڈاکٹر کے پاس جانا ہے مبارک ہو تم باپ بننے والے ہو۔"

"وہاٹ ---- یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں اونو اتنی جلدی۔" آنچل نے سر اٹھا کر اس کے تاثرات دیکھنا چاہے جو خاصے حوصلہ شکن تھے۔ اس کے چہرے پر خوشی کی رمق بھی نظر نہیں آئی تھی۔ عینی بھابی نے اس کی بات اپنی سمجھ کے مطابق سمجھ کر اسے دھپ لگائی۔

"یہ جلدی تم نے ہی دکھائی ہے اچھا مجھے بتاؤ ہم خود چلے جائیں یا تم لے جاؤ گے۔"

"میری تو دس بجے میٹنگ ہے اور آج ہی دوبارہ جانا ہے۔ میں آپ کو بتانا بھول گیا ہوں میں دو ماہ کے لیے آفشل کورس پر جا رہا ہوں اس لیے آنچل کو میں اس کے گھر چھوڑنے جا رہا ہوں یہ وہاں زیادہ خوش رہے گی۔"

"کیا کہہ رہے ہو معارج کیا بی بی جان راضی ہو گئی ہیں؟"

"یہ جائے گی تو راضی ہو ہی جائیں گی مجھے تو خیر وہ دیکھنا بھی پسند نہیں کریں گی البتہ بیٹی رہنے جائے گی تو خوش ہو جائیں گی۔" معارج کے لہجے میں چھپے طنز کو صرف وہی سمجھ رہی تھی۔ فوراً التجائیہ انداز میں بولی۔

"بھائی جان مجھے یہیں رہنا ہے۔ مجھے پتہ ہے وہ مجھے معاف نہیں کریں گی اسی لیے پلیز۔" اس کی آواز آنسوؤں کی وجہ سے بند ہو گئی۔

"معارج آنچل خوش نہیں ہے جانے سے تو تم کیوں بھیجنا چاہ رہے ہو۔ تم بے فکر رہو میں بھی اس کا ماں جیسا ہی خیال رکھوں گی۔ آنچل کو وہاں بھیجنا بھی ہو گا تو زمانے کے دستور کے مطابق بھیجیں گے وہ بھی اگر وہ لوگ خوشی سے لینے آئیں گے تب۔" عینی بھابی نے اسے رسان سے سمجھانے کی کوشش کی وہ استہزائیہ انداز میں ہنس کر بولا۔

"ہونہہ دستور پہلے ہمارا کون سا کام قاعدے یا دستور کے مطابق ہوا ہے جو اب۔"

"اچھا بس تم اس معاملے میں مت الجھو اور یہ تم نے کیا بیٹھے بٹھائے کورس کا سوشا چھوڑ رہے ہو۔ اب آگے بیوی کو تمہاری ضرورت ہو گی اور تم نجانے کہاں بیٹھے ہو گے۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں اسے اس کے گھر والوں کے حوالے کریں تا کہ آپ کو بھی ٹینشن نہ رہے اور مجھے بھی۔"

"معارج تم آج کیسی باتیں کر رہے ہو مجھے آنچل سے کیا ٹینشن ہو گی یہ میری بہو ہے بیٹی ہے مجھے تو جب سے یہ خوشخبری ملی ہے میری خوشی کا ٹھکانہ ہی نہیں ہے اور تم کیسی جلی کٹی باتیں کر رہے ہو گھر چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہ رہا تو لعنت بھیجو نوکری پر تمہیں نوکری کی ضرورت بھی کیا ہے۔" وہ اس کی چڑچڑاہٹ کی وجہ گھر سے دوری کو سمجھ رہی تھیں۔

"میں سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں مگر اپنی نوکری نہیں۔" اس نے آنچل کو کچھ جتاتی نظروں سے دیکھا۔ ایک میخ سی اس کے جگر میں گڑھ گئی۔ تعلقات اور احساسات اس طرح بھی اپنا روپ بدل سکتے ہیں اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ بی بی جان کا غصہ اور انا تو اس کی سمجھ میں آتی تھی مگر معارج کی ضد اور غصے کا جواز اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ اس نے برائی میں کوئی بات کی ہوتی تو وہ اس کے رویوں کی سزا بھگتنے کی خود کو حقدار سمجھ لیتی مگر بنا قصور کے وہ جس قسم کی سزائیں دے رہا تھا وہ اس کی برداشت سے باہر تھی مگر اسے خاموشی سے برداشت کر لینے میں ہی عافیت نظر آ رہی تھی۔ البتہ اس نے دل میں ارادہ باندھ لیا تھا کہ یہاں سے نہیں جائے گی۔

"تو جاؤ پھر کرو تم نوکری اور ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو کل تمہارے بھائی بھی آ رہے ہیں وہی تم سے بات کریں گے۔" عینی بھابی ناراضگی سے کہہ کر اس کے کمرے سے نکل گئیں۔ نیچے سے ویسے بھی اشنی نوشی انہیں آوازیں دے کر بلا رہی تھیں۔ عینی بھابی کے نکلتے ہی وہ اس کی جانب آیا۔

"اندازہ تو مجھے پہلے ہی ہو گیا تھا اب تو یقین بھی ہو گیا ہے کہ اب تک تم میرے ساتھ محض مجبوری میں سب کچھ شیئر کرتی رہی ہو تمہاری نیت میں کھوٹ اور خلوص میں جھوٹ شامل رہا ہے اسی لیے رات سے اب تک تم نے مجھے اتنی بڑی بات نہیں بتائی کہ تم ---- آخر تم چاہتی کیا ہو؟ اس ڈراما بازی کا مقصد کیا ہے۔" وہ پھر سے بدگمانی اور غصے کی چنگاریاں اڑانے لگا۔ وہ اڑتی چنگاریوں سے خود کو بچانے کی خاطر روہانسی ہو کر بولی۔

"میں آپ کو بتانا چاہتی تھی مگر آپ نے موقع ہی کب ----"

"بکواس مت کرو تم نے کوشش ہی نہیں کی کہ میری کسی بات کا جواب دو ٹھیک ہے تم یہاں رہو کم از کم بچے کی پیدائش تک تو تمہیں مجبوراً یہاں رہنا پڑے گا۔ میں نہیں چاہتا تمہارے گھر والوں کی نفرتوں کے نتیجے میں میرے بچے کی زندگی کسی خطرے میں پڑے اور اس عرصے میں تمہیں بھی اپنی ماں کو بھلانا ہو گا بعد میں تو تمہیں انہی کے پاس جا کر رہنا ہے اس لیے۔"

"خدا کے لیے بس کریں ---- بس کریں۔" وہ بے ساختہ چیخ پڑی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"آپ سے میں اپنے ہر قصور ہر گناہ کی معافی مانگ چکی ہوں پھر بھی آپ۔" وہ آنسو روک کر بمشکل بولی پھر سسکنے لگی۔

"آپ کو اگر اپنی زندگی میں کسی اور کو بھی شامل کرنا ہے تو ضرور کریں مگر مجھے اس طرح اذیتیں مت دیں۔" اس کی سسکیاں اس کے اندر اٹھے شور کو عیاں کر رہی تھیں۔

معارج شٹ اپ کہہ کر کمرے سے ہی نکل گیا اور پھر نہ اس سے بات کی نہ اسے دیکھا۔ وہ سب سے خود کو چھپانے کی خاطر طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا کر کمرے سے ہی نہیں نکلی تھی۔ عینی بھابی بھی بحیثیت عورت سمجھتی تھیں کہ وہ معارج کے جانے سے دل برداشتہ ہے اس لیے انہوں نے بھی سارا دن کسی کو اسے تنگ نہیں کرنے دیا۔

اس کے حوالے سے یہ خوشخبری جان کر اس کی بہنیں بھائی اور بھابی بھی آئے تھے۔ نہیں آئی تھی تو ایک بی بی جان نہیں آئی تھیں نجانے ان کے دل میں کیا تھا اسے اپنی کم نصیبی پر رہ رہ کر رونا آتا تھا۔ سبھی اس کی دلجوئی میں لگے رہتے تھے اس کی خاموشی اور اداسی ختم کرنے کی کوششیں کرتے مگر وہ کیا کرتی کیا بتاتی اس کی زندگی سے خوشیاں تو وہ ستمگر اپنے ساتھ لے گیا تھا اور پلٹ کر خبر بھی نہیں لی تھی کہ وہ کس حال میں ہے دو کے بجائے اسے پانچ ماہ ہو گئے تھے گئے ہوئے محب کو یا بھائی ہی وہ فون کر کے اپنی خیر خیریت کی اطلاع کر دیتا تھا اور اطلاع دینے کا وقت بھی آدھی رات کو ہوتا۔ اس وقت محب کو ہدایت بھی ملتی کہ آنچل کو ڈسٹرب نہ کرے اس سے وہ دن میں بات کرے گا اور وہ دن پچھلے پانچ ماہ میں آیا ہی نہیں تھا۔

وہ بہت مایوس اور پریشان رہنے لگی تھی۔ جیسے جیسے دن قریب آ رہے تھے وہ لاغر ہوتی جا رہی تھی۔ اس کی ڈاکٹر بھی تشویش میں مبتلا رہنے لگی تھی۔ کبھی پیار سے کبھی ڈانٹ کر اسے مکمل آرام اور متوازن خوراک کھانے کی ہدایات بھی کرتی رہتی تھی اور وہ صرف سر ہلا کر رہ جاتی۔ ڈاکٹر کی مزید تشویش ظاہر کرنے پر عینی بھابی کا غصہ معارج کے لیے دوگنا ہو گیا۔ ان کی ڈانٹ محب نے بھی کئی بار کھائی تھی۔ ان کا خیال تھا محب کو اس کا پتہ

ٹھکانہ معلوم ہے وہ جان بوجھ کر اپنے چاچو کی پردہ پوشی کر رہا ہے۔

"تم مجھے آج تو اس کا نمبر دے ہی دو محب ورنہ تمہارے باپ سے تم دونوں کی وہ مرمت کرواؤں گی کہ عمر بھر یاد رکھو گے عرصہ ہو گیا ہے گھر سے غائب ہوئے نہ پیچھے کسی کی خبر لی نہ دی۔ یہی کچھ کرنا تھا تو شادی کی کیوں تھی۔ فوراً میری اس سے بات کراؤ میں اس کی وہ خبر لوں گی کہ یاد رکھے گا۔" عینی بھابی سخت غصے میں تھیں۔ محب ابھی آ کر کالج سے بیٹھا ہی تھا اس کی شامت آ گئی تھی۔

"مما چاچو پتہ نہیں کہاں ہوں گے اچھا مجھے فریش تو ہونے دیں۔" ماں کے گھورنے پر وہ جلدی سے بولا۔

"تم لوگوں کو رحم نہیں آتا اس معصوم پر تمہارے چاچو نے اس کا میکہ اپنے کرتوتوں س چھڑوا ہی رکھا ہے اب کیا دنیا سے بھی۔" وہ شدید غصے میں تھیں۔ ڈاکٹر نے بھی تو آنچل کی گرتی حالت کا ذمہ دار انہیں ٹھہرایا تھا اور جو ذمہ دار تھا وہ نجانے کہاں بیٹھا تھا۔

"پلیز مما۔" محب نے آنچل کی موجودگی کا احساس کر کے ماں کو ٹوکا تو آنچل نے بھی انہیں فون کرنے سے منع کیا۔

"آپ انہیں نہ بلائیں میں ٹھیک ہو جاؤں گی بس کچھ دن کی بات ہے پھر۔"

"اسی حوصلے سے خود کو بھی سنبھالو شکل دیکھو ذرا اپنی پیلی پھٹک ہوتی جا رہی ہو۔ تمہارے بہن بھائیوں میں سے کوئی آ جائے تو میں کیا منہ دکھاؤں گی۔ میں ماں ہوں تمہارا دکھ سمجھتی ہوں مرد کو کیا پتہ ان اذیتوں اور وسوسوں کا وہ ایسا ایک لمحہ بھی گزارے تو ہوش ٹھکانے آ جائیں مگر معارج کو تو میں کبھی معاف نہیں کروں گی۔" وہ اس کے دکھ کو اپنے قلب و روح میں محسوس کر رہی تھیں اسی لیے جذباتی ہو رہی تھیں ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ معارج سامنے ہو اور وہ جی بھر کے اسے سنائیں اور دو چار کس کے تھپڑ لگائیں۔ اس کے رویوں کا انہیں بھی کچھ کچھ اندازہ ہو گیا تھا۔

ڈلیوری سے پہلے اس کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ وہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ ڈاکٹر صرف بچے کو بچانے کی ضمانت دے رہے تھے اس کی زندگی سے پرامید نہیں تھے۔ عینی بھابی کے حواس بھی قابو میں نہیں تھے۔ معارج کا کہیں اتہ پتہ نہیں تھا۔ وہ گھبرا کر بی بی جان کے پاس بھاگی گئی تھیں۔ آپریشن کے لیے کسی ایک کے دستخط تو ضروری تھے۔ وہ تن تنہا اتنا بڑا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتی تھیں۔

"خدا کے لیے بی بی جان اس وقت غصہ تھوک دیں اپنی ناراضگی بھلا دیں آنچل کی زندگی خطرے میں ہے اور اسے آپ کی ضرورت ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔"

بی بی جان آخر آنچل کی ماں تھیں اس کی حالت کا سن کر ان کا کلیجہ بھی کانپ اٹھا۔ ضد اور غصہ تو کبھی کا رخصت ہو چکا تھا۔ اب انا کی دیواریں بھی لرز رہی تھیں، ذرا سی ضرب مزید پڑتی تو زمین بوس ہو جاتیں۔

"بی بی جان آپ کن سوچوں میں ہیں آنچل کو یقیناً ہماری منتظر ہو گی اسے ہماری ضرورت ہو گی۔" عاصمہ بھابی نے انہیں سوچوں میں غرق دیکھ کر ملتجی انداز میں کہا۔

"وہ اس کا دعویدار کہاں گیا۔ بڑی بڑی باتیں کر رہا تھا اس روز مجھے سمجھا رہا تھا اب کہاں جا چھپا ہے۔ مجھے تو پہلے ہی۔" معارج کے لیے ان کے دل میں کبیدگی کم نہیں ہوئی تھی۔ عینی بھابی انہیں حق بجانب سمجھ رہی تھیں جبکہ عاصمہ بھابی نے رشتے کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے انہیں مزید کچھ کہنے سے پہلے ٹوکا۔

"بی بی جان یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ بعد میں گلے شکوے ہوتے رہیں گے۔ چلیں ہم چلتے ہیں خدانخواستہ کچھ ہو گیا تو ساری زندگی ایک دوسرے کو الزام دیتے رہیں گے۔ آپ ماں ہیں اس کی اس کے بچے کی زندگی کے لیے دعا کیجیے۔"

"اسے میری دعاؤں کی کیا ضرورت وہ تو۔" بی بی جان بھی آخر آبدیدہ ہو گئیں۔ عینی بھابی نے ایک بار پھر التجا کی۔

"آپ ایک بار اسے چل کر تو دیکھیں اسے آپ کی ہی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ آپ کی ناراضگی نے اسے خوش رہنے نہیں دیا اور شاید اسی لیے وہ معارج کو بھی خوش نہیں رکھ سکیں۔ وہ ہمیں کچھ نہیں بتاتی مگر مجھے اندازہ ہے کہ کوئی بات ضرور ہے جو معارج کو گھر سے دور لے گئی ہے۔" بی بی جان نے چونک کر سر اٹھایا۔ بی بی جان کی آنکھوں میں ابھرتے سوال سے فی الحال عینی بھابی نے نظریں چرائیں اور انہیں لے کر ہاسپٹل پہنچیں۔

تڑپتے ہوئے آنچل کا رواں رواں صدا دے رہا تھا کہ کہیں سے بی بی جان آ جائیں اور وہ ان کی آغوش میں چھپ کر اپنی ہر تکلیف بھلا دے۔ ہاسپٹل میں عینی بھابی کے ساتھ بی بی جان کو دیکھ کر اسے اپنی بصارت پر یقین نہیں آیا۔ اسے محسوس ہوا تھا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔ بی بی جان اسے دیکھ کر تڑپ اٹھی تھیں۔ بستر پر پڑی وہ آنچل نہیں تھی بلکہ ہڈیوں کا ڈھانچہ معلوم ہوتی تھی۔ اس کا رنگ روپ بھی کچھ ماند پڑ چکا تھا۔ آنکھوں میں ویرانیاں اور وحشتیں لرزاں تھیں بی بی جان پر اس کے آنسو اس کی قلبی کیفیات عیاں کر رہے تھے۔ ان کی ناراضگی سے سلسلہ وار جڑتی اس کی زندگی کی لحظہ بہ لحظہ بڑھتی تکلیفیں اس کی آہوں سے ہویدا ہو رہی تھیں۔

"آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے ناں بی بی جان۔"

"ہاں---- میری بچی خطا مجھ سے ہی ہوئی جو تجھے خود سے کاٹ کر پھینک دیا۔ کیا کرتی برسوں کے اعتماد میں رخنہ پڑ گیا تھا۔ بصارتیں، سماعتیں سبھی دھوکا دینے لگی تھیں۔ دل اور دماغ الگ الگ گواہی دینے کھڑے ہو گئے تھے کس کی سنتی کس کی مانتی۔"

بی بی جان بھی بے بسی کے شدید احساس سے مغلوب ہو کر رو پڑیں۔ آنچل تو جیسے انہی کے انتظار میں تھی۔ عجب سا سکون اس کے رگ و پے میں اترا تھا۔ وہ جس مرحلے سے گزر رہی تھی اب اس کا خوف نہیں تھا۔ ڈاکٹر نے بی بی جان سے آپریشن کی اجازت لی۔ انہیں تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ میجر آپریشن تھا بچہ صحت مند تھا اور ماں بے حد کمزور۔ آنچل کی زندگی کو خطرہ تھا۔ انہوں نے آنچل کی خاموش پکار سن کر ڈاکٹر سے کہہ دیا۔

"میری بیٹی کا اللہ وارث ہے ڈاکٹر صاحب آپ اس کے بچے کو بچانے کی کوشش کریں۔" عینی بھابی نے چونک کر انہیں دیکھا۔ ڈاکٹر انہیں تسلی دینے لگی۔

"آپ فکر نہ کریں ہم اپنی سی کوشش کریں گے ان شاء اللہ ماں اور بچہ صحیح سلامت رہیں گے۔ آپ دعا کیجیے وہ دعاؤں کا سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ ہم یہ سب صرف فارمیلٹی کے لیے لکھواتے ہیں ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔" ڈاکٹر کی تسلی نے امید کی کرن دکھائی تھی۔

آنچل نے ایک صحت مند بیٹے کو جنم دیا تھا۔ مگر خود وہ تین دن تک بے ہوش رہی تھی۔ معارج بھی آ گیا تھا۔ آنچل کی حالت نے اسے پریشان کر دیا تھا۔ اس نے ایسا نہیں چاہا تھا۔ وہ تو محض وقتی غصے میں نجانے کیا کچھ کہتا رہا تھا کچھ عرصہ بعد خود پر لعنت ملامت بھی کی تھی۔ آنچل کی تڑپ کو

بی بی جان نے دل سے کدورت تو پہلے ہی نکال دی تھی اب ظاہری ناراضگی بھی ختم کر کے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

تیسرے دن آنچل ہوش میں آئی۔ سب کی دعائیں رنگ لے آئی تھیں۔ سب کو اپنے اردگرد دیکھ کر نئی زندگی اور توانائی اس کے وجود میں دوڑ گئی۔ سب کے چہروں سے نظر دوڑتی ہوئی بی بی جان کے چہرے پر ٹھہر گئی۔ انہوں وہاں دیکھ کر احساس تشکر سے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ بی بی جان نے فوراً اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر خاموش انداز میں تسلی دی۔ نرس نے اسی اثناء میں اس کے پہلو میں اس کا بیٹا لٹایا۔ ممتا کا بھرپور احساس اس کے چہرے پر چمک اٹھا۔ عینی بھابی بھی محبت و گرمجوشی سے اسے چوم کر مبارک باد دے رہی تھیں۔

"بیٹا مبارک ہو اور سنو وہ نالائق بھی آگیا ہے باہر کھڑا ہے تم اجازت دو تو بلوا لیں۔" ان کی سرگوشی پر اس نے پہلے حیرت اور پھر الجھن سے انہیں دیکھا۔ وہ اجازت دینے کی مجاز کب ٹھہرائی گئی۔ یہ بات اس کے لیے نئی تھی۔ اسے تو بنا خطاؤں کی سزائیں سنانے والوں نے بولنے کا حق بھی نہیں دیا تھا اب اجازت طلب کر کے اسے معتبر کیا جا رہا تھا۔ جو آنسو اس کی آنکھوں میں ٹھہرے تھے آخر چھلک پڑے۔ معارج نے اسے کم نہیں ستایا تھا۔ اس سے بے اعتنائیاں برت کر زندہ درگور کر دیا تھا۔ اس کے بطن میں نئی روح نہ ہوتی تو وہ تو کبھی کی مر گئی ہوتی۔

"اب روؤ نہیں مائیں روتی ہوئی اچھی نہیں لگتیں انہیں بہت بہادر بننا پڑتا ہے اور سنو اب اسے کھینچ کر رکھنا۔" عینی بھابی نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے تنبیہی انداز میں ٹوکا۔

"ہاں بچی معاف کر دینے سے روح بہت ہلکی پھلکی ہو جاتی ہے۔"

بی بی جان اپنے کسی خیال سے چونک کر بڑبڑائیں آنچل نے انہیں ڈبڈباتی نظروں سے دیکھا۔ ان کے چہرے پر پہلے والی نرمی اور ممتا تھی۔ انہوں نے آنچل کا ہاتھ تھام کر پیار سے سہلایا تو وہ واقعی اندر تک سرشار ہو گئی۔ اس کی زندگی میں بی بی جان کی محبت و شفقت ہی تو کمی تھی۔ انہی سے دوری نے تو اس کی زندگی کی تمام لطافتوں کو بے مزا کر دیا تھا۔ اس نے پرسکون ہو کر قدرے مسکرا کر ان سب کی جانب دیکھا۔ سب کے متفکر چہروں پر اب پر اطمینان تھا۔ معارج اس کے ہوش میں آتے ہی کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ کمرے میں منتقل کرنے کے بعد سبھی اس کے اردگرد جمع ہو گئے تھے اور اب ایک ایک کرکے سبھی کمرے سے باہر نکل گئے۔

آنچل کی تمام حسیات بیدار تھیں مگر وہ آنکھیں موندھے لیٹی تھی۔ معارج کی آخری باتیں بار بار سماعت میں گونج رہی تھیں۔ اس کی محبتوں سے نفرتوں تک سفر کرتا ہر لمحہ آج ذہن کے پردے پر پھر سے جھلملا رہا تھا۔ اس نے گھبرا کر فوراً آنکھیں کھول دیں۔ مانوس خوشبو قریب ہی محسوس ہوئی تھی۔ معارج دروازے میں کھڑا تھا۔ ہاتھوں میں سفید اور سرخ گلابوں کا خوبصورت بوکے تھا۔ اس کے متوجہ ہونے پر اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"میں امن اور محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں کیا محبت کے پیغامبر کو امن و سلامتی کی نوید ملے گی۔" معارج کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ کھلی تھی۔ آنکھوں میں یقین ہلکورے لے رہا تھا کہ اسے آنچل کی فراخ دلی اور اپنے لیے [illegible] میں تڑپتی محبت کا اندازہ بہت اچھی طرح تھا۔ وہ تو ہمیشہ ہی اس کے سامنے گنگ ہو جاتی تھی [illegible] بھی صورت حال مختلف نہ تھی۔ کچھ کہہ [illegible] بس دانتوں سے نچلے لب کو کچلتی رہی۔

محسوس بھی کیا تھا بس احساس شرمندگی اس کے پاؤں کی زنجیر بن گیا تھا۔ کچھ فطرتی انا بھی تھی بحیثیت مرد آنچل سے معافی مانگنے کا حوصلہ وہ خود میں نہیں پاتا تھا اسی لیے دوریاں بڑھتی گئی تھیں۔

بی بی جان نے اسے کچھ نہیں کہا تھا۔ آئی سی یو کے باہر ٹہلتے ہوئے اسے خالی نظروں سے دیکھا کرتی تھیں۔ دوسرے دن اس نے خود ہی بی بی جان کو مخاطب کیا تھا۔

"آپ کی صحت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے بی بی جان آپ گھر جا کر آرام کریں میں یہاں ہوں بلکہ آپ سب ہی جائیں۔"

"جب اسے تمہاری ضرورت تھی تب تو تم یہاں نہیں تھے اب تمہارے ہونے کا کیا فائدہ بلکہ تم اب جاؤ ہم یہاں ہیں اپنی بیٹی کے پاس۔" بی بی جان کا ناراضگی سے بھرپور لہجہ معارج کی طبیعت میں مزید ناگواری بھر گیا۔ وہ پہلے ہی آنچل کی اس حالت کا ذمہ دار نہیں سمجھتا تھا۔ اب ان کا یہ انداز اس کے دل میں مزید کبیدگی بھر گیا۔ وہی کبیدگی زبان پر بھی آنا چاہتی تھی مگر عینی بھابی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے کچھ کہنے سے روکا۔ پھر بھی وہ بول اٹھا۔

"اگر میں نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے تو کیا تو آپ نے بھی اس کے ساتھ نہیں کیا۔ وہ میرے ساتھ خوش رہ سکتی تھی مگر آپ نے اسے خوش رہنے نہیں دیا۔ وہ ہر لمحہ احساس جرم میں جلتی رہی ہے حالانکہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ پھر بھی آپ نے اسے خود سے بے تعلق کر کے سزا دی تھی کیوں؟ آپ جانتی تھیں کہ وہ آپ سے دور رہ کر آپ کی ناراضگی سہہ کر خوش نہیں رہے گی پھر آپ نے کیوں اسے معاف کر کے میرے ناروا سلوک کی ذمہ دار بھی آپ ہی ہیں آپ کی۔"

بی بی جان عالم سکتہ میں اسے دیکھ رہی تھیں سن رہی تھیں۔ عینی بھابی بار بار اسے ٹوک رہی تھیں۔ وہ انہیں پھر سے ان کی غلطیوں کا احساس دلا رہا تھا۔ آخر عینی بھابی نے اسے بری طرح جھڑک دیا۔

"بس کرو معارج تمہیں کسی رشتے کی تمیز رہی ہے نہ لحاظ بڑوں سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کا حساب کتاب نہیں مانگا جاتا تم سے حساب کتاب کون کرے گا۔ جواب دو۔ تم نے بھی تو آنچل کو مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اس کی زندگی کے لیے دعا کرنے کے بجائے تم پرانے قصے لے بیٹھے ہو شرم کرو کچھ معافی مانگو بی بی جان سے۔"

عینی بھابی کے احساس دلانے پر شرمندگی سے سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ بی بی جان غم و صدمے کے اثر میں بولیں۔

"کہنے دو قراۃ العین اسے کہنے دو ابھی تو مجھے آنچل کی عدالت میں بھی کھڑا ہونا ہے اور ابھی۔" وہ آبدیدہ ہو گئیں۔

"پلیز بی بی جان یہ تو سدا کا جذباتی اور بے وقوف ہے آپ ہی درگزر سے کام لیں آنچل تو خود کو آپ کا نافرمان سمجھتی ہے اور آپ سے معافی بھی مانگ چکی ہے معارج ادھر آؤ۔" انہوں نے بی بی جان کا ہاتھ تھام کر معذرت کرنے کے بعد معارج کو تحکمیہ انداز میں آواز دی وہ جو وہاں سے جا رہا تھا پلٹ کر قریب آیا اور پھر ندامت سے بینچ پر بیٹھی بی بی جان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

"آئی ایم سوری بی بی جان میں نے جو غلطیاں کی ہیں آپ ان کے لیے مجھے معاف کر دیں۔ میں آنچل کے بنا نہ خوش رہ سکتا ہوں اور نہ ہی زندہ آپ اس کے لیے دعا کریں مجھے اور میرے بچے کو اس کی ضرورت ہے پلیز۔" وہ بے حد پریشان تھا۔ ندامت نے اندر ہلچل مچا رکھی تھی اس لیے ضبط کھو بیٹھا تھا۔ اب ان کا ہاتھ تھام کر حوصلہ بھی ہار بیٹھا۔

"میں نے تم سے اس رات جو سلوک کیا تھا میں اس پر بہت شرمندہ ہوں پلیز جانو سوری تو می۔" معارج نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

آنچل نے شکوے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔ اس کے آنسو اس کی زبان بن گئے تھے اور لفظوں میں ڈھلنے لگے تھے۔ اس کی تنہائیوں کے راز افشا کر رہے تھے۔ اس کی اذیتوں کو ظاہر کر رہے تھے جو وہ برداشت کر چکی تھی۔

معارج اس کے آنسوؤں کی زبان سمجھ رہا تھا اسی لیے بے چین ہو کر بول اٹھا۔

"مجھے تمہارے تمام شکوؤں، گلوں کا ازالہ کرنا ہے تم مجھے جو چاہے سزا دے ڈالو مجھے قبول ہے بس روؤ نہیں پلیز۔" معارج نے اس کے چہرے پر بکھرے آنسوؤں کو سمیٹنا چاہا تو اسکا ضبط بالکل ہی جواب دے گیا۔ وہ اس کا ہاتھ تھام کر شدت سے رو دی۔

شکوے لفظوں میں ڈھلنے لگے۔ اس نے دل کی ساری بیقراری سارے وسوسے ساری اذیتیں اور درد روح پر جھیلے گئے کرب سبھی کچھ کہہ دیا۔ معارج خاموشی سے اس کا لفظ لفظ سماعت میں اتارتا رہا۔ اس کے دکھوں کو اپنے دل میں محسوس کرتا رہا۔ وہ جب سب کچھ کہہ چکی تو معارج نے اس کے دونوں ہاتھوں کو محبت سے تھام کر کہنا شروع ہوا۔

"مائی ہارٹ پرنسز تمہارے بنا سکون تو مجھ بھی نہیں ملا۔ تمہارے بغیر میں بھی بہت بے چین رہا ہوں ایک ایک پل تمہاری کمی مجھے تڑپاتی رہی۔ تمہارے آنسو وجود میں آگ بھڑکاتے رہے ہیں لیکن اس رات نازک بھالی اور بازل نے مجھ سے باتیں ہی اس انداز میں کی تھیں کہ میری جگہ تم بھی ہوتیں تو ایسے ہی ری ایکٹ کرتی۔ مجھے دکھ زیادہ اس بات کا تھا کہ تم مجھ سے کہتیں مجھ سے گلے شکوے تھے تو ظاہر بھی مجھی پر کرتیں تم کیا سمجھتی تھیں مجھے تمہارے دکھ کا احساس نہیں تھا۔ تم اپنی ماں کے لیے تڑپتی تھیں تو میں خوش ہوتا تھا؟ میں تو خود کو تمہارا مجرم سمجھتا تھا۔ مجھے اکثر محسوس ہوتا تھا تم بھی ذہنی طور پر میرے ساتھ نہیں ہوتی ہو۔ میں نے بی بی جان کو معافی کے لیے کئی فون کیے تھے مگر وہ۔" آنچل نے حیرت سے دیکھا۔

"تم بی بی جان سے پوچھ سکتی ہو میں نے بہت کوشش کی تھی میری کوششیں تو خیر بے کار ہی گئی تھیں مگر تم اور تمہاری محبت جیت گئی۔ دیکھو تو تمہاری خاطر وہ سب کچھ بھلا کر آ گئیں۔" آنچل مسلسل بے یقینی سے اسے تک رہی تھی۔ اس کی وضاحتیں اطمینان تو دے رہی تھیں پھر بھی ایک پھانس سی دل میں اٹکی ہوئی تھی۔ اس نے اپنی چبھن کا اظہار آخر کر دیا۔ وہ بمشکل کہہ پائی۔

"اور ---- اور وہ شاہانہ قدیر وہ آپ کے ساتھ؟" اسے اپنی بات واضح کرنے کے لیے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ معارج اس کی بوکھلاہٹ پر کھلکھلا دیا۔ پھر مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

"وہ ---- میرے لیے کیا اہمیت رکھتی ہے۔ تمہیں میری محبت پر اتنا سا بھی یقین نہیں ہے۔ تمہیں دیکھنے کے بعد میں کسی اور چہرے کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔ تمہیں پانے کے بعد میں کسی اور کو اپنی زندگی سے وابستہ کر سکتا تھا۔" معارج کے استفسار پر اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"پھر وہ آپ کے ساتھ کیوں ہوتی تھی؟" اس بار وہ سہولت سے بولی۔

"وہ کرائم رپورٹر تھی صرف کام کے لیے وہ میرے ساتھ ہوتی تھی ابھی بھی تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔ شاید اس لیے کہ میں نے تمہیں بہت ستایا ہے لیکن کیا تمہیں یقین ہے کہ میں تمہارے سوا کسی اور سے محبت کر سکتا ہوں۔ سنو آنچ میں تمہارے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ مجھے اس کائنات میں تمہارے سوا کوئی بھی اچھا نہیں لگتا۔ چاند سے پھول تک مجھے صرف تم ہی تم نظر آتی ہو۔ میں کسی شاہانہ وہانہ کے لیے تمہیں کھو سکتا تھا کبھی نہیں، تمہارے سوا میری زندگی اور میرے دل کے اعلیٰ مقام تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ تم اب تو میرے دل میں اور بھی اونچی مسند پر بیٹھی ہو کیونکہ تم نے مجھے بیٹے جیسا حسین تحفہ دیا ہے۔ اس حسین تحفے کا شکریہ۔ افوہ میں تو بھول ہی گیا میں اپنے بیٹے کی والدہ کے لیے ایک خوبصورت تحفہ لے کر آیا تھا کدھر گیا۔" اس نے جیب ٹٹول کر ایک طلائی جڑاؤ نیکلس نکال کر اس کے گلے میں ڈال دیا۔ پھر توصیفی نظروں سے دیکھ کر بولا۔

"اب ذرا اپنے ولی عہد سے مل لوں تمہاری خراب حالت کی وجہ سے میں نے اسے بھی اگنور کر دیا تھا۔ کہیں یہ بھی ناراض نہ ہو۔" پھر اٹھ کر اس نے سوئے ہوئے بیٹے کو بانہوں میں اٹھا کر خوب پیار کیا۔

آنچل اظہار تشکر آنکھوں میں لیے اسے محبتیں لٹاتا دیکھ رہی تھی۔ اس کے لفظوں میں اس کی چاہت کا اعتراف بسا تھا۔ وہ اس کی ذات کا غرور قائم کر رہا تھا۔ ہر لفظ ایقان محبت بن کر اس کے ذہن و دل سے اتر کر روح میں سرایت کر رہا تھا۔ آنچل نے مطمئن ہو کر آنکھیں موندھ لی تھیں۔

☆ ☆ ☆

بی۔ اے
ایف اے۔ ایف ایس سی
کے
امتحانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کیلیے
اپنے جانے پہچانے اور آزمودہ
درسی
ماڈل ٹیسٹ پیپرز
کا مطالعہ کیجیے
اپنے شہر کے کتب فروش سے طلب کریں
یا
براہ راست ہمیں لکھیں
درسی کتب خانہ چوک اردو بازار لاہور